بسم اللہ الرحمن الرحیم

فِیهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ

www.KitaboSunnat.com

# مجموعۃ الرسائل

مصر

عبداللہ سلیم ناظم و مہتمم

دار الحدیث جامعہ کمالیہ

راجووال ○ اوکاڑہ ○ پاکستان

○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

# مجموعۃ الرسائل

حصہ اوّل

عبداللہ سلیم

ناظم و مہتمم دارالحدیث جامعہ کمالیہ منڈی راجووال

اوکاڑہ (پاکستان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

# مجموعۃ الرسائل حسب ذیل حضرات سے دستیاب ہے

مولانا علم الدین علیم خطیب حویلی لکھا

مولانا بشیر احمد صاحب ۔ نعمانی کتب خانہ ۔ اُردو بازار ۔ لاہور

سبحانی اکیڈمی ۔ اُردو بازار ۔ لاہور

مولانا عبدالرحمٰن عتیق صاحب بہاری پور ۔ قصور ۔

باعمل عالم مولانا احمدالدین محمود فیصل کھڈیاں خاص ۔ قصور

مولانا سردار علی سردار خطیب پاکپتن

کتابت:
- ملک محمد صدیق خوش نویس ۔ دفتر ہفت روزہ الاعتصام ۔ لاہور
- مولانا قدرت اللہ فاروق صاحب ملکہ ہانس ۔ ساہیوال

سائیں مشتاق احمد نبی پور پیراں ضلع شیخوپورہ

قیمت ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ۱۰/ـــ روپے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مجموعۃ الرسائل حصہ اوّل

## میں درج ذیل رسائل شامل ہیں

رسالہ مطمئنہ در تحقیق سُنّۃ ——— مولانا محمد یوسف راجووال

عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام ——— اس میں ۱۳ سوالات کے مفصل جوابات ہیں

فتاوی ننگے سر نماز ——— اس میں گیارہ علماء کے فتوی جات ہیں

ڈاڑھی کی شرعی حیثیت ——— مولانا عبدالقادر حصاری

ڈاڑھی کی مقدار و اہمیت ——— شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی ۔ گوجرانوالہ

قبروں پر اذان کہنا بدعت ہے ——— مولانا عبدالقادر حصاری

قبر پرستی ——— مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی

ایک قبر پرست کا فراڈ ——— مولانا سیف الرحمٰن الفلاح

ایک سوال کی دس شکلیں ——— نور محمد ملتانی

فضیلت علم و علماء ——— مولانا محمد یوسف راجووال

طالب علم اور مولانا آزاد ——— مولانا آزاد

حکم الانفاق فی سبیل اللہ ——— مولانا محمد یوسف ۔ راجووال

۴ لاکھ ۳۷ ہزار ۵ سو روپے کا صحیح ترین مصرف ——— مولانا محمد یوسف ۔ راجووال

خطبہ ردِّ بدعات ——— مولانا محمد یوسف راجووال

خطبہ نماز تسبیح ——— مولانا محمد یوسف راجووال

شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ ۔ فروری ۱۹۹۲ء

عبداللہ سلیم ناظم جامعہ کمالیہ ۔ راجووال ۔ فون ۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# محتویات

## مطمئنّہ در تحقیق مُسنّہ


| نام مضمون | صفحہ | نام مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| درود شریف و دعاء قرآنی | ۱۰ | سنّت | ۵۰ |
| گذارش احوال واقعی | ۱۱ | بدعت | ۵۱ |
| بانیانِ مدارس سے ایک گذارش | ۱۶ | نمازِ عیدین | ۵۵ |
| تاثرات بابت تحقیق مسنّہ | ۱۹ | نمازِ عید کا وقت | ۵۶ |
| تقاریظ | ۲۰ | نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ | // |
| حرفِ آغاز | ۲۶ | احیائے سنّت | ۵۷ |
| فضائلِ عشرہ ذوالحج | ۲۸ | قربانی کا بیچنا اور تبادلہ کرنا | ۶۰ |
| پانچ راتوں کی فضیلت | ۳۱ | میّت کی طرف سے قربانی | ۶۱ |
| تکبیرات | ۳۲ | بے نماز کی قربانی | ۶۲ |
| یومِ عرفہ کا روزہ | ۳۳ | خون نہیں تقویٰ چاہیے | ۶۵ |
| قربانی کا جانور ذبح کرنے کی دُعاء | // | یہ قربانی ان کی طرف سے بھی قبول فرما | ۶۷ |
| قربانی کس جانور کی منع ہے | ۳۴ | عید قربان بت شکنی ہے شکم پروری نہیں | ۷۰ |
| چرمہائے قربانی | ۳۶ | حضرت محدّث روپڑیؒ کے بائیس فتاوے | ۷۵ |
| امامت کی اجرت میں جھگڑا | ۳۷ | حضرت مولانا حصاریؒ کا مکتوب | ۹۹ |
| قربانی کے مسئلہ میں مسنّہ کی بحث | ۳۸ | نمازِ عیدین کے متفرق مسائل | ۱۰۰ |
| مسنّہ اور ثنی ایک ہی ہیں | ۴۲ | کیا تکبیراتِ عیدین میں ہاتھ باندھنا | ۱۰۰ |
| مسنّہ کی تحقیق | ۴۳ | جائز ہیں یا ناجائز | |
| بکری، بکرا، گائے، جذعہ (کھیرا) | ۴۷ | کیا تکبیروں کے درمیان وقفہ کرنا چاہیے | ۱۰۱ |


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

| | | | |
|---|---|---|---|
| اور کیا اس میں کچھ پڑھنا چاہیے | | کیا تکبیرات کہتے وقت رفعیدین کرنی چاہیے یا نہیں | ۱۰۵ |

## عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام • سوالات متعلقہ مسئلہ حیات عیسیٰ بن مریم علیہم السلام

| | | | |
|---|---|---|---|
| شیخ الحدیث والقرآن حافظ محمد صاحب گوندلویؒ | ۱۱۴<br>۱۱۶ | شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالویؒ | ۱۳۲ |
| حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ | ۱۱۷ | حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوریؒ | ۱۳۴ |
| حضرت مولانا احمد الدین صاحب گکھڑویؒ | ۱۱۸ | خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری | ۱۳۷ |
| فتویٰ حضرت مولانا احمد الدین صاحب گکھڑویؒ | ۱۲۲ | حضرت مولانا محمد یوسف صاحب راجووال | ۱۴۲ |
| فتویٰ حضرت مولانا عبدالقادر حصاروی | ۱۳۰ | حضرت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ | ۱۵۴ |

## فتاویٰ ننگے سر نماز

| | | | |
|---|---|---|---|
| حرف گفتنی | ۱۶۷ | مولانا احمد رضا خاں صاحبؒ بریلوی | ۱۷۵ |
| حضرت شیخ القرآن والحدیث مولانا حافظ محمد صاحب گوندلویؒ | ۱۷۰ | مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب کمنڈا امرڑ | ۱۷۶ |
| | | مولانا حکیم حافظ احمد صاحب پٹوی | ۱۷۸ |
| حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب بڈھیمالویؒ | ۱۷۱ | مولانا قمرالدین صاحب پنڈی پیراں | ۱۸۰ |
| | | مولانا عبدالقیوم صاحب نارو کی ماچھ قصور | ۱۸۶ |
| مولانا احمد الدین صاحب گکھڑوی | ۱۷۳ | مولانا محمد یوسف راجووال | ۱۸۸ |
| مناظرِ اسلام حافظ عبدالقادر روپڑیؒ | ۱۷۴ | مولانا محی الدین صاحب لکھوی | ۱۹۱ |

## شرعی ڈاڑھی

| | | | |
|---|---|---|---|
| حرفِ آغاز | ۱۹۷ | جماعت اسلامی | ۲۰۶ |
| ڈاڑھی بڑھانے کا شرعی حکم | ۲۰۵ | ڈاڑھی بڑھانا سنّتِ فریضہ ہے | ۲۱۲ |


www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




| | | | |
|---|---|---|---|
| ڈاڑھی بڑھانا اور لبیں کٹانا شعارِ اسلام ہے | ۲۲۱ | مقدارِ لحیہ | ۲۳۱ |
| مجوس مشرکین کا شعار | ۲۲۲ | روایتِ ترمذی پر بحث | ۲۳۳ |
| اہلِ کتاب کا شعار | ۲۲۴ | مولوی محمد علی لکھوی | ۲۴۰ |
| عام مشرکین کا شعار | ۲۲۵ | آثارِ صحابہؓ کے الزامی جوابات | ۲۵۵ |
| اہلِ اسلام کا شعار | ۲۲۶ | آثارِ صحابہؓ کا تحقیقی جواب | ۲۵۸ |
| تشبّہ بالکفّار کا حکم | ۲۲۷ | سر پر بال رکھنے سنّت ہیں | ۲۶۳ |
| پیشگی نبویؐ کا ظہور | ۲۲۹ | ڈاڑھی کی مقدار و اہمیّت | ۲۶۷ |
| قبروں پر اذان کہنا بدعت ہے | ۲۸۹ | ایک سوال کی دس شکلیں | ۳۰۹ |
| قبر پرستی | ۳۰۲ | قبر پرستوں کا ایک عجیب فراڈ | ۳۱۱ |


## خطبہ فضیلتِ علم و علما


| | | | |
|---|---|---|---|
| جہالت اور علم کی توضیح | ۳۱۸ | طالب علم کے گناہ بخشے جاتے ہیں | ۳۲۴ |
| جاہلیت کا زمانہ | ۳۱۹ | طالب علم کے لئے جنّت کے دروازے | ۳۲۵ |
| جہالت کی اقسام | ۳۲۰ | کھل جاتے ہیں | ″ |
| طالب علم مجاہد ہے | ۳۲۲ | طالب علم غازی ہے | ″ |
| حج کا ثواب | ۳۲۳ | طالب علم فوت ہوا تو شہید ہے | ″ |
| معلّم کا درجہ | ″ | طالب علم انبیاء کا وارث ہے | ۳۲۶ |
| متعلّم کا درجہ | ″ | انسان نے علم سے درجہ نبوّت کے | ۳۲۷ |
| جنّت کا راستہ علم سے طے ہوتا ہے | ۳۲۴ | قریب ہوتا ہے | |
| طالب علم کی تعظیم فرشتے کرتے ہیں | ″ | دو علم | ″ |


” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com




| | | | |
|---|---|---|---|
| علم شرعی خزانہ ہے | ۳۲۷ | علماء کو صدیقین کا درجہ | ۳۳۸ |
| عالم کی نیند جاہل کی نماز سے بہتر ہے | ۳۲۸ | عالم گمراہی سے بچ سکتا ہے | " |
| طالب علم سے فائدہ | " | مجلس علمائے ربانی | ۳۳۹ |
| عالم کا فائدہ | ۳۲۹ | علمائے ربانی انبیاء کے خلفاء ہیں | " |
| واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام | ۳۳۰ | علماء کی اتباع کا حکم | ۳۴۰ |
| حضرت آدمؑ کا مقابلہ ملائکہ سے | " | علماء ستارے ہیں | " |
| حضرت ابراہیمؑ نمرود پر علم کی رو سے غالب ہوئے | ۳۳۱ | فضائل قرآن کی چار احادیث | ۳۴۲ |
| | | تنازعات کے فیصلے علم سے ہوتے ہیں | ۳۴۶ |
| علم سیکھو | ۳۳۲ | تین قسم کے قاضی | " |
| عالم اور جاہل کا فرق | " | علم سے مناظرہ | ۳۴۷ |
| علم عبادت سے افضل ہے | ۳۳۳ | مولانا ابوالوفا ثناء اللہ کا ایک مناظرہ | ۳۴۸ |
| قول و عمل دونوں علم کے محتاج ہیں | " | علماء کی توقیر | ۳۴۹ |
| عالم عابد سے بہتر ہے | ۳۳۶ | علماء کی قسمیں | ۳۵۱ |
| عالم شفاعت کرے گا | " | علم کے مقتضاء پر عمل نہ کرنیوالا جاہل ہے | ۳۵۲ |
| علماء کا درجہ شہداء سے فائق ہے | " | بے عمل واعظ | ۳۵۳ |
| حضرت داؤدؑ کی آرزو | ۳۳۷ | شرائط معلم | ۳۵۵ |
| انسان کی شرافت علم و عقل سے ہے | " | طلباء سے چند نصیحتیں | ۳۵۶ |
| | | طالب علم اور مولانا آزاد | ۳۵۸ |


## خطبہ حکم انفاق فی سبیل اللہ


| | | | |
|---|---|---|---|
| واقعۂ قارون | ۳۶۳ | صدقہ سے قبر کے عذاب سے نجات | ۳۶۸ |
| صدقہ سے مصائب کا دور ہونا | ۳۶۷ | عملوں کا باہمی مقابلہ اور صدقہ کا غلبہ | " |
| میدان حشر میں صدقہ کا سایہ | " | واقعات سے ثبوت | ۳۶۹ |


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




| | | | |
|---|---|---|---|
| بادل کا واقعہ | ۳۷۰ | حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ | ۳۸۶ |
| واقعہ حضرت علیؓ | 〃 | حضرت سعید بن عاصؓ | 〃 |
| مالدار نقصان پانے والا | ۳۷۳ | حضرت حسنؓ کا واقعہ | 〃 |
| واقعہ باغ والوں کا | ۳۷۴ | حضرت سعد بن ابی وقاصؓ | 〃 |
| صدقہ گناہوں کو بجھاتا ہے | ۳۷۸ | حضرت ابو عبیدہؓ | 〃 |
| ایک عابد کا واقعہ | ۳۷۹ | حضرت حکیم بن حزامؓ | 〃 |
| صدقہ سے شیطان کا روکنا | ۳۸۰ | حضرت سعد بن عبادہؓ | 〃 |
| نابینے سائل کا واقعہ شعروں میں | 〃 | ایک قرآنی قصہ | ۳۸۷ |
| بنی اسرائیل کا واقعہ | ۳۸۱ | دو بھائیوں کا واقعہ عربی زبان میں | ۳۹۱ |
| قلیل صدقہ کا کثیر صدقہ سے مقابلہ | ۳۸۲ | صدقہ کی تاثیر | ۳۹۲ |
| حضرت عمرؓ کا واقعہ | 〃 | عبرت آموز واقعہ | ۳۹۴ |
| ایک انصاری کا واقعہ | 〃 | ایک عورت جنتی | ۳۹۵ |
| حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا مالی ایثار | ۳۸۳ | ابن آدم کا خفیہ صدقہ | ۳۹۶ |
| حضرت طلحہؓ کا ایثار | 〃 | مصیبتوں کے ستر دروازے بند | ۳۹۷ |
| حضرت ابوبکرؓ کا ایثار | ۳۸۴ | ۸۴ لاکھ ۳۷ ہزار ۵ سو کا صحیح ترین مصرف | ۳۹۸ |
| حضرت عمر فاروقؓ کا ایثار | 〃 | عید میلاد النبیؐ | ۴۰۱ |
| حضرت عثمانؓ کا ایثار | 〃 | نماز تسبیح | ۴۰۲ |
| حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا خواب | ۳۸۵ | | |
| حضرت ابن عباسؓ کا واقعہ | ۳۸۶ | ------ | |


## نظمیں


| | | | |
|---|---|---|---|
| مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی | ۴۱۴ | مولانا علیم الدین علیم | ۴۲۳ |
| مولانا فضل الٰہی | ۴۲۰ | مولانا علی محمد صمصام | ۴۲۶ |
| | | مولانا شہاب الدین ثاقب زبیری | ۴۲۹ |


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ضحوا بالثنایا نصب الرایہ ۔ جلد ۴ ص۲۱۶

دو دانتے جانور قربانی کرو ،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

# رسالہ مُطْمَئِنَّۃ

# در تحقیق مُسِنَّۃ

طبع دوم ۱۹۹۲ء

عبداللہ سلیم

ناظم جامعہ کمالیہ دارالحدیث منڈی راجووال ضلع اوکاڑا (پاکستان)

فون نمبر ۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی ابراھیم اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ج اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

> اس رسالہ میں چند عربی الفاظ بار بار آئے ہیں۔ لہٰذا مطالعہ سے قبل ان کے معانی خوب ذہن نشین کر لیجئے۔

اِبِلٌ۔ اونٹ ● بقرٌ۔ گائے ● ضانٌ۔ بھیڑ۔ دُنبہ۔ دُنبی

غنمٌ۔ بکری۔ بکرا ● مَعْزٌ۔ بکری۔ بکرا ● عتودٌ۔ بکری کا بچہ بٹھورا

جَذعۃٌ۔ قوی۔ مضبوط پکا کھیرا

مسنّہ و ثنیّ ● دونوں ایک ہیں۔ دو دانتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

# گذارش احوالِ واقعی

عبداللہ سلیم ناظم جامعہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اس عاجز کی پیدائش ماہ محرم ۱۳۷۱ھ، ۱۹۵۲ء راجووال ضلع اوکاڑا کے علمی خاندان میں ہوئی۔ اور مقامی ماحول بھی خالص دینی مذہبی ملا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ گاؤں جماعتی حلقوں میں جماعت اہلحدیث کا مشہور ترین علمی مرکز ہے۔ جیسے کہ اپنے اُستاذ کی عقیدت میں مولانا عبدالرحمن[1] عزیز اللہ آبادی خطیب حسین خانوالہ علاقہ تپوکی نے اپنی عقیدت دے پھل مطبوعہ ۱۳۹۵ھ کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے۔

بھیجیا رب مجاہد فضلوں جو الیس علاقے آ بیٹھا

رکھ قلبی آس بنصر اللہ باغ توحید دا لا بیٹھا

ایہ شاخاں پھیلیاں خوشی منائی رب دا شکر بجا بیٹھا

ایسے بوٹے لا جنیلی دے تے خوشبو عجب بنا بیٹھا

ایہ خالص بوٹے پال کے اس موہ لیا جگ سارا ای

اج راجووال دی اُجڑی بستی بنیا بلخ بخارا ای

مولانا عبدالرحمن عزیز اللہ آبادی جماعتی حلقوں میں خاص متعارف ہیں۔

نظم عقیدت دے پھل مولانا صوفی احمد الدین[2] سابقاً خطیب مسجد اہل حدیث

---

[1] مولانا کا تعارف نظم کے شروع میں آ چکا ہے۔

[2] مولانا صوفی احمد الدین کا تعارف نظم عقیدت دے پھل کے شروع میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



توحید گنج منڈی بہاؤالدین گجرات نے شائع کی ہے۔

والد محترم حفظہ اللہ نے اپنی دینی خدمات کے لئے پسماندہ علاقہ کو منتخب کیا جیسے کہ بزرگوارم جناب مولانا معین الدین صاحب لکھوی نے سالانہ امتحان کے موقعہ پر اپنے تاثرات میں تحریر کیا ہے۔

مولانا محمد یوسف کے دینی دلی جذبات نہایت قابلِ قدر ہیں۔ جنہوں نے اس پس ماندہ علاقہ کو اپنی دینی سرگرمیوں کے لئے منتخب کیا ہے۔

(مولانا) معین الدین جامعہ محمدیہ اوکاڑا ۲۳/۱/۶۱

والد ماجد متعنا اللہ بطولِ حیاتہ نے تین عنوانوں پر خصوصی طور پر کام کیا ہے۔

## (۱) تعلیم و تعلم

اس شعبہ سے سینکڑوں سے متجاوز طلبا فیضیاب ہوئے ہیں۔ اور سندِ فراغت حاصل کی کسی اوقات فرصت میں ان حضرات کے اسماء گرامی بالتفصیل شائع کئے جائیں گے۔ سر دست مندرجہ ذیل حضرات خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ فارغ شدگان حضرات پر اپنے اُستاذ کے اثرات غالب ہیں۔ بیان، لباس اور سادگی میں، چہرے کا تاج محفوظ، عقائد کی مضبوطی لیل و نہار کتاب و سنت سے لگن۔ یہ حضرات اپنے اپنے علاقوں میں خاص اہمیت کے حامل اور نایاب گوہر ہیں۔ دینی جماعتوں کو ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ دورِ حاضر میں صحیح عقیدہ کے علماء کا قحط الرجال ہے۔

(۱) جناب مولانا علم الدین خطیب اعظم حویلی لکھا۔

(۲) حضرت مولانا عبدالخالق سلفی بانی دارالسلام کھڈیاں خاص۔

(۳) مولانا رحمت اللہ کہکشاں کالونی فیصل آباد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(۴) الحاج مولانا عبدالحمید بانی شمس الھدیٰ للطالبات فیروز گھلّہ وٹوان ضلع شیخوپورہ۔

(۵) الحاج مولانا احمدالدین محمود۔ کھڈیاں خاص۔

(۶) جناب قاری عبدالمجید سالک ناظم ضیاء السنّہ راجہ جنگ ضلع قصور۔

(۷) جناب قاری محمد عثمان استاذ جامعہ فریدیہ۔ قصور۔

(۸) مولانا محمد صادق صاحب۔ بانی نصیر السلام کھنڈا موڑ ضلع شیخوپورہ۔

(۹) الحاج حکیم ثناء اللہ خطیب کنگن پور ضلع قصور۔

(۱۰) حضرت مولانا عبدالمجید سلیم بقار لوپر کھے ضلع قصور۔

(۱۱) حضرت مولانا غلام اللہ صاحب خطیب ۱۸/ ا۔ ب ضلع اوکاڑا۔

(۱۲) حضرت مولانا عبدالرحمن عزیز الہ آبادی مظفر گڑھ خطیب حسین خانوالہ پتوکی

(۱۳) مولانا عطاء اللہ صاحب خطیب محمدی مسجد کوٹ رادھا کشن و مدرس مدرسہ جامعہ محمدیہ قدوسیہ۔

(۱۴) مولانا اسداللہ بھابڑی ناظم مدرسہ شمس الحدیث۔ لورنے والا۔

(۱۵) مولانا عبدالجبار سلفی خطیب حویلی لکھا۔ ضلع اوکاڑہ۔

(۱۶) مولانا سلیم عزیز بن محمد اسماعیل مرحوم دارالحدیث راجووال

(۱۷) مولانا عبدالرشید راشد کنگن پوری خطیب پسرور ضلع سیالکوٹ۔

(۱۸) مولانا عبدالرشید راشد مدرس جامعہ ابی ہریرہ۔ ربنالہ خورد۔

(۱۹) مولانا حفیظ اللہ حکیم نائب خطیب باغبانپورہ۔ لاہور

(۲۰) مولانا عنایت اللہ خطیب بہرکھائی تحصیل چونیاں۔

(۲۱) مولانا سردار علی سردار خطیب جامع اہلحدیث۔ پاکپتن۔

(۲۲) مولانا محمد ابراہیم صاحب خلیل خطیب حجرہ شاہ مقیم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(۲۳) قاری مفتی کفایت اللہ صاحب مدرس اشاعت الاسلام $\frac{۶۹}{E-B}$ عارف والا۔

(۲۴) مولانا رحمت اللہ صاحب حبوی مدرس مدرسہ اشاعت العلوم محمدیہ چیچاوطنی

(۲۵) قاری الحافظ محمد ادریس فاضل مدینہ یونیورسٹی مسجد لسوڑے والی۔ لاہور

(۲۶) مولانا عبدالخالق صاحب خطیب نوشہرہ ورکاں۔

(۲۷) مولانا عبدالشکور صاحب کوکب۔ گوجرانوالہ۔

(۲۸) مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب سلفی۔ ٹاؤن شپ۔ لاہور

(۲۹) مولانا یار محمد صاحب صدیقی مدرس مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ $\frac{۲۲۲}{گ ب}$ سمندری

(۳۰) حافظ محمد اسلم سلیم $\frac{۲۳۹}{A۰۹}$ - فورٹ عباس۔

(۳۱) مولانا عبدالرشید صاحب حبیبی والا۔

(۳۲) مولانا محمد یوسف قصوری مدرس جامعہ رحمانیہ کراچی

(۳۳) مولانا محمد شفیع مدرس ریاض القرآن رام گڑھ۔ لاہور۔

(۳۴) مولانا حافظ احمد اللہ صاحب خطیب واہ کینٹ۔ لاہور

(۳۵) مولانا احمد علی صاحب خطیب الہ آباد المعروف ٹھینگ موڑ چونیاں۔

(۳۶) مولانا محمد اسماعیل قریشی جیٹھ پوری خطیب۔ گوجرانوالہ۔

(۳۷) حافظ نذیر احمد حماد و ساوے والا خطیب جامع گوندلانوالہ۔

(۳۸) مولانا احمد الدین چک ۱۱ ضلع شیخوپورہ۔

(۳۹) مولانا محمد عبداللہ لقا پوری خطیب سمبڑیال سیالکوٹ۔

(۴۰) محمد ابراہیم عابد کنگن پوری مدرس بمبانوالہ سیالکوٹ۔

# دعوت وارشاد

درس قرآن پاک بعد نماز فجر۔ درسِ حدیث بعد نماز ظہر۔ رمضان المبارک میں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صبح، ظہر، عصر تین وقت درس ہوتے ہیں۔ جمعۃ المبارک کا خطبہ۔ ارد گرد چکوک میں دعوتِ توحید۔

اس دعوت وارشاد سے بفضلہٖ تعالےٰ سامعین کے عقائد سدھر گئے ہیں اور توحید وسُنّت کی نعمت سے لوگ خوب آشنا ہوئے ہیں۔ باوجودیکہ یہ خطبے اور درس و وعظ ونصیحت سادے انداز میں بغیر کسی تکلیف کے ہوتے ہیں۔ کوئی لَب ولہجہ وترنّم نہیں ہوتا۔ سامعین کے یہ تأثرات ہیں کہ یہ درس ہمارے سلئے بہت بڑے بڑے جلسوں سے بھی کامیاب ہیں۔ اور یہ درس صرف ۱۵ یا ۲۰ منٹ ہوتے ہیں۔ جمعۃ المبارک کے کچھ مضامین رسائل ہٰذا میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ سالانہ جلسے اور کانفرنسیں بڑی کامیاب وکامران ہوتی تھیں۔ ان کانفرنسوں میں جماعت اہلحدیث کے مشہور ترین علمائے کرام خطاب فرماتے رہے ہیں۔ جن کی اکثریت اللہ تعالےٰ کو پیاری ہو چکی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

# شعبۂ نشرواشاعت

اس شعبے میں چھوٹی بڑی ایک درجن سے زیادہ کتابیں نشر کی گئی ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں والد محترم کی طبیعت سخت علیل ہو گئی تھی۔ دل میں بہت احساس ہوا کہ ان کے اور اکابر علماء کے چند رسائل ومسائل کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے تاکہ یہ علمی جواہر پارے محفوظ ہو جائیں۔ اور اُن کی یہ علمی کاوشِ فکر دیگر احباب تک بھی پہنچ سکیں۔

والدِ محترم نے چند سالوں سے اپنے پیرانہ سالی میں مقامی و بیرونی احباب کے مشورہ سے میرے کمزور کاندھوں پر ادارہ کا بوجھ ڈال دیا ہے۔ میں اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مخلص بزرگوں اور دوستوں، احباب سے اور ادارہ کے ارشد تلامذہ سے دُعاء کا طلب گار ہوں اور ان کے مفید ترین مشوروں اور تجاویز کی اُمید رکھتا ہوں فی زمانہ دینی اداروں کا کام مشکل ترین ہوچکا ہے۔ قربِ قیامت، اخلاص کی کمی۔ قابل اساتذہ کی نایابی اور طلباء کا اس مادی دَور میں دینی علوم سے بے رغبتی خصوصًا تنہائی میں عبادت کرنا۔ اعلیٰ کردار اور مطالعہ سے گریز کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہوجاتا ہوں۔ اور پھر مولانا عبدالرؤوف جھنڈا نگری انڈیا کا مضمون ــــ کو

## بانیانِ مدارس سے گذارش

بار بار پڑھتا ہوں جس سے اپنے دل کو تسلّی دے لیتا ہوں جو کہ مندرجہ ذیل ہے آپ بھی مطالعہ فرمائیں۔

# بانیانِ مدارس سے ایک گذارش

پہلے تو یہ جائے غور ہے۔ علومِ دینیہ اور علم عربی کی تحصیل آج بھی ضروری ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق علّامہ شبلیؒ کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ وہ لکھتے ہیں۔ آریہ انگریزی کی تعلیم میں اس تیزی سے ترقی کر رہے ہیں کہ مسلمان ان کے گرد تک نہیں پہنچ سکتے۔ تاہم وہ گروہ کل مذہبی اسکول قائم کر رہے ہیں۔ جو سنسکرتؒ کی تعلیم کے لئے مخصوص ہے اور جس کا مقصد صرف اپنے مذہب اور اپنے لٹریچر کی اشاعت ہے۔ اس گروکل میں جو لڑکے داخل ہوتے ہیں۔ چوبیں برس کی عمر تک ان کو تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کو سادی اور خشک غذا ملتی ہے۔ لکڑی کے بنے ہوئے تختے سونے کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ملتے ہیں۔ اس جفاکشی اور دُنیاوی بے تعلّقی کے باوجود تین سو دولت مندوں نے اپنے بچّے اس میں بھیجے ہیں۔ اور ۲۷ روپے ماہوار ہر ایک بچّے کا خرچ دیتے ہیں۔ غرض اگر یورپ کی بابیں دنیا طلبی کی حاجت ہے۔ آریوں کو بابیں انگریزی خوانی گروکل کی ضرورت ہے تو مسلمانوں کو بھی عربی اور مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے۔ اور ضرورت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک مسلمان قوم کا باقی رہنا ضروری ہے۔

(رسالہ ندوہ ماہ اگست ۱۹۱۱ء)

اس سلسلہ میں بانیانِ مدارس سے یہی گذارش ہے کہ آپ اپنے مدرسہ سے قابل و فاضل ترین اشخاص کی کثیر تعداد پیدا نہ ہوسکنے پر افسوس نہ فرمائیں اور نہ ہی اپنے روپے کو بے کار سمجھیں اور اس وجہ سے بھی نہ گھبرائیں کہ ہمارے مدرسے سے آج تک کوئی لائق اور نامور طالب علم پیدا نہ ہوا کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ مستقبل میں کوئی درخشندہ ستارہ یا نیّر تاباں ہو جائے۔

آئیے، غور کیجئے! نظامیہ بغداد کا ایک مشہور مدرسہ ہے۔ وزیر اعظم نظام الملک کا بنایا ہوا ہے۔ ایک لاکھ روپیہ ماہانہ اس کے اساتذہ اور طلباء پر خرچ ہوتا ہے۔ قاضی سلیمان صاحب پٹیالوی مرحوم کے انگریزی روپیہ سے حساب شماری کے مطابق اس یونیورسٹی کے لئے تین کروڑ روپیہ سالانہ کی جاگیر دوامًا وقف تھی۔ کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ اس مدرسہ کا ہر طالب علم قابل و یکتائے روزگار ہی گزرا ہے اگر ہیں تو ان کا نام لیجئے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض نامی گرامی طلباء بھی اس یونیورسٹی سے پیدا ہوئے۔

شیخ مصلح الدین شیرازی سعدی صاحب گلستان و بوستان اسی مدرسہ کے طالب علم ہیں۔ چنانچہ نظامیہ کے طالب علم ہونے کا ذکر آپ بوستان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس طرح کرتے ہیں ؂

مرا در نظامیہ ادرار بود
شب و روز تلقین و تکرار بود

اسی مدرسہ کے طالب علم امام غزالی بھی تھے۔ دیکھو رسائل شبلی ۶۶ ۱ء
پس جس طرح لاکھوں، کروڑوں روپیہ سالانہ کے خرچ پر ہزار میں سے ایک فاضل روزگار کا اوسط حساب بیٹھتا ہے۔ اسی طرح قانونِ قدرت کے مطابق اب بھی یہ الٰہی بندوبست جاری رہے گا۔ اس لئے پست ہمتی و حیلہ سازی کسی نوع سے بھی آپ کے لئے روا نہ ہوگی۔ جس طرح کالجوں اور یونیورسٹیوں کے سب طالب علم محمد علی جوہرؔ اور اقبالؒ نہیں بنتے اور باوجود اس کے کالج پر کالج۔ یونیورسٹی پر یونیورسٹیاں کھلی جاتی ہیں۔ اسی طرح عربی درسگاہوں کا حال سمجھا جاوے۔

**نوٹ:۔** نظامیہ نام کے نو مدرسے تھے۔ بعض میں ایک لاکھ روپیہ سالانہ صرف ہوتا اور بعض مدرسہ میں چھ لاکھ اشرفی سالانہ کا خرچ تھا۔

العلم والعلماء۔ طبع چہارم ندوۃ المحدثین، گوجرانوالہ ص ۳۹-۴۰

## بفحوائے حدیث من لم یشکر الناس۔ لم یشکر اللہ

بندہ راقم آثم تہہ دل سے شکر گزار ہے۔ چچا محترم حکیم محمد یعقوب عثمانی رنیالہ خورد اور الحاج مولانا احمد الدین محمود[1] کھڈیاں خاص جنہوں نے اس میری معمولی سی خدمت میں میری حوصلہ افزائی کی اور ان کا تعاون اللہ تعالیٰ کے فضل سے شامل حال رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔

عبداللہ سلیم ناظم جامعہ کمالیہ دارالحدیث منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ۔ فون ۵

[1] مولانا احمد الدین محمود فیصل دارالحدیث راجووال کے فارغ شدہ ہیں نیز جامعہ سلفیہ فیصل آباد جامعہ پنجاب لاہور کے فاضل ہیں موصوف کی پیدائش یکم اکتوبر ۱۹۵۲ء موضع سعد ضلع قصور میں ہوئی ـــــ ناظم جامعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# تأثرات بابت تحقیق مسنہ

## جناب مولانا حافظ عبد القادر صاحب روپڑی حفظہ اللہ

بحث متعلق مسنہ : لکھتے ہیں کہ مولانا محمد یوسف کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ آپ ملک کی مشہور و معروف درس گاہ جامعہ کمالیہ دار الحدیث منڈی راجووال ضلع اوکاڑا کے بانی اور شیخ الحدیث ہیں ۔ جید اور بلند پایہ عالم دین ہیں ۔ آپ کا شمار اکابر علماء سلف میں ہوتا ہے ۔ قربانی کے مسئلہ مطمئنہ در تحقیق مسنہ کی بحث آپ نے جس عالمانہ تحقیق و بسط کے ساتھ لکھی ہے وہ آپ کا علمی شاہکار ہے ۔

(تنظیم اہلحدیث لاہور ۱۹۸۹ء جلد ۴۳)

## جناب مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری نور اللہ قبرہ وبرد مضجعہ المتوفی ۱۹ جون ۱۹۸۹ء

(ہفت روزہ اہلحدیث مرکزی جمعیت اہلحدیث لاہور ۳ دسمبر ۱۹۷۶ء شمارہ ۴۹)

جلد نمبر ۷ میں تحریر فرماتے ہیں : ۔

صاحب مقالہ محترم مولانا محمد یوسف صاحب ناظم مدرسہ دار الحدیث راجووال جماعت اہلحدیث میں معروف اور محترم شخصیت کے مالک ہیں تعلیم و تدریس کے میدان میں تو ان کی خدمات سے پوری جماعت بلکہ پورا ملک واقف ہے ۔ آج ہم ان کے علم و اطلاع کے بغیر ان کا یہ مقالہ شائع کر کے جماعت کو ان کے ایک دوسرے فن (تحقیق و تصنیف) سے آشنا کرنا چاہتے ہیں ۔

مولانا موصوف کا یہ مضمون ان کے ایک رسالہ کا ایک حصہ ہے جسے ہم عام فہم اور نئے اسلوب کا حامل سمجھ کر ہدیہ قارئین کر رہے ہیں ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# تقاریظ

## حضرت مولانا عبدالقادر صاحب عارف حصاری المتوفی ۱۹۸۱ء

الحمد للہ رب العالمین - امّا بعد فاقول وباللہ التوفیق

واضح ہو کہ قربانی میں مسنّہ جانور کا ذبح کرنا شارع علیہ السلام کی طرف سے مامور بہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ

لا تذبحوا الا مُسنّۃ یعنی مسنہ کے بغیر کوئی جانور ذبح نہ کرو۔

قربانی کے دنوں میں ہمیشہ یہ نزاع اور اختلاف ہوا کرتا ہے کہ دو دانت جانور ہونا ضروری ہے! یا کھیرا چھترا بکرا بھی جائز ہے؛ اور مسنّہ کا معنی سالوں کے حساب سے ہے یا دانتوں کے لحاظ سے؟

جناب فیض مآب فاضل محترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بقی اللہ فیوضہ الی یوم الدین مہتمم مدرسہ دارالحدیث راجووال ضلع اوکاڑا پاکستان نے اس مسئلہ کی ضرورت عامہ کا احساس کرتے ہوئے یہ رسالہ مطمئنّہ جو تحقیق مسنہ میں نہایت تسلی بخش اور لاجواب ہے۔ تالیف فرمایا ہے۔ جو بہت خوب اور عمدہ ہے۔ اور مولانا نے مسنّہ کے معنی پر سبق آموز تبصرہ کیا ہے جو بالکل درست اور حق ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو انصاف سے پڑھ کر اس پر عملدرآمد کریں۔ اور مخیر حضرات پر ضروری ہے کہ اس کو خرید کر پاک و ہند میں زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔ تاکہ اس احیاء سنت سے شہیدوں کا درجہ حاصل ہو۔ کیونکہ پاکستان میں یہ عام بیماری پھیلی ہوئی ہے کہ گائے چھترے بکرے کھیرے (ایک دانت) قربانی میں ذبح کرتے ہیں جو بالکل ناجائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اکثر عوام کالانعام یا مقلدین مذہب خام رکھنے والے اس ناجائز فعل کا ارتکاب کرتے ہیں۔ وہ اس بارہ میں دو غلطیوں میں مبتلا ہیں۔ اول یہ کہ باوجود تیسّر مسنّہ کے جذعہ (کھیرا) جانور قربانی میں ذبح کرتے ہیں۔ صریح حدیث صحیح کے خلاف ہے۔ مسلم شریف میں یہ حدیث ہے۔

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذبحوا الا مسنّۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان۔

یعنی حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ذبح کرو قربانی میں کوئی جانور مگر یہ کہ وہ دو دانت ہو۔ لیکن اگر تم کو ایسا جانور میسر نہ ہو تو چھترا یکا کھیرا ذبح کردو۔ (یہ رخصت ہے)

ضأن بھیڑ، چھترا دنبہ کو کہتے ہیں۔ بکرا کو نہیں کہتے۔ اس کو عربی معز کہتے ہیں۔ پس چھترا کھیرا غیر مسنہ عدم وجدان اور عدم تیسر سے مقید ہے۔ اگر تیسر ہوتے ہوئے غیر مسنہ قربانی کیا تو یہ خلاف ارشاد نبویؐ ہے جو علماء اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں۔ یہ استحباب اور فضیلت پر محمول ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ظاہر حدیث مسلم کی اس کے خلاف ہے اور یہ اصول اہل علم میں مسلّم ہے۔ النصوص تحمل علی ظواھرھا۔ یعنی نصوص شرعیّہ ظاہر معنوں پر محمول ہوتی ہیں۔ اسی لئے امام ابن حزمؒ کا مذہب اس مسئلہ میں درست ہے۔ مگر ان کا علی الاطلاق جذعہ سے انکار صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ بھیڑ کے جذعہ کے قربانی کرنے پر بھی احادیث وارد ہیں۔ گو ہر روایت پر جرح ہے۔ مگر مجموعہ سے یہ استدلال جائز ہے۔ کہ تعسّر مسنّہ کی صورت میں جذعہ درست ہے۔ جذعہ کی مطلق روایات صحیح مسلم کی حدیث سے مقیّد کی جائیں گی۔ کیونکہ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ باوجود مسنّہ میسّر ہونے کے جذعہ بہتر یا جائز ہے۔ کمزور جانب کو قوی جانب کی طرف جھکانا چاہیئے۔ نہ قوی کو ضعیف کی طرف لے جانا چاہیئے۔ مسلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صحیح حدیث کو تمام روایات جذعہ پر دو طرح سے فوقیت حاصل ہے۔

اول یہ کہ صحیح مسلم طبقہ اولیٰ کی کتاب ہے اور اس کی صحیح حدیث کو دوم درجہ کی صحیح روایتوں پر تقدم حاصل ہے۔ چہ جائیکہ وہ مخدوش اور مجروح ہوں تو بالاولیٰ ترجیح ہوگی۔

دوم یہ کہ مسلم کی یہ حدیث صحیح ہے۔ اور جذعہ کی روایات سب متکلم فیہ ہیں۔ جس کی تفصیل مطولات میں ہے۔ تو دس بیمار ایک قوی صحیح سالم شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پھر ہمیں تطبیق دینی چاہیئے کہ مسلم کی حدیث کو اپنے ظاہر پر رکھ کر جذعہ کی روایات کو مسنہ کے عسر سے مقید کر دیں۔

مسنہ میسر ہو تو پھر جذعہ بہترین قربانی ہے۔ اور وہ مسنہ کی جگہ کفایت کریگا۔ لیکن اگر مسنہ میسر ہو اور پھر عمداً جذعہ (کھیرا) قربانی کیا جاتا ہے۔ تو یہ بحکم لا تذبحوا الا مسنۃ بالکل ممنوع ہے۔ اور نہی جو اصل حرمت کے لئے ہے اس کو نظر انداز کرنا اور باوجود قید عسر ذکر ہونے کے اس کو فضیلت پر محمول کرنا تحکم ہے۔ پس جو لوگ باوجود دو دانت جانور میسر ہونے کے بکرے چھترے کھیرے قربانی کرتے ہیں۔ یہ عمل خلاف حکم نبوی ہے۔ جو قبول نہیں ہے خصوصاً جو کھیرے بکرے گائیں اونٹ قربانی کرتے ہیں۔ یہ تو بالاتفاق مردود ہیں۔

دوسری غلطی جس میں مقلدین کالانعام مبتلا ہیں۔ یہ ہے کہ وہ جذعہ کو چھ ماہ اور مسنہ بکری کا ایک سال کا اور گائے کا دو سال کا بتلاتے ہیں جو سراسر غلط ہے

فتح الباری پارہ ۲۳ صـ۳۲۴ میں ہے۔

الجذعۃ من الضأن ما اکمل السنۃ وھو قول الجمھور

یعنی بھیڑ کا مینڈھا جذعہ اس وقت کہلاتا ہے جب پورا ایک سال کا ہو جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

مجمع البحار جو لغت کی مشہور کتاب ہے اور علماء حنفیہ میں مسلم ہے۔ اس کے صـ۱۸۱/۱۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں ہے ۔

الجذع من الضأن ما تمت له سنة ۔

یعنی بھیڑ کا کھیرا مینڈھا وہ ہے جو ایک سال پورے کا ہو ۔

بذل المجہود شرح ابوداؤد ج ۴ صـــ۷۲ میں ہے ۔

فی اللغة ما تمت له سنة ۔

یعنی عربی بول چال میں جذعہ وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو ۔

یہ کتاب حنفی عالم کی ہے ۔ پس ہدایہ وغیرہ میں جو چھ ماہ کا جذعہ کہا گیا ہے وہ لغت اور جمہور علماء کے خلاف ہے ۔ پس جذعہ پورے سال کا مراد ہے ۔ تو مسنة ایک سال کا کیسے مراد ہو سکتا ہے ۔

نووی شرح مسلم ج ۲ صـــ۱۵۵ میں ہے ۔

قال العلماء المسنة هی الثنية من كل شیء من الابل والبقر والغنم والثنية اكبر من الجذعة بسنة ۔

یعنی علماء نے یہ کہا ہے کہ مسنة ہر جانور اونٹ گائے بکری بھیڑ وغیرہ سے دو دانتہ مراد ہے ۔ اور ثنیہ دو دنتہ جانور جذعہ سے ایک سال بڑا ہوتا ہے ۔

تفصیل فتح الباری پ ۲۳ صـــ۳۲۸ میں ملاحظہ کی جائے ۔

نوٹ :۔ بندہ احقر الخلائق مرتب رسالہ ہذا عرض گذار ہے کہ مولانا عبدالقادر صاحب حصاروی کی مندرجہ بالا تقریظ رسالہ مطمئنہ سے بھی زیادہ ہے ۔ یہ تقریظ کا ابتدائی حصہ ہے ۔ بغیر کسی قسم کے تغیر کے ہدیہ ناظرین کی گئی ہے ۔ اگر حالات اجازت دیتے تو اس پوری تقریظ کو شائع کیا جاتا ۔ وہ تقریظ کیا ہے بلکہ ایک مدلل مستقل رسالہ ہے ۔

طالب الدعوات

یوسف ناظم مدرسہ دارالحدیث راجووال ضلع اوکاڑہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## شیخ الحدیث والتفسیر جناب مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف بھوجیانی المتوفی صفر ۱۴۰۸ھ اکتوبر ۱۹۸۷ء

محشی نسائی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعی امر یہی ہے کہ ازروئے لغت مسنّہ سے مراد "دو دانتا" ہی ہے۔ گھیری گائے، بکری، اونٹ قربانی کے لئے کافی نہیں۔ مسنّہ کو دو سال یا ایک سال کا قرار دینا بالکل بے اصل ہے۔ بعض لوگوں کو اس سلسلہ میں جو غلط فہمیاں ہو رہی ہیں۔ وہ اس رسالہ کے مطالعہ سے رفع ہو جانی چاہئیں۔ نفس مسئلہ پر اچھا لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی یوسف کو علم وفہم میں برکت عنایت فرمائے۔ آمین۔

احقر محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی عفی عنہ دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور۔ ۲۰ رجمادی الثانیہ ۱۳۶۸ھ

## جناب فاضل محترم مولانا محمد سلیمان صاحب مرحوم بھوجیانی بھوئے آصل

بسم اللہ الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ۔

طالعت ھذہ الرسالۃ بامعان النظر تحقیقاً لما افادہ وتوثیقاً لما استفادہ فجاء بحمد اللہ ما تقربہ العیون وتسربہ الخواطر فی تحقیق المسنۃ والحق ان المسنۃ من السن لا من السنۃ والحق احق ان یتبع۔

ابوسعید محمد سلیمان بھوجیانی خطیب جامع بھوئے آصل۔ ۴ جولائی ۱۹۶۹ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## صاحب الفضیلت حضرت حافظ محمد صاحب گوندلوی رح المتوفی رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُسنّہ کے متعلق راجح قول یہی ہے کہ جس کے اگلے دو دانت گر جائیں وہ مُسنّہ ہے۔

العبد، محمد گوندلوی گوجرانوالہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۶۸ھ

## جناب مولانا حکیم محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سندھو بلوکی۔ لاہور

المتوفی اگست ۱۹۶۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولف نے حدیث لا تذبحوا الا مُسنّۃ کی تشریح ضحوا بالثنایا بحوالہ نصب الرایۃ سے ہوئے واضح کر دیا ہے۔ کہ جانور قربانی میں دو دانت ہونا اصل سنت ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ سے آشکارا کر دیا ہے۔ کہ سن کا معنی دانت ہوتا ہے۔ کھیرے چھترے کا جواز تو وہ صرف چھترے ہی تک محدود ہے۔ بلکہ اہل ظاہر تو اس کے بھی قائل نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

الراقم

احقر العباد محمد اشرف سندھو بلوکی

ضلع لاہور

۲۴ رمضان ۱۳۹۰ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

# حرفِ آغاز

۱۳۶۸ھ کی بات ہے کہ راقم الحروف نے احیاءِ سُنّت کی غرض سے رسالہ متعلقہ مسائل قربانی تحریر کیا۔ کیونکہ ہر سال اہلِ اسلام بفضلہ تعالیٰ قربانیوں کے دنوں میں اللہ کے نام پر اللہ کے لئے اللہ کے حضور میں مالی نذرانہ پیش کرتے وقت دریافت کرتے ہیں کہ قربانی کا جانور کیسا اور کس عمر کا ہونا چاہیئے۔ افسوس کہ بعض کج اور خود غرض لوگوں نے عوام کو متعدد قسم کے مغالطے دے رکھے ہیں حتیٰ کہ کھیری گائے۔ بکری۔ تین چار ماہ چھترا چھتری قربانی میں ذبح کر لیتے ہیں۔ اور عوام میں آگے ہی عملی اور اعتقادی بے حد خامیاں اور کمزوریاں ہیں۔ ادھر سے برائے نام مولویوں کا سہارا لے کر سُنّت پر عمل کرنے سے نہ صرف محروم رہ جاتے ہیں بلکہ اس بہترین عمل کو ضائع کر بیٹھتے ہیں، بنا بریں باوجود اعتراف کم علمی کے احقر نے اپنی بساط کے مطابق خصوصاً لفظ "مُسِنّہ" کی حقیقت کو شرعًا و لغتًہ واضح کیا۔ اور وقت کے مُستند اور محدّث علماء سے اس پر تصدیقات اور تقاریظ کرائیں۔ مثلاً حضرت محدّث روپڑی رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۸۴ھ ۱۹۶۴ء صاحب فضیلت حضرت حافظ محمد صاحب گوندلوی المتوفی ۱۴۰۵ھ شیخ الحدیث حضرت الاستاذ جناب مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ محشّی نسائی شریف المتوفی ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء۔ حضرت مولانا عبدالقادر حصاری صاحب المتوفی ۱۹ ستمبر ۱۹۸۱ء امام الصرف والنحو مولانا محمد عطاء اللہ صاحب لکھوی۔ المتوفی فاضل محترم حافظ محمد سلیمان صاحب بھوجیانی بھوئے آصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مولانا حکیم محمد اشرف سندھو بلّوکی۔ المتوفی ۲۰، اگست ۱۹۶۹ء

مولانا محمد حیات صاحب قصوری اور مولانا عبدالرشید صاحب رحمہم اللہ تعالے، افسوس کہ بعض ناگزیر حالات کی بناء پر رسالہ شائع نہ ہوسکا۔ حتیٰ کہ ذہن سے ذہول تک نوبت پہنچ گئی۔ امسال حُسنِ اتفاق سے دارالحدیث کا کتب خانہ دیکھتے ہوئے رسالہ مذکورہ دستیاب ہوا۔ بہ نسبت ۱۳۶۵ھ کے آج عوام اور خواص کے علمی اور عملی حالات پہلے سے بھی زیادہ تبدیل ہو چکے ہیں۔ چنانچہ جنوری ۱۹۹۲ء میں مولانا عبدالرحمٰن عتیق پہاری پوری بھونیاں ولد الحاج محمد اسماعیل مرحوم مدفون مکّہ مکرمہ زادھا اللہ عزاً و شرفاً سابقاً مدرس ڈھلیانہ ضلع اوکاڑا نے مجھے بار بار توجّہ دلائی کہ رسالہ تحقیق مطمئنّہ بابت مسئلہ عوام وخاص ہرسال قربانی کے موقعہ پر اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لہٰذا اس کو دوبارہ شائع کرنا چاہیئے۔ چونکہ مولانا موصوف کے والد محترم میرے خاص دلی دینی دوست تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل وکرم سے جنّت کی بہاریں نصیب فرماتے۔ ان روابط کی بنا پر اور پھر خالص دینی کام تھا۔ ان کا انکار ناممکن ہوا۔ بنابریں رسالہ مطمئنّہ در تحقیق مسئلہ دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معمولی سی خدمت کو شرفِ قبولیت سے نواز کر جامعہ منڈی راجووال کے منتظمین ومعاونین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنا کر اسے باقیات الصّالحات میں شامل فرمائے نیز رسالہ مطمئنّہ کا ترجمہ بزبان پنجابی جماعت کے مشہور شاعر مولانا شہاب دین ثاقب زیروی نے لکھا تھا۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ ۱۹۷۵ء میں اسے شائع کیا گیا۔ دیہات کے عوام کو اس رسالہ مذکورہ سے خاطر خواہ فائدہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے مالی وسائل واسباب مہیا فرمائے تاکہ اس منظوم رسالہ کو بھی شائع کیا جاسکے اور جامعہ کے دیگر اہم منصوبے مثلاً ریاض الحدیث للطالبات جس کے لئے چار کنال اراضی حاصل کر لی گئی ہے۔ اور ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں جامعہ کے شعبہ طبع و تالیف کے چھوٹے بڑے رسائل کی اشاعت کی توفیق دے۔

ابوالسلیم غفرلہٗ الکریم محمد یوسف

بانی جامعہ کمالیہ دارالحدیث منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ

شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ۔ فروری ۱۹۹۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# فضائل عشرہ ذی الحجّہ

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ قالوا یارسول اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذالک بشئی (رواہ البخاری)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ذی الحج کے ان دس دنوں سے بڑھ کر کوئی عمل اتنا محبوب (پیارا) نہیں۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ جہاد بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ مگر وہ شخص جو اپنا مال و جان لیکر واپس نہ لوٹے۔

مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ ص۱۲۷ و ص۱۲۸ مطبع مصطفائی کشمیری بازار لاہور

۲۔ عن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یارسول اللہ ما ھذہ الاضاحی؟ قال سنۃ ابیکم ابراھیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ قالوا فما لنا فیھا یارسول اللہ قال لکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہؓ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قربانی کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے تو وہ پوچھنے لگے کہ ہمیں کیا ملے گا۔ تو آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تو انہوں نے اُون کے متعلق پوچھا تو فرمایا ہاں صُوف میں بھی ہر بال کے بدلے یہی ثواب ہے

الترغیب والترہیب امام منذری جزالثانی صفحہ ۲۷۰ مطبع مصری

۳ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ قومی الی اضحیتک فاشھدیھا فان لک باول قطرۃ تقطر من دمھا ان یغفرلک ما سلف من ذنوبک قال یا رسول اللہ ألنا خاصۃ اھل البیت اولنا وللمسلمین قال بل لنا وللمسلمین وفی روایۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا فاطمۃ قومی فاشھدی اضحیتک فان لک باول قطرۃ تقطر من دمھا مغفرۃ لکل ذنب اما انہ یجاء بلحمھا ودمھا توضع فی میزانک سبعین ضعفا قال ابو سعید یا رسول اللہ ھذا لآل محمد خاصۃ فانھم اھل لما خصوا بہ من الخیر او للمسلمین عامۃ قال لآل محمد خاصۃ وللمسلمین عامۃ

یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا اے فاطمہ! اپنی قربانی کے لئے حاضری دے۔ قربانی کا ایک خون کا قطرہ گرنے سے تیرے پہلے سب گناہ معاف ہوجائیں گے حضرت فاطمہ نے عرض کی۔ یہ ہماری خصوصیت ہے یا ساری امت فرمانبردار کے لئے یہ اجر ہے۔ فرمایا سب فرمانبردار امت کے لئے یہی اجر ہے۔ اور قربانی کا گوشت اور خون سمیت میزان میں ستر گنے بڑھا کر رکھی جائے گی۔ اور ان کی جائے گی۔ الترغیب والترہیب صفحہ ۲۷۰ طبع مصری

۴ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وانہ لیأتی یوم القیامۃ بقرونہا واشعارھا واخلافہا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بہا نفسا (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم (انسان) نے قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ عمل کوئی نہیں کیا قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں بالوں اور کھروں سمیت آئیگا۔ قربانی کا خون گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے پس تم دل کی خوشی سے قربانی کرو۔

۵ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منہا بصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منہا بقیام لیلۃ القدر (ترمذی۔ ابن ماجۃ)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوئی دن جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے عشرہ ذی الحج کی عبادت سے بہتر نہیں۔ ان ایام میں ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں اور ہر رات کی عبادت کا ثواب لیلۃ القدر کے ثواب کے برابر ہے۔

# احکام عشرہ ذی الحج

وعن ام سلمۃ رضی قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی لایمس من شعرہ وبشرہ شیئاً وفی روایۃ لایاخذن شعرا ولا یقلمن ظفرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وفی روایۃ من رأی ھلال ذی الحجۃ وارادان یضحی فلا یاخذ من شعرہ ولا من اظفارہ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ جزا صہ ۱۲۷ باب فی الاضحیۃ مطبع مصطفائی لاھور)

خلاصہ یہ ہے کہ جس نے قربانی کرنی ہو وہ اپنی حجامت ذی الحجہ کے چاند نظر آنے کے بعد نہ بنوائے بلکہ عید کی نماز پڑھ کر حجامت کرائے۔

نوٹ :۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص کو قربانی کرنے کی وسعت نہ ہو (مالی طاقت نہ ہو) ذی الحجہ کا چاند دیکھنے سے قبل حجامت بنوائے تو اس کو بھی قربانی کا ثواب ہوگا۔

قال لہ رجل یا رسول اللہ أرأیت ان لم اجد الاضحیۃ انثی فاضحی بھا قال لا ولکن خذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فذالک تمام اضحیتک عند اللہ۔

(ابوداؤد، والنسائی مشکوٰۃ جلد اول صہ ۱۲۹۔ اصح المطابع کراچی)

# پانچ راتوں کی فضیلت

وروی عن معاذ بن جبل رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیا اللیالی الخمس وجبت لہ الجنۃ۔ لیلۃ الترویۃ[۱] ولیلۃ عرفۃ[۲] ولیلۃ النحر[۳]۔ ولیلۃ الفطر[۴] ولیلۃ نصف من شعبان[۵]۔ (رواہ الاصبھانی الترغیب والترھیب جزثانی صہ ۲۷۶۔ مطبع مصر)

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ راتوں کو جو شخص بیدار ہو کر عبادت میں مشغول رہے گا۔ اس کے لئے جنت واجب ہے وہ راتیں یہ ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(۱) آٹھویں ذی الحجہ کی رات (۲) یوم عرفہ کی رات یعنی نویں ذوالحج (۳) قربانی کی رات یعنی دسویں (۴) عید الفطر کی رات (۵) شعبان کی پندرہویں رات۔

روی عن عبادۃ ابن الصامتؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احیا لیلۃ الفطر ولیلۃ الاضحی لم یمت قلبہ یوم تموت القلوب۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر، الترغیب والترہیب جزثانی ص۲۷۶ طبع مصر)

حاصل مطلب یہ ہے کہ فرمان نبوی کے مطابق جو شخص عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات عبادت میں گذارے گا اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان راتوں میں جاگنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ نیز قارئین رسالہ ہذا سے ادباً التماس ہے کہ راقم الحروف کے لئے بھی بخشش کی دعا کریں۔

# تکبیرات

مندرجہ ذیل تکبیرات حدیث میں آئی ہیں۔

**افضل تکبیر**۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا (وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ) بھی ساتھ ملا سکتے ہیں۔ (بروایت سلمان فارسی فتح الباری ص۵۲۶ پ طبع ہند)

۲ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

روی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینوا اعیادکم بالتکبیر

(ترغیب الترہیب جزثانی ص۲۷۶)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنی عیدوں کو تکبیروں سے مزین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(خوب صورت) کرو. یعنی تکبیرات اس قدر کثرت سے کہو کہ زمین و آسمان کی فضا اللہ پاک کی بڑائی سے گونج اٹھے۔

## یوم عرفہ کا روزہ

عن ابی قتادۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صیام یوم عرفۃ انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ

(ترمذی شریف جلد اول صہ ۹۳ / مطبع رشیدیہ دہلی

ابی قتادہ نے روایت کیا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یوم عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ اللہ معاف کر دیتا ہے یوم عرفہ (حج کی نویں تاریخ) نیز پورے نو دن کے روزے رکھنے ثابت ہیں (ترمذی) ہر مالدار مسلمان پر ضروری ہے کہ عید الاضحٰے کے دن اللہ تعالیٰ کے نام پر بہ نیت رضائے الٰہی قربانی کرے۔ اور قربانی میں نصاب کی کوئی شرط نہیں۔ جناب آقائے محترم سید الانام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس سال مدینہ شریف میں باقاعدہ قربانی کی ہے۔ قربانی کا گوشت مساکین اور غرباء پر تقسیم کریں اور اس سے خود کھائیں اور اہل وعیال کو کھلائیں اور احباب و رشتہ داروں کو بطور تحفہ بھی دے سکتے ہیں۔

## قربانی کا جانور ذبح کرنے کی دعا

قربانی کا جانور ذبح کرتے درج ذیل دعا پڑھیں۔ نیز قربانی کا جانور خود ذبح کریں

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ o اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (مشکوٰۃ جلد اول صـ۱۲۹ اصح المطابع کراچی)

(خلاصہ) میں نے متوجہ کیا اپنے چہرے کو اس ذات کے لئے جس نے زمین و آسمان پیدا کیا۔ میں یک طرفہ ہوں اور مشرک نہیں ہوں، میری نماز ادا کرنا۔ قربانی دینا اور میری زندگی موت اس اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اسی کا حکم دیا گیا ہوں کہ میں فرمانبردار رہوں تیری رضا کے لئے تیرے نام پر اور تیری توفیق سے قربانی کرتا ہوں۔ اللہ کے نام پر جو سب سے بہت بڑا ہے۔

قبل از نماز قربانی کرنی جائز نہیں۔ اگر نماز سے پہلے قربانی کر دی گئی تو ناجائز اور عام گوشت ہے۔ قربانی ماہ ذوالحج کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تک جائز ہے۔

(فتح الباری صـ۵۲۴ طبع ہند عن ابن عباس پ ۴)

ذوالحج کا چاند دیکھتے ہی تکبیرات پڑھنا شروع کر دیں۔ خصوصاً نو ذوالحج سے زیادہ ہی تکبیرات پڑھی جائیں۔ اور ذوالحجہ کی تیرہ تاریخ عصر تک جاری رکھیں۔ پنجگانہ نماز اور نوافل کے علاوہ بھی تکبیرات اس قدر بآواز بلند پڑھی جائیں کہ ذکر الٰہی سے آسمان اور زمین کی فضائیں گونج اٹھیں کیونکہ تعامل صحابہ یہی ہے۔ (فتح الباری پ۴ صـ۵۲۴ تا صـ۵۲۱ مطبع ہندی)

افسوس ہے کہ ہم آج کل اس سنت پر بھی عمل کرنے سے شرماتے ہیں۔

## قربانی کن جانوروں کی منع ہے

وعن علیؓ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن وان لا نضحی بمقابلۃ ولا مدابرۃ ولا شرقاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ولا خرقاء (رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی مشکوٰۃ صہ ۱۲۸ اصح المطابع کراچی

ترجمہ :- اور روایت ہے حضرت علیؓ سے کہا حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ خوب دیکھیں ہم قربانی کی آنکھ اور کان کو اور یہ کہ نہ قربانی کریں ہم ساتھ اس جانور کے کہ کٹا ہو کان اگلی طرف سے اور نہ پچھلی طرف سے اور نہ اس جانور کو کہ اس کے کان چیرے ہوئے ہوں دراز یا پھٹے ہوں۔

روایت کیا اس کو ترمذی۔ ابو داؤد اور نسائی نے۔

وعن البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیدہ فقال اربعًا العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضۃ البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی۔

(رواہ امالک واحمد والترمذی وابو داؤد والنسائی مشکوٰۃ صہ ۱۲۸ اصح المطابع کراچی)

ترجمہ :- اور روایت ہے براء بن عازبؓ سے یہ کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کون سا جانور لائق قربانی کے نہیں۔ پس اشارہ کیا ساتھ انگلیوں ہاتھ اپنے کے پس فرمایا چار طرح کے جانور (۱) ایک لنگڑا کہ ظاہر ہو لنگڑا پن اس کا (۲) اور دوسرا کانا کہ ظاہر ہو کانا پن اس کا اور (۳) تیسرا بیمار کہ ظاہر ہو بیماری اس کی اور (۴) چوتھا دبلا کہ نہ ہو گودا ہڈیوں میں۔ روایت کی یہ مالک۔ احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد اور نسائی نے۔

عن علیؓ قال نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یضحی باعضب القرن والاذن قال قتادۃ فذکرت ذالک لسعید بن المسیب فقال العضب ما بلغ النصف فما فوق ذالک۔

(ترمذی شرح تحفۃ الاحوذی جلد دوم صہ ۳۵۷ طبع برقی پریس دھلی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی حضرت علی رضؓ نے کہا نبی علیہ السلام نے روکا ہے سینگ ٹوٹے اور کان کٹے سے۔ قتادہ راوی نے کہا میں استاد سعید بن مسیب سے یہ ذکر کیا آپ نے فرمایا عضب وہ جانور ہے جس کا سینگ ٹوٹے یا کان نصف یا نصف سے زیادہ کٹ چکا ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس جانور کا آدھا یا آدھے سے زیادہ کان ٹوٹا یا کان کٹا ہو وہ قربانی کرنا منع ہے۔ آدھے سے کم ہو تو پھر گنجائش ہے لیکن حکم کٹے ہوئے کان کا ہے۔ اگر کان چرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو تو پھر کان کے خواہ کسی حصہ میں ہو ایسا جانور ذبح کرنا شبہ سے خالی نہیں۔ اسی لئے اس میں احتیاط چاہیئے۔ بہتر یہی ہے کہ بالکل صحیح سالم اور باشرائط ہو تاکہ قربانی ایسا عمل شک و شبہ سے بالاتر ہو۔ بقیہ مرا، دُم کٹی دانت ٹوٹا یا پٹی ایک طرف جھکی ہو۔ تو کوئی حرج نہیں۔

نوٹ:۔ سینگ کا خول (ٹوپی) اتر جائے تو جائز نہیں۔ کیونکہ ٹوپی سینگ پر ہوتی ہے لہٰذا وہ ٹوٹے ہوئے کے حکم میں ہوگا۔ (فتاویٰ اہلحدیث جلد ثانی صفحہ ۴۶۴ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ سرگودھا۔ الارشاد پریس لاہور)

# چرمہائے قربانی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

ان اقسم لحومها وجلودها وجلالها على المساكين ولا اعطى فى جزارتها منها شيئ۔

قصاب کو اجرت میں قربانی کا چمڑا اور گوشت نہ دیا جائے۔

ہمارے ملک میں یہ عام رواج ہے کہ جو قصاب (کسائی) قربانی کا جانور بنا کر دیتا ہے اس کی اجرت میں اسے چمڑا مفت دے دیتے ہیں۔ یا اسے بیچ دیتے ہیں دونوں طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



منع ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۲۳۲ پر باب لا یعطی الجزار من الهدی شیئاً (یعنی قربانی سے کوئی چیز قصاب کو نہ دینی چاہیئے) میں ہے۔

عن علیؓ قال امرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی البدن ولا اعطی علیہا شیئاً فی جزارتہا۔

یعنی نبی علیہ السّلام نے مجھے حکم دیا ہے کہ قصاب کو میں قربانی میں سے کوئی چیز نہ دوں۔

اسی صفحہ میں دوسری روایت اس طرح ہے۔

نبی علیہ السّلام نے مجھے حکم دیا ہے کہ قربانی کے گوشت اور چمڑے اور جھلیں وغیرہ سب خیرات کردوں۔

ایک روایت میں ہے۔

من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیتہ لہ۔

(الترغیب والترھیب مصری صفحہ ۲۷۹ جلد ۲)

یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے اپنی قربانی کا چمڑا بیچ دیا اس کی قربانی نامقبول ہے کیونکہ اس سے قربانی کی بے حرمتی ہے۔

جیسے اگر کوئی قربانی کا گوشت فروخت کرے پھر اس کے پیسے کھائے۔ پس یہی حال ہے قربانی کے چمڑے کو ذاتی طور پر اپنے لئے فروخت کرنے کا۔ لہٰذا قربانی کے جانور کا چمڑا نیک مساکین نمازی یتامٰی اور دینی مدارس کے طلباء کا حق ہے۔

# امامت کی اُجرت میں چمڑا

مساجد کے اماموں، مؤذنوں اور خادموں کو قربانی کے چمڑے اجرت میں دینے کا آج کل بہت رواج ہے۔ یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ مسجد کے دیگر مصارف تعمیر وغیرہ میں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قربانی کا چمڑا نہیں لگ سکتا۔ ہاں اگر مسجد کا امام، موذن اور خادم فی الواقع غریب ہوں تو عام غرباء کی طرح ان کو بھی چمڑا دے سکتے ہیں۔ لیکن یہ اس صورت میں صحیح ہے کہ امام وغیرہ نہ ہونے کی حالت میں بھی حکم محض غریب سمجھ کر دیا جائے۔ ایسی حالت میں نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ امام موذن یا خادم ہونے کے وقت دینا یہ اجرت ہے۔ جیسے عام علماء آج کل غریب ہیں اور دین پہ در ہیں۔ اس لئے ان کی کسی کھاتے سے مدد کرنا فرض ہے ان کی مدد سے دین الٰہی کی نشر و اشاعت ہوگی۔

اور اسی طرح یہ عام رواج ہوگیا ہے کہ بعض حضرات چرم قربانی شفاخانے اور گشتی ہسپتالوں میں تقسیم کرتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ چرم قربانی طعمة للمساکین یعنی مساکین اور یتیموں کی خوراک ہے۔ گشتی شفاخانوں میں امیر طبقہ بھی شامل ہے۔ بلکہ اسی سے تنخواہیں وغیرہ وصول کرتے ہیں

# قربانی کے مسئلہ میں مُسِنّہ کی بحث

واضح ہو کہ قربانی نہایت مبارک عمل اور قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے مسلمان ہر سال یہ عمل کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ہی یہ مسئلہ پیش آتا ہے۔ کہ قربانی کے جانور کی عمر کیا ہونی چاہیئے۔ لہٰذا ذیل میں مسنہ کی بحث لکھی جاتی ہے۔ امید ہے کہ قارئین بغور مطالعہ فرمائیں گے۔

لا تذبحوا الا مُسِنَّةً اِلاَّ ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضأن ۔۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قربانی صرف دو دانت جانور کرو۔ دو دانت ملنا مشکل ہو۔ تو دنبہ اور چھترا جذعہ قربانی کر سکتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس حدیث میں قربانی کے لیئے دو دانت جانور کی شرط ہے۔ دو دانت نہ ملے تو اس صورت میں کھیرے چھترے دنبے کی اجازت ہے۔ لیکن اس میں بھی افضل اور بہتر یہی ہے کہ دو دانت ہو۔

دو دانت چھترے، دنبے کے افضل ہونے میں سلف وخلف سے کسی کا انکار نہیں بلکہ اس کے خلاف بعض محدثین سے کھیرے چھترے دنبے کے جواز میں انکار ثابت ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

ان الجذع من الضأن لا یجزیٔ مطلقا سواء کان من الضأن او من غیرہ وممن حکاہ عن ابن عمرؓ ابن المنذر فی الاشراف وبہ قال ابن حزم وعزاہ الی الجماعۃ من السلف واطنب فی الرد علی من اجازہ (فتح الباری ص۱۲ج۱۰ مطبع ہندی)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کھیرا جانور کوئی بھی جائز نہیں۔

اور تحقیق المسنہ[1] کے ص۳ پر ہے کہ

حضرت عبداللہ بن عمر اس جانور کی قربانی سے منع فرماتے تھے جس کے دو دانت نہ ہوں۔

کنز العمال میں ہے۔

عن علی قال اذا اشتریت الاضحیۃ فاشترھا ثنیا او فصاعدا۔

یعنی قربانی کا جانور دو دانت والا خریدو یا اس سے زیادہ۔

صاحب سبل السلام حدیث لا تذبحوا الا مسنۃ کے تحت فرماتے ہیں۔

والحدیث دلیل علی انہ لا یجزئ الجذع من الضأن فی حال من الاحوال الا عند تعسر المسنۃ

[1] مصنفہ مولانا سامرودی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی کھیرا چھترا کفایت نہیں کرتا مگر مشکل کے وقت۔

چنانچہ عون المعبود جلد ۳ صفحہ ۳ ۵ میں ہے

الا ان یعسر او یصعب علیکم ای ذبحھا بان لا تجدو ھا او

اداء ثمنھا فتذبحوا جذعۃ من الضأن

اس سے آگے صاحب سبل السلام فرماتے ہیں۔

حکی عن ابن عمر والزھری انہ لا یجزی الجذع من

الضأن ولو مع التعسر

یعنی کھیرا چھترا کفایت نہیں کرتا خواہ دو دانت کا حصول مشکل ہی ہو۔

مولانا عبدالرحمان مبارک پوری شارح ترمذی کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ کھیرا جانور جائز نہیں

آپ کا فتویٰ بالفاظہ درج ذیل ہے۔

آپ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

الجواب ھوالموفق للصواب۔

قربانی انہی جانوروں کی جائز ہے جو مُسنّہ اور ثنی ہیں یعنی دودھ کے اگلے

دو دانت گر چکے ہیں۔ اور وہ جانور جن کے دودھ کے دانت نہ گرے ہوں

ان کی قربانی ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ (منقول از تحقیق المسنہ صہ ۲۴ مصنفہ مولانا

سامرودی مطبوعہ دہلی جید پریس)

مولانا محمد جوناگڈھی اپنے اخبار "محمدی" بابت ۱۵ر فروری ۱۹۳۸ء، ۱۴ر ذی الحج

۱۳۵۶ھ کے صہ ۶ پر فرماتے ہیں۔

"پس سننا چاہیئے کہ اسی جانور کی قربانی صحیح اور درست ہے جو کہ دو دانتا ہو

یعنی اگلے دو دانت گر چکے ہوں!"

اس سے آگے صہ ۷ پر مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بہر حال اس بیان سے واضح ہوا کہ قربانی کے جانور کا دو دانتا ہونا ضروری ہے خواہ ایک سال کا ہو یا کم کا۔

ناظرین کرام! صحیحین کی حدیث لا تذبحوا الا مسنۃ اور مندرجہ بالا عبارات و فتاویٰ جات سے واضح ہوا کہ کھیرے چھترے کے جواز میں شدید اختلاف ہے۔ لہٰذا آپ اس اختلاف سے نکلنے اور شبہ سے بچنے کے لئے دو دانت چھترے کی قربانی طیب نفس سے دیں۔ اور کھیرے چھترے کی قربانی سے حتی الامکان پرہیز کریں۔

اہل علم سے درخواست ہے کہ وہ آیہ کریمہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ نیز دو دانتا کی افضلیت اور لوگوں کی اس سے غفلت اور بدرسمی دیکھتے ہوئے لوگوں کو ہمیشہ دُو دانت کی قربانی پر آمادہ کریں اور اسی کی ترغیب دیں۔ یہ احیائے سنت ہے۔

اگر اس مسلک کے خلاف کوئی شخص حدیث نعمت الاضحیۃ الجذع من الضأن (جذعہ اچھی قربانی ہے) سے استدلال کرے تو اول یہ حدیث ضعیف ہے۔ دوم مقید ہے تعسر مسنہ کے ساتھ یعنی دُو دانت نہ ملے تو چھترا دنبہ جذعہ کردو۔

مختصر یہ کہ چھترا بھی دُو دانت ہی افضل اور بہتر ہے۔ زید کھیرا چھترا قربانی کرتا ہے اور عمرو موٹا فربہ دُو دانت دنبہ یا چھترا۔ تو یقیناً آپ عمرو کی قربانی کو بہتر فرمائیں گے۔ کیونکہ یہ ہر قسم کے شک و شبہ اور اختلاف سے محفوظ ہے۔ اس لئے زید کی قربانی فضیلت میں اس کا مقابلہ نہیں کرے گی۔

تنبیہ: بعض لوگ اسے یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ یہ فروعی مسئلہ ہے۔ اس میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ ان کی یہ بات اصلاً غلط اور عبث ہے۔ کیونکہ اصول تو متفق علیہ ہیں۔ اختلاف اکثر فروعات میں ہوتا ہے۔ جن میں حق ایک جانب ہے جس کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ ایسے تو آپ اسلام کے ہر مسئلہ کو فروعی کہہ کر ٹال دیا کریں گے۔ پیغمبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"جس نے طاقت ہونے کے باوجود قربانی نہیں کی وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے"

گو یہ حدیث سنداً کمزور ہے مگر باب الترہیب میں مقبول ہے۔ جیسا کہ اصول حدیث کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جس نے قبل از صلوٰۃ قربانی کا جانور ذبح کر دیا۔ فَتِلْكَ شَاۃُ لَحْمٍ۔ یہ صرف گوشت کی بکری ہے۔ یعنی اس کی قربانی ادا نہیں ہوئی۔

قربانی کے لئے صیغہ امر وارد ہے۔ وَانْحَرْ اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو عمر بھر نہیں چھوڑا۔ لیکن آپ بلا سوچے سمجھے کہہ دیتے ہیں کہ تحقیق کی کیا ضرورت ہے۔ فروعی مسئلہ ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب عوام الناس آپ کے پاس مسواک نفل اور چاشت و وتر وغیرہم کی تحقیق کے لئے آئیں گے۔ آپ جواباً فرما دیں گے۔ یہ تو فروعی مسائل ہیں ان کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ ان پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ عمل تو بعد از تحقیق ہوا کرتا ہے۔ تحقیق کو آپ نے فروعی مسئلہ کہہ کر ٹال دیا ہے۔ لوگ عموماً احکام کے بارہ میں پہلے ہی سست ہوا کرتے ہیں۔ رہتے سہتے جذبے کو آپ فروعی کہہ کر مات کر دیں گے۔

## مُسِنّہ اور ثنّی ایک ہی ہیں

اہل لغت نے مسنہ اور ثنی میں فرق کیا ہے۔ مگر صحیح یہی ہے کہ دونوں ایک ہی ہیں۔ جو لوگ مسنہ اور ثنی کا فرق کرتے ہیں۔ یہ لغت اور محاورۂ عرب کے خلاف ہے۔ کیونکہ مسنہ اور ثنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایک ہی ہیں۔ چنانچہ شرح مسلم جلد ثانی ص۱۵۵ میں امام نووی فرماتے ہیں۔

قال العلماء المسنة هي الثنية من كل شيء من الابل والبقر والغنم۔

اور رسالہ تحقیق المسنہ مصنفہ مولانا سامرودی مطبع جید پریس دہلی میں ہے کہ مسنہ اور ثنی لغتاً اور شرعاً ایک ہی ہیں۔

تحقیق المسنہ ص۹ اور مولانا محمد جوناگڈھی اپنے اخبار محمدی ۱۳۵۶ھ ماہ ذوالحجہ کے ص پر بسیر د قلم کرتے ہیں کہ مسنہ کے معنی ایک سال کا جانور مراد لینا بے دلیل اور غلط ہے۔ اگر مسنہ کے معنی سال کے لئے جائیں تو اولاً محاورہ عرب کے خلاف ہے۔ اور ثانیاً گائے اور اونٹ پر یہ حدیث لاتذبحوا الامسنة صادق نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس کا معنی یہ ہوگا کہ کوئی جانور جب تک ایک سال کا پورا نہ ہو اس کو قربانی میں ذبح نہ کرو۔ اس لئے لازم آیا کہ ایک سال کا اونٹ اور ایک سال کی گائے کی قربانی صحیح اور درست ہے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ مسنہ کا معنی سال مراد لینا محاورہ عرب اور بیان اہل لغت کے صریحاً مخالف ہے۔ بلکہ لسان العرب۔ فقہ اللغت، مختار الصحاح، مصباح المیزان سب میں یہی ہے کہ مسنہ اور ثنی ایک ہی چیز ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس کے معنی دو دنتا جانور کئے ہیں۔

## مُسنہ کی تحقیق

مُسنہ کا مشتق منہ سَن بہ تشدید نون ہے بہ کسرۂ سین۔ سِنٌّ مضاعف ہے اور سنۃٌ بقول بعض صحیح اور بقول بعض ناقص اور سِنٌّ کے معنے دانت ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ۔

اور سَنّ بفتح سین مشدد مصدر قرار دے کر اسی سے مشتق ٹھہرایا جائے تو کیا حرج ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سنّ کے معنی دانت گرانے کے آئے ہیں۔ ملاحظہ ہو لغات الحدیث مصنفہ وحید الزمان۔ اور اگر سَنَۃٌ کے معنی سال کے لئے جائیں تو سَنَۃ سے مشتق نہیں ہو سکتا۔ علامہ شیخ عبدالحق لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ

وجہ تسمیہ بسن آن ست کہ دسے سے انداز و دو دندان پیشین را آں را ثنایا گویند دریں عمر و مسنہ از سن است بمعنی دندان۔

تاج العروس، شرح قاموس اور باقی اہل لغت نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ شاید کسی اہل لغت نے مسنہ کا معنی یک سالہ کیا ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسنہ مشتق سَنَۃٌ سے ہے۔ بلکہ اس لئے کہ بعض ملکوں میں دو سالہ گائے دو دانتی ہو جاتی ہے۔ یہ بہ تاثیر آب وہوا کے ہے۔ جیسا کہ بعض مفسرین وَ مَا اُھِلَّ کا معنی وما ذبح کر دیتے ہیں۔ جہاں واقعہ کے مطابق ہو۔ حالانکہ وما اھل کا معنی وما ذبح کہیں نہیں آیا۔ اگر کوئی ثابت کر دے کہ مسنہ مشتق سَنَۃٌ سے ہے یا لغتاً معنی اس کا سال ہے تو بندہ اس کا بے حد شکر گزار ہوگا ورنہ خرط القتاد۔ اور مسنہ اسم فاعل کا صیغہ باب افعال سے ہے۔ اور باب افعال کے بہت سے خاصیات ہیں۔ من جملہ اس کا خاصہ سلب بھی ہے (فاعل کا مفعول سے ماخذ کو دور کرنا) اس لئے جن علماء کرام نے یہاں سلب خاصہ بنایا ہے وہ کہتے ہیں جب جانور دانت گرا دے تو لائق قربانی ہوا۔ اور اس کا خاصہ تصییر بھی ہے جس کی تعریف اہل علم سے مخفی نہیں اسی لئے وہ کہتے ہیں جب دانت گرا کر دو دانت ہو جائے، اور یہ تعریف صحیح ہے۔ اسی جانور کی بہترین قربانی ہے۔ نہایہ ابن الاثیر میں ہے۔

وَاَصْلُ السَّنَۃِ سَنْہَۃٌ بِوَزْنِ جَبْہَۃٌ فَحُذِفَتْ لَامُہَا وَنُقِلَتْ حَرَکَتُہَا اِلَی النُّوْنِ فَبَقِیَتْ سَنَۃٌ لِاَنَّہَا مِنْ سَنَہَتِ النَّخْلَۃُ وَتَسَنَّہَتْ اِذَا اَتٰی عَلَیْہَا السِّنُوْنَ وَقِیْلَ اِنَّ اَصْلَہَا سَنْوَۃٌ بِالْوَاوِ فَحُذِفَتْ کَمَا حُذِفَتِ الْھَاءُ لِقَوْلِہِمْ تَسَنَّیْتُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عِنْدَهٗ اِذَا اَقَمْتَ عِنْدَهٗ سَنَةً فَلِهٰذَا يُقَالُ عَلَى الْوَجْهَيْنِ
اِسْتَاجَرْتَهٗ مُسَانَهَةً وَمُسَانَاةً وَتُصَغَّرُ سُنَيْهَةً
وَسُنَيَّةً وَتُجْمَعُ سَنَهَاتٌ وَسَنَوَاتٌ. (ص۳۵۰ ج ۲)

قربانی کے جانوروں کے لئے سالوں کا حساب شرط قرار دینا، دُو دانتا کی شرط کو قطع نظر کرنا، امت کو تکلیف مالایطاق میں ڈالنا ہے۔ مثلاً آپ کو جنگ کفار میں ایک ریوڑ مل گیا کفار بھاگ گئے ہیں۔ اب آپ سالوں کا حساب کس سے دریافت فرمائیں گے! اِدھر قربانی کا وقت قریب ہے۔ اب آپ کفار سے پوچھنے جائیں گے! یا مثلاً آپ گلے خریدنی چاہتے ہیں بیچنے والا اس خیال سے کہ اسے قیمت زیادہ ملے دو سال کی بتائے گا۔ بلکہ وہ آگے سے خرید کر لایا ہے اس کے پاس کون سی دلیل ہے کہ واقعی دو سال کی ہے۔ اس کے علاوہ آج کل دیانتداری بہت کم ہے۔ بیوپاری کا مقصد محض اپنے مال کو فروخت کرنا ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کرتا ہے کہ ایک جانور صرف سال کا ہوتا ہے اور زمیندار کی پرورش سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دو سال کا ہے۔ یا کسی کے پاس مال ہی اس قدر ہے کہ اسے ہر جانور کی عمر کا علم نہیں ہو سکتا وہ عمر کیسے بتائے گا۔ سبحان اللہ! سید المرسلین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی نے دنیا کی تمام مشکلات وشبہات کو ایک جملہ میں حل کر دیا۔

لا تذبحوا الا مُسِنَّة . . . . الخ

اب ساری دنیا میں حیوانوں کی عمر دانتوں سے پہچانی جاتی ہے۔ کسی کو پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ جا کر دانت دیکھو اور معلوم کر لو۔ اب نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی دنیا بھر کے لئے ایک زریں اصول بن گیا۔ اسی لئے علامہ ابن العابدین نے ردالمختار حاشیہ درمختار اور ملخص کنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ حیوانوں کی عمر دانتوں سے معلوم کی جاتی ہے کیونکہ یہ خود بیان کرنے سے عاجز ہیں اور انسانوں کی عمر برسوں سے معلوم کی جاتی ہے کیونکہ یہ خود بیان کر سکتے ہیں۔ اکثر ائمہ نے لکھا ہے کہ دو سال پورے کر کے تیسرے میں داخل ہو جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خواہ بکری ہو یا گائے۔ ملاحظہ ہو فقہ اللغتہ صفحہ ۱۴۶ صفحہ ۱۵ و بذل المجہود شرح ابوداؤد مصنفہ مولانا احمد علی سہارن پوری میں ہے کہ۔

سنۃ ھی طعنت فی الثالثۃ سمیت بذالک لانھا طلعت سنھا (کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۱۷)

دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں پہنچ کر بکری اگائے عموماً دو دانتی ہو جاتی ہے۔

بعض آئمہ نے دو سال بھی گائے کے متعلق لکھا ہے۔ لیکن وہ تمام دنیا کے لئے اصول نہیں بلکہ اسی لئے انہوں نے لکھا ہے کہ بعض علاقہ جات میں بہ تاثیر آب و ہوا دو سالہ گائے دو دانتی ہو جاتی ہے۔ مگر کسی قلیل مقام پر۔ اب آپ وہ علاقہ معلوم کریں جہاں دو سالہ گائے دو دانتی ہو جاتی ہے۔ یہ فتوے ان کے لئے ہے ان کی مشکل تو آسان ہو گئی۔ جہاں اس مدت میں دو دانتی نہیں ہوتی وہ کیا کریں؟ اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لاتذبحوا فرما کر دنیا بھر کا تصفیہ کر دیا۔ آپ نے کسی جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ تم سالوں کا حساب کر لیا کرلو۔ بلکہ ارشاد ہے۔

ضحوا بالثنایا (زیلعی حنفی صفحہ ۲۱۶ ج ۴)

یعنی دو دانتے جانور قربانی کرو۔

یہی ہمارے لئے دلیل و برہان و حجت ہے ہمیں کسی کے قول کی ضرورت نہیں۔ یہ صیغہ امر ہے اس سے ظاہر ہے کہ مسنہ ضروری ہے۔ افضل کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ ہاں جذعہ کا جواز عند تعسر المسنۃ ہے۔ یعنی جب مسنہ کا ملنا مشکل ہو۔ لہٰذا قول و اقوال ہمارے لئے حجت نہیں بن سکتے۔

دعوا کل قول عند قول محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اصل حدیث کے معنی اپنی زبان مبارک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے فرمائے ہیں ۔

آپؐ فرماتے ہیں

ضحوا بالثنایا        نصب الرایہ  زیلعی حنفی ص۲۱۶ ج۴)

تم دو دانتے حیوان قربانی پر کرو۔

یہ حدیث لا تذبحوا الا مسنۃ کی تفسیر ہے۔ مسنہ کے معنی خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ثنایا سے کر دیئے ہیں ۔

## بکری بکرا گائے جذعہ ( کھیرا )

ناجائز ہے کیونکہ مسلم شریف کی روایت لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضأن یعنی قربانی میں صرف مسنہ ذبح کرو۔ لیکن اگر ایسا میسر نہ ہو تو بھیڑ کا جذعہ ذبح کرو۔

چونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بھیڑ کا جذعہ ذبح کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اور جانور مثلاً اونٹ ۔ گائے اور بکری کا جذعہ ناجائز ہے بلکہ ان جانوروں کا مسنہ ہی کرنا چاہیئے ۔ جذعہ معز کی اجازت صرف دو صحابیوں کے ساتھ خاص ہے۔

بخاری شریف میں ایک روایت ہے کہ حضرت ابو بردہ بن نیار نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی کو ذبح کر ڈالا تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تلک شاۃ لحم گوشت خوری کا فائدہ ہوا قربانی نہیں ۔ ابو بردہ نے عرض کی میرے پاس بکری کا بچہ ( کھیرا اٹھورا ) ہے۔ اجازت ہو تو قربانی کر ڈالوں ۔ آپؐ نے فرمایا اذبح ولا تصلح لغیرک ۔ ( تو ذبح کر تیرے سوا کسی کو اجازت نہیں ) چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان الفاظ سے باب منعقد کیا ہے۔

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی بردۃ ضح بالجذع من المعز لن تجزی عن احد بعدک ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی حضرت بردہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تیرے بعد بکری کی جنس سے کھیرا قطعاً جائز نہیں۔ یعنی خاص تجھے ہی اجازت ہے۔ (بخاری شریف پ ۲۳)

مسلم شریف میں ہے کہ صحابی نے کہا ھی خیر من شاتی لحم یعنی دو بکریوں سے بھی فربہ اور عمدہ ہے ۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے سوا اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۵۴)

ناظرین! (بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت سے ظاہر ہے کہ جذعہ معز بکری کا بچہ (پٹھورا کھیرا) کسی دوسرے کے لئے اجازت نہیں۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود منع فرما دیا ہے جیسا امام نووی شارح مسلم نے اپنے فوائد میں لکھا ہے۔

ان جذعة من المعز لا تجوز فی الاضحیة قال النووی ھذا متفق علیہ۔

یعنی بکری کی جنس سے کھیرے جانور کی قربانی کرنی جائز نہیں۔ یہ مسئلہ بالاتفاق ہے۔

نیل الاوطار جز خاص مصری ص ۲۰۲ میں ہے۔

ان الجذع من المعز لا یجزی عن احد۔

یعنی کھیرا بکرا بکری کسی کو جائز نہیں ہے۔

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور تقسیم کرنے کے لئے عقبہ بن عامر کو مقرر فرمایا۔ حسب الحکم انہوں نے سب تقسیم کر دیئے صرف ایک بکری کا بچہ بچا۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ نے دربار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ صرف ایک عتود (پٹھورا کھیرا) بچا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ضح بہ انت یعنی اسے ہی قربانی کر ڈالو۔ (بخاری پ ۲۳ کتاب الاضاحی)

یہ روایت مسلم میں بھی ہے۔ فتح الباری میں امام بیہقی کے حوالے سے بسند صحیح یہ الفاظ نقل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نکئے گئے ہیں۔

ضحّ بہٖ اَنتَ ولا رخصۃ فیھا لاحدٍ بعدکَ۔

(فتح الباری پ ۲۳ ص ۲۲۷ مطبع ہندی)

یعنی تیرے بعد کسی کو رخصت نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ رخصت صرف دو صحابہؓ کے لئے خاص تھی۔ دوسرے امت کو خطاب عام ہے۔

لا تذبحوا الا مسنّۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃً من الضأن

چنانچہ شارح مسلم امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

روی البیھقی باسنادہ الصحیح عن عقبۃ ابن عامر قال اعطانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنماً اقسمھا ضحایا بین اصحابی فبقی عتود فبیھا فقال ضحّ بہ انت ولا رخصۃ فیھا لاحدٍ بعدکَ

یعنی کسی کے لئے کھیری بکری کی قربانی کی اجازت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# سُنّت

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول برحق ہیں۔ اس اقرار کے بعد کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ اللہ کی عبادت کرنے میں اس کے رسول کی اطاعت نہ کی جائے۔ کیوں کہ رسول جو کرتا ہے وہ اس کی مرضی نہیں ہوتی بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو اللہ اس پر نازل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور رسول کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو بات رسول کی اطاعت میں رہ کر کی جائے وہ اللہ کو پسند ہے جو عبادت اس کی اطاعت سے باہر ہو کر کی جائے۔ وہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔ حدیث میں ہے۔

من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منہ فھو رد۔

جو شخص امر دین میں اپنی طرف سے کوئی چیز پیدا کرے وہ مردود ہے۔

ان حالات میں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ عبادت کے ادا کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کی ہدایت کو پیش نظر رکھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا (الآیۃ)

یعنی ہمارا رسول جو تمہیں دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔

ایک دوسرے مقام پر ہے۔

ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ولیغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری عبادت قبولیت کا شرف حاصل کرے اور اگر یہ سچی خواہش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ اللہ ہم سے محبت کرے اور گناہوں کو معاف کرکے اللہ ہمیں جنت عطا فرمائے۔ تو پھر ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اللہ کے رسول کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد بلکہ تمام دنیا سے عزیز جانیں اور عبادت کا جو طریقہ آپ نے بیان کیا ہے اس کو تلاش کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ اور اس کو اختیار کرنے میں پوری جدوجہد کریں۔ یاد رکھو! اگر ہم نے سنت کے اس راستہ سے سرمو بھی انحراف کیا تو ہمارا کیا ہوا اقرار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کا رسول ہے"۔ ایک بے حقیقت نشان ہوگا۔

تبشیر ازراہ سنت : مولانا محمد صدیق سرگودھا
المتوفی ۱۹۸۸ء

# بدعت

بروز عیدین نماز عید سے پہلے یا نماز عید کے بعد کوئی کسی قسم کی نماز عیدگاہ میں پڑھنی بدعت ہے۔

سیدنا علیؓ المتوفی ۴۰ھ فرماتے ہیں۔

ان رجلا یوم العید اراد ان یصلی قبل صلوٰۃ العید فنهاہ علی فقال رجل یا امیر المومنین انی اعلم ان اللہ تعالیٰ لا یعذب علی الصلوٰۃ قال علیؓ وانی اعلم ان اللہ تعالیٰ لا یثیب علی فعل حتی یفعله رسول اللہ او یحث علیه فتکون صلوٰته عبثا والعبث حرام فلعله تعالیٰ یعذبك به لمخالفتهٖ لرسوله کذالك فی الجنة والنظم البیان

ایک شخص نے عید کے دن نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھنی چاہی تو حضرت علیؓ نے اس کو منع کیا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر سزا نہ دے گا حضرت علیؓ نے فرمایا اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی فعل پر ثواب نہ دے گا جب تک کہ اس فعل کو رسول اللہ نے نہ کیا ہو۔ یا اس کی ترغیب نہ دی ہو۔ پس تیری یہ نماز فعل عبث ہوگی اور فعل عبث حرام ہے اور شاید کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔

حضرت علیؓ کی یہ روایت ظاہر کرتی ہے کہ چونکہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز عید سے قبل یہ نفل ثابت نہیں نہ آپؐ نے فعلاً ادا کی اور نہ قولاً اس کی ترغیب دی۔ اس لئے یہ فعل عبث ہے۔ اور فعل عبث حرام ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز جیسی اہم اور پسندیدہ عبادت پر بھی محض اس لئے سزا دے کہ اس کے پیارے رسول کے فعل سے ثابت نہیں۔ اور آپؐ نے اس کی ترغیب بھی نہیں دی۔ آج کل کے مفتی اس وقت ہوتے تو خدا ہی بہتر جانتا کہ حضرت علیؓ پر کیسے کیسے فتوے لگاتے کہ وہ نماز جیسی عبادت سے منع کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت طاؤسؒ تابعی کو عصر کے بعد نماز پڑھتے دیکھا۔ (اس روایت میں اس کی تصریح ہے کہ یہ نماز صرف دو رکعت تھی) تو ان کو منع کیا۔ انہوں نے عصر کے بعد نماز پڑھنے کی نہی کی روایت کی تاویل پیش کی حضرت ابن عباسؓ نے سخت لہجے میں ارشاد فرمایا۔

ما ادری أیعذب ام یوجر لان اللہ تعالیٰ یقول و ما کان لمومن ولا مومنۃ اِذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ۔ (مستدرک حاکم جلد اول صلا)

میں نہیں جانتا کہ اس کو اس نماز پر سزا ہوگی یا اجر ملے گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کریں تو اپنے خیال کو اس میں جگہ دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے خلاف سنت نماز پڑھنے پر بھی طاؤس کو سزا کا مستوجب گردانا ہے۔

**حضرت سعید بن مسیبؒ**: ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا۔ اس نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے دریافت کیا۔

یا ابا محمد أ یعذب اللہ علی الصلوٰۃ قال لا ولکن یعذبک بخلاف السنۃ۔ (مسند دارمی ص ۶۲)

اے ابو محمد! کیا مجھے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا۔ حضرت سعید بن مسیبؒ نے فرمایا کہ نہیں۔ لیکن تجھے خدا تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے گا۔

حضرت سعید ابن المسیبؒ یہی کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ نفس نماز پر اللہ تعالیٰ کسی کو سزا نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ ایک عبادت ہے۔ مگر ایسی نماز جس میں سنت کی خلاف ورزی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس پر ضرور سزا دے گا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص المتوفیٰ ۵۵ھ کو کسی ختنہ میں دعوت دی گئی تو انہوں نے سے صاف انکار کر دیا۔ جب ان سے انکار کی وجہ دریافت کی گئی تو صاف الفاظ میں یہ جواب ارشاد فرمایا۔

انا کنا لا نأتی الختان علی عھد رسول اللہ ولا ندعی لہ۔ (مسند احمد جلد ۴ ص ۲۱۷)

ہم لوگ زمانہ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں ختنوں میں نہیں جایا کرتے تھے اور نہ اس کے لئے ہمیں دعوت دی جاتی تھی۔

چونکہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ختنوں میں بلائے جانے کا دستور نہ تھا۔ اور نہ لوگوں کو دعوتیں موصول ہوتی تھیں۔ اس لئے میں بھی اس میں شریک نہیں ہوتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت ابن عباسؓ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ بن ابی العاص وغیرہم جلیل القدر صحابہ کرام نے نماز جیسی بہترین عبادت اور ذکر جیسی اعلیٰ قربت وغیرہ کو مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت اور پابندی کے وقت کے ساتھ ادا کرنے سے محض اس لئے منع کیا کہ اس طرز و طریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں۔ اور ان کی ترغیب بھی نہیں دی۔ اور آپؐ کے عہد مبارک میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے امور بدعت اور معمولی بدعت بھی بدعت عظمٰی اور بدعت ظلماء ہیں۔ بلکہ ضلالت بھی ہیں۔ اور گمراہی بھی۔ اعاذنا اللہ منھا۔

خدا تعالٰی اور اس کے رسول برحق کے نزدیک وہی عمل مقبول ہوگا جو اخلاص اور اتباع سنت کی کسوٹی پر پورا اترتا ہو۔ اگرچہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو۔ اور ایسا عمل بالکل رائیگاں ہوگا جو دیکھنے میں تو پہاڑ جتنا نظر آئے لیکن اس میں اخلاص اور اتباع سنت کی جان دروح نہ ہو۔

حضرت عائشہ نے ایک موقع پر کیا ہی ارشاد فرمایا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ گھر کی کسی بیوی نے کہا اگر عبدالرحمان کے بچہ پیدا ہوا تو ہم عقیقہ میں ایک اونٹ ذبح کریں گے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ السنۃ افضل عن شاتان مکافئتان وعن الجاریۃ شاۃ۔ (مستدرک جلد ۴ ص ۲۳۸) نہیں بلکہ سنت ہی افضل ہے۔ وہ یہ کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ میں ایک ہی بکری کافی ہے۔

اونٹ اور دو بکریوں کی قیمت اور گوشت کا اگر موازنہ کیا جائے تو نمایاں فرق نظر آئے گا۔ مگر حضرت عائشہ بکریوں کی بجائے اونٹ پر محض اس لئے راضی نہیں۔ کہ یہ سنت کے خلاف ہے۔ اس لئے اگر اس کی قیمت یا گوشت زیادہ ہے تو پھر بھی اس کی چنداں قدر نہیں ہے سنت ہی افضل ہے اور اس کی پابندی لازم ہے۔

(المنہاج الواضح ص ۱۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# نماز عیدین

عیدین کی نماز مسجد میں نہ پڑھی جائے۔ نماز عیدین باہر کھلے میدان میں پڑھنا سنت نبوی ہے۔ سیدنا حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام عیدین کی نماز ہمیشہ باہر پڑھاتے تھے (مجمع الزوائد جلد اول ص ۲۲۳)

## شاہ جیلانیؒ کا فتوےٰ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں

والاولیٰ ان تقام فی الصحراء وتکرہ فی الجامع الا لعذر

یعنی نماز عیدین جنگل میں پڑھی جائے۔ سوائے عذر شرعی کے مسجد میں نماز عید پڑھنی مکروہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین مطبع صدیقی ص ۵۴۹)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ صرف ایک دفعہ بارش کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید مسجد میں پڑھائی ہے

پس بارش وغیرہ کی وجہ سے نماز عید مسجد میں پڑھی جا سکتی ہے۔ ورنہ ہمیشہ باہر کھلے میدان میں نماز عید پڑھنا سنت نبوی ہے۔ مقام غور ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنے سے ہزار نماز کا ثواب ہے۔ بلکہ ابن ماجہ میں پچاس ہزار کا ذکر آیا ہے۔ گو سنداً یہ روایت کمزور ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۲ الارث دپریس لاہور)

باوجود اس درجے کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عید باہر میدان میں ادا کی ہے افسوس ہے کہ آج کل یہ سنت تقریباً ہر مقام میں ضائع ہو رہی ہے۔

## نماز عید کا وقت

نماز عید الاضحےٰ، عید الفطر کے وقت سے کچھ پہلے ادا کرنی چاہیئے تاکہ قربانی وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی مصروفیت کی بنا پر فرض نماز میں تاخیر نہ ہو جائے۔ اسی لئے عیدالاضحےٰ میں نماز سے پہلے کچھ کھانے کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں دیا۔ بلکہ نماز پڑھ کر قربانی کا گوشت کھایا ہے۔ آپ بھی اس سنت پر عمل کریں۔ تمام قسم کی برکتیں سنت پر عمل کرنے میں ہیں۔ چنانچہ زاد المعاد میں ہے۔ یاکل من اضحیتہ صـ ۱۷۲ جلد اول مصری۔

# نماز عید پڑھنے کا طریقہ

عیدالاضحےٰ کے دن کچھ کھائے پئے بغیر پیدل (عذر سے سواری پر جانا بھی جائز ہے) چل کر عیدگاہ کی طرف باآواز بلند تکبیریں کہتے ہوئے جائیں۔ اور راستہ تبدیل کریں۔ اور حسب توفیق نئے کپڑے بدلیں یا دھلے کپڑے صاف کریں۔ نہائیں مسواک کریں۔ اور خوشبو استعمال کریں۔ اور نماز عیدین بارہ تکبیروں سے ادا کی جائے۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قرأت سے پہلے سنت ہیں پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ اور دوسری میں سورۂ غاشیہ یا قٓ اور سورہ قمر تلاوت کی جائیں۔

(زاد المعاد جلد اول صـ ۱۷۲ مصری)

ان تکبیروں کے درمیان وقفے میں کوئی معین ذکر صحیح حدیث سے نہیں پایا گیا۔ تاہم آثار صحابہ سے مطلق ذکر کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا تکبیروں کے وقفہ میں حسب ذیل ذکر کرسکتے ہیں۔

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی والہ وسلم تسلیما ہ (فتاویٰ غزنویہ مطبوعہ انوار الاسلام امرتسر صـ ۹۴)

نوٹ :۔ اور بھی متعدد صحابہ سے ثابت ہیں۔ تفصیل کے لئے القول السدید بتکبیرات العید مصنفہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (شارح ترمذی شریف) نیز فتاویٰ غزنویہ مصنفہ امام عبدالجبار غزنوی اور رسالہ تکبیرات عیدین مصنفہ حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ملاحظہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جائیں۔ نیز عیدگاہ میں منبر نہ لے جانا چاہیئے اور نہ ہی نیا منبر بنایا جائے۔ (زاد المعاد مصری صفحہ ۱۴۴/۱)
چنانچہ سیدنا امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں تبویب کی ہے باب الخروج الی المصلی بغیر منبر یعنی عیدگاہ میں منبر نہ لے جانے کا سیدنا امام بخاری نے باب باندھا ہے۔
(فتح الباری پ ۴ طبع ہند صفحہ ۵۲)

"تکبیرات نماز عیدین:۔ دعائے افتتاح کے بعد تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی کہہ سکتے ہیں مگر تکبیر تحریمہ کے متصل بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

بعد نماز عیدین امام خطبہ کرے۔ اور سب حضرات کو خطبہ سننا ضروری ہے۔ اور امام کو جمعہ کی طرح دو خطبے کرنے چاہئیں۔ اور نماز عیدین سے پہلے خطبہ کرنا بدعت ہے۔ اور نہ ہی نمازی آپس میں معانقہ کریں۔ (گلے ملیں)

دعاء:۔ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا مبارک بادی کے وقت پڑھیں۔
(مجمع الزوائد جلد دوم صفحہ ۲۰۶)

نیز عیدگاہ میں سوائے دو رکعت نماز عیدین کے کوئی نماز ثابت نہیں۔ بلکہ گناہ ہے جیسا کہ رسالہ ہذا کے صفحہ ۲۴ تا صفحہ ۲۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

# احیاء سنت

حضرات! آپ عیدین میں مستورات کو بھی شرعی دستور اور حکم کے مطابق عیدگاہ میں صفیں باندھ کر نماز عید پڑھائیں۔ دعا اور خطبہ سننے کی تاکید کریں اور افسوس کہ یہ سنت بھی دیگر سنت کی طرح مردہ ہو چکی ہے۔

حدیث میں ہے۔

عن ام عطیۃ رضی اللہ عنہا قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تعتزل الحیض عن مصلاھن قالت احدانا لیس لہا جلباب

قال لتلبسہا صاحبتہا من جلبابہا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۱۲۵ باب صلاۃ العیدین ۔ ناشر ملک سراج دین لاہور)

خلاصہ : حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں ۔ کہ ہمیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم ملا کہ ہم عیدین کے دن حائضہ عورتوں کے سمیت عورتوں کو عیدگاہ لے جایا کریں ۔ تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعاؤں میں شامل ہوں مگر نماز کی جگہ سے الگ رہیں ۔ ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ ہم سب کے پاس پردہ کے لئے چادر وغیرہ نہیں ۔ آپ نے فرمایا ساتھ والی عورت (سہیلی) اپنی چادر میں پردہ کر کے لے جائے ۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عیدگاہ کی طرف جانے کا حکم فرمایا ہے ۔ بموجب قاعدہ اصولِ حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم وجوب کے لئے ہے ۔ جب قرینہ صارفہ نہ ہو ۔ اسی لئے بعض علماء وجوب کے قائل ہیں ۔ اگر عورتیں گھروں میں نماز عیدین پڑھ سکتیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اجازت دے دیتے ۔ چونکہ جائز نہ تھا اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسری خاتون (سہیلی) کے کپڑے میں لپیٹ کر لے جانے کا حکم دیا ۔ اس سے ثابت ہوا کہ عورتوں کا عیدگاہ میں جانا واجب ہے ۔ ابن ماجہ میں بصیغہ امر آیا ہے ۔

قال اخرجوا العواتق وذات الخدور

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوجوان لڑکیوں، پردہ دار عورتوں کو عیدگاہ میں لے جاؤ ۔

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج بنٰتہ ونسائہ فی العیدین ۔ (ابن ماجہ ص۹۲ باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین ۔ مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ سرگودھا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں کو اور ازواج مطہرات کو عیدگاہ کی طرف لے جایا کرتے تھے ۔

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور سیّدنا حضرت علیؓ ابن ابی شیبہ میں وجوب کا قول منقول ہے اور یہ مسئلہ قطعی الثبوت ہے۔ اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے ۔ جیسا کہ فتح الباری میں ہے ۔

لم یثبت عن احد من الصحابۃ مخالفتہا

یعنی صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اس مسئلہ کی مخالفت نہیں کی ۔

فتح الباری ہندی ص ۵۲۱ پ ۴ ، کنز العمال جلد ۴ ص ۳۲۸ میں ہے ۔

عَن جابر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لا یکاد یدعُ اَحدًا من اھل بیتہٖ ۔

یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں میں سے کسی کو بھی گھر نہ چھوڑتے تھے ۔

عجیب بات ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بیٹیاں اور صحابیات تو نمازِ عید باہر ادا کریں جن کی حیاء و شرافت کی کوئی مثال نہیں مل سکتی ۔ اور آج کی خواتین نعوذباللہ جو بازاروں کی زینت بنی ہوئی ہیں باہر نماز عید پڑھنے کو عار محسوس کرتی ہیں ۔ اور ماشاء اللہ ان کے بھائی اور خاوند بھی بڑے حیادار ہو جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے ۔ اور اپنے پیغمبر کی سنّت پر چلنے کی توفیق عنایت کرے ۔ آمین

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید ہرگز بمنزل نخواہد رسید

نوٹ : مستورات کو خوشبو استعمال کرنا اور نمائشی لباس اور باریک کپڑا پہن کر عیدگاہ میں جانا منع ہے ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# قربانی کا بیچنا اور تبادلہ کرنا

قربانی کا جانور معین کرنے کے بعد اس کا تبادلہ اور بیچنا یا ہبہ کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے گوشت بنانے والے قصاب کو اجرت میں گوشت دینا منع فرمایا ہے۔ جب قربانی کا گوشت اجرت میں دینا منع ہے۔ تو اس کا بیچنا بالطریق اولی منع ہوگا۔ مسند احمدؒ میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھیڑ بکری کی قسم سے عمدہ قسم مکہ مکرمہ میں قربانی کرنے کے لئے قربانی بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

فقال انی اهدیت نجیبًا فابیعها و اشتری بثمنها بدنًا قال لا ، انحرها۔

یعنی اس قربانی کو بیچ کر اونٹ خرید لوں فرمایا نہیں اسی کو ذبح کر۔

اس سے معلوم ہوا کہ معیّن قربانی کو فروخت کرنا منع ہے۔ اگرچہ اس کی قیمت سے اچھی قربانی کرنے کا ہی مقصد ہو۔ کیونکہ معین قربانی اللہ کے نام کا نذرانہ ہو چکی ہے۔ پھر اس کو نامزدگی سے محروم کرنا شارع علیہ السلام نے اچھا نہیں سمجھا۔

اسی طرح قربانی کے متعین جانور کا تبادلہ بھی منع ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

من عیّن اضحیۃً فلا یستبدل بها۔

یعنی متعین قربانی کا کسی سے تبادلہ نہ کرے۔

یہ روایت اگرچہ سندًا صحیح نہیں ہے۔ لیکن حافظ نے تلخیص میں اسی مضمون کی دوسری صحیح روایت نقل کی ہے جضرت علیؓ سے قربانی کے جانور کے تبادلے کا سوال کیا گیا تو آپ نے سوال کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



أعينتموهما فقال نعم فكرهه

یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کیا تم قربانی کا جانور متعین کر چکے ہو؟

سائل نے کہا ہاں ۔

حضرت علیؓ نے تبادلے کو بُرا سمجھا

## میّت کی طرف سے قربانی

عن علی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوصانی ان اضحّی عنہ فانا اضحی عنہ (ترمذی ۔ ابوداؤد)

حضرت علیؓ نے کہا کہ نبی اکرم صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے مجھے وصیّت کی ہے کہ آپ کی طرف سے قربانی کردں ۔ اس حکم کی تعمیل پر قربانی کرتا ہوں ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میّت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے ۔ گو اس حدیث کے راویوں پر جرح ہے ۔ اسی لئے اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ قربانی میّت کی طرف سے جائز نہیں صدقہ کرے ۔ اگر قربانی کرے تو اس کا خود گوشت نہ کھائیں ۔ بلکہ سارا گوشت صدقہ کرے ۔ مگر یہ صحیح نہیں ۔ کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں دونوں مسئلے ثابت ہوتے ہیں ۔ میّت کی طرف سے قربانی کرنا اور اس سے خود گوشت کھانا ۔

مسلم، ابوداؤد اور حاکم وغیرہ میں حدیث ہے کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہمیشہ ایک قربانی امت کی طرف سے کرتے تھے ۔ اس سے خود گوشت کھاتے اور کھلاتے ۔ اس قربانی کے ثواب میں اس وقت کی زندہ، مردہ اور آنے والی امت کے لوگ سب شامل ہیں ۔ مسند احمد میں واضح الفاظ ہیں ۔

فیطعمها جمیعًا المساکین ویاکل هو واهله منها ۔

اس لئے صحیح یہ ہے کہ میّت کی بھی قربانی دی جا سکتی ہے ۔ اس سے خود کھائیں ۔ اور دوسرے کو کھلائیں ۔ اس مسئلہ کی مزید وضاحت مطولات میں ملاحظہ کی جائے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# بے نماز کی قربانی

آج کل جہاں مسلمانوں میں اور بے شمار کمزوریاں واقع ہو چکی ہیں۔ یہ مرض بھی عام ہے کہ ترک صلوٰۃ کو عیب، گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر نام کے مسلمان بے نماز ہیں۔ بلکہ نمازیوں پر طعن کرتے ہوئے بڑے طنز سے کہتے ہیں کہ نمازی ریا کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور جب قربانی کا وقت آتا ہے تو یہی بے نمازی ہزار ہزار آٹھ آٹھ ہزار کے دنبے قربانی کے لئے خریدتے ہیں۔ اور اخبارات میں ان کے فوٹو شائع کراتے ہیں۔ اور بازاروں میں سبز کپڑے ڈال کر پھراتے ہیں۔ اور اپنی قربانیوں کا اعلان کر رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کیا یہ ریا نہیں ہے۔ حالانکہ بے نماز کا شرعاً کوئی عمل قبول نہیں۔ عمل تو کجا ترک صلوٰۃ سے آدمی کفر کو پہنچ جاتا ہے۔ بخوف طوالت اس مسئلہ میں صرف حسب ذیل حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ بے شمار آیات اور احادیث ہیں جن سے بے نماز کا کفر ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا جملہ مسلمان بھائیوں کی خدمت میں اپیل ہے۔ کہ آج ہی سے پکے سچے نمازی خدا تعالیٰ اور اس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مرضی کے مطابق بن جائیں۔ تاکہ آپ کی قربانی ضائع نہ ہو۔ نیز علماء کرام سے ادباً عرض ہے۔ کہ — گر قبول افتد زہے عز و شرف

آپ بھی تبلیغی مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیدین اور رمضان المبارک میں اس مسئلہ کی خوب وضاحت کریں۔ کیونکہ ہمارا ملک عموماً بے نماز ہو چکا ہے۔

وما علینا الا البلاغ — بر رسولاں بلاغ است و بس

واما اجماع الصحابة فقال ابن زنجوية حدیثا عمر ابن الربیع

حدثنا یحییٰ ابن ایوب عن یونس عن ابن شہاب قال حدثنی

عبید اللہ ابن عبد اللہ بن عتبۃ ان عبد اللہ بن عباس رض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اخبرہ انہ جاء عمر بن الخطابؓ حتی طعن فی المسجد قال فاحتملتہ انا ورھط کانوا معی فی المسجد حتی ادخلنا بیتہ قال فامر عبد الرحمٰن ابن عوف ان یصلی بالناس قال فلما دخلنا علی عمر بیتہ غشی علیہ من الموت فلم یزل فی غشیتہ حتی اسفر ثم افاق فقال ھل صلی الناس قال فقلنا نعم فقال لا اسلام لمن ترک الصلوٰۃ ثم دعا بوضوء فتوضأ فصلی وذکر القصۃ فقال ھذا بمحضر من الصحابۃ ولم ینکروا علیہ ۔ انتھٰی ما فی کتاب الصلوٰۃ لابن القیم رحمہ اللہ تعالٰی

یعنی حضرت ابن عباسؓ نے خبر دی کہ حضرت عمر فاروقؓ مسجد میں زخمی ہوئے تو ہم ان کو اٹھا کر ان کے گھر لے گئے ۔ انہوں نے عبد الرحمٰن بن عوف کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ۔ جب ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے تو ان پر غشی طاری ہو گئی پھر صبح کی سفید ظاہر ہونے کے بعد ہوش میں آئے اور دریافت کیا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ؟ ہم نے کہا جی ہاں پڑھ لی ۔ آپ نے فرمایا تارک نماز مسلمان نہیں اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ۔ یہ بات صحابہ کے ایک مجمع کے روبرو فرمائی ۔ جس پر کسی شخص نے انکار نہیں کیا ۔ اس سے ثابت ہوا کہ بے نماز کے کفر پر صحابہ کا اجماع ہے ۔ یعنی سب صحابہ اس کو کافر کہتے ہیں ۔

کتاب الصلوٰۃ و احکام تارکہا امام ابن القیم ص ۴۸ مطبوعہ مصر الطبعۃ الاولٰی ۱۳۴۷ھ

جاننا چاہیئے کہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے حدیث کی کتابوں میں یہ موجود ہے اور نیز صحابہ کرامؓ بے نماز کو کافر جانتے تھے ۔ قتل کرنے کا حکم شرعاً بے نمازی کے لئے ثابت ہے ۔ اس کا مال لوٹ لینا ، خون بہانا ان سبھی کی شریعت اجازت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیتی ہے

بے نمازی کی کوئی نیکی مقبول نہیں ہوتی ۔ بے نماز اس لائق نہیں کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے یا اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ بلکہ بے نماز کا حشر فرعون ہامان قارون، ابی بن خلف کفار کے ساتھ ہوگا۔ مگر یہ کہ فی الفور سنتے ہی توبہ کرے۔ نماز پر مستعد ہو جائے۔ اور نیز جو شخص کسی وقت کی نماز پڑھتا ہے اور کسی وقت کی چٹ کر جاتا ہے۔ یا جمعہ کو پڑھتا ہے یا رمضان ہی پڑھتا ہے تو وہ بھی بے نمازی ہے۔

صحیح مسلم وغیرہ میں مرفوعاً ثابت ہے کہ بے نماز مشرک ہے ۔

طبرانی میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ بے نماز کا کچھ دین نہیں ہے ۔ نماز کا تعلق دین سے ایسا ہے جیسے سر کا تعلق جسد سے ہے جب سر کٹ گیا دھڑ کس کام کا رہا۔ اسی طرح جب نماز چھوٹ گئی تو دین کا کہاں ٹکانا . . . . . . . . . . . . . . اور نیز

طبرانی وغیرہ میں عبادہ بن صامتؓ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ بے نماز ملت دین اسلام سے خارج ہے ۔اور قرآن فرقان میں رب العالمین فرماتا ہے کہ بے نماز دوزخی ہو جاتا ہے ۔ الا یہ کہ توبہ کرے) ہدایۃ النبی ص۱۹ تا ص۲۰ مصنفہ مولانا عبدالتواب ملتانی دہلوی مطبع کراچی ۱۳۷۶ھ

بے نماز واجب القتل ہے ۔ (ص۱۷)

بے نماز مرتد ہے اسے قتل کیا جائے ۔ (ص۱۷)

بے نماز کا مال بیت المال میں رکھا جائے۔ (ص۱۷)

بے نماز کا مال فے وغنیمت تصور کیا جائے ۔ (ص۱۷)

بے نماز کا جنازہ نہ کیا جائے۔ ص۱۷)

اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے ۔

(غنیۃ الطالبین مع فتوح الغیب مترجم مطبع اسلامیہ لاہور)

اہل علم حضرات کے اطمینانِ قلب کے لئے اصل عربی عبارت درج ذیل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فتارك الصّلوٰة يكفر عند امامنا احمد اذا تركها جاهلاً الوجوبها
فوجب قتله لاخلاف فی مذهبه واما ان تركها
وكسلاً مع اعتقاد وجوبها ودُعی ليفعلها فان لم يفعلها
حتی تضايق الوقت الذی يليها فيكفر وقتل بالسيف
لكفره بعد ان يستتاب ثلاثة ايام كالمرتدّ فی الحالتين
ويكون ماله فيئًا يوضع فی بيت مال المسلمين ولا يصلی
عليه ولا يدفن فی مقابر المسلمين ۔

امام ابوحنیفہؒ کا فتوٰے ہے کہ قید میں رکھا جائے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے
امام شافعیؒ کا قول ہے کہ تلوار سے قتل کیا جائے بطور حد کے ۔

(غنیۃ الطالبین ص۱۷۰ مطبع اسلامیہ لاہور)

نوٹ : اصلی عربی عبارت بخوف طوالت فتوٰی بزبان عربی امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہ کا حذف کر دیا گیا ہے
یہی نکتہ شارع علیہ السلام نے اس مسئلہ میں بیان فرمایا ہے کہ پکا پختہ نمازی بھی نماز عید
الاضحٰے پڑھنے سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کرے تو یہ قربانی ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ صاف حکم
ہے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۔ ہماری خوشی بھی عبادت سے متعلق ہے پہلے نماز
پھر عید کی خوشیاں ۔

## خون نہیں تقویٰ چاہیئے

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى
مِنْكُمْ ط كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى
مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ (پ۱۷ ۔ الحج ۵)

خدا تک تو نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں ۔ اور نہ ان کے خون ۔ ہاں آپکی پرہیزگاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس تک باریاب ہوتی ہے۔ ان کو یوں ہی آپ کے بس میں کر دیا تاکہ آپ اللہ کی بڑائی بولیں۔ اس پر کہ اس نے آپ کو ہدایت فرمائی۔ آپ صاحب احسان لوگوں کو خوشخبری سنائیں۔

اسی رکوع میں تقویٰ کی ایک بات بتا کر تقوے کا نمونہ بھی بتا دیا گیا ہے۔

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ (ایضاً)

اور جو شخص شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ میں داخل ہے۔

شعائر اللہ سے مراد وہ مخصوص نشان ہیں جو خدا کے ہاں محترم ہیں۔ اور ان کے دیکھنے سے اس کی یاد تازہ ہوتی ہے اسی طرح ان کی تعظیم کے بھی یہ معنی ہیں کہ وہ ان کا بول بالا رکھے۔ ظاہر ہے یہ وہ سعادت ہے اور مقام رفیع ہے جو صرف اس شخص کے حصے میں آسکتا ہے جس کے دل میں تقویٰ کی متاع موجود رہتی ہے۔

اوپر کی آیت میں اسی روح اور حقیقت کبریٰ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس کی نگاہ ان ظاہری رسومات حج پر نہیں گڑی ہوئی۔ وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ کیا اس کے دل میں بھی "میں" ہوں اور کیا وہ صرف میرے لئے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے۔ کہ اس سفر حیات میں معصیت کے کانٹے نہ چبھ جائیں۔ کہ کہیں راہ میں نہ رہ جاؤں۔ یا سفر آزار دہ اور بدمزہ نہ ہو جائے اور جس مقصد کے لئے رخت سفر باندھا ہے کہیں اس سے اور دور نہ جا پڑوں۔

فرمایا آپ کو راہ دکھائی اور ان بے زبانوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔ چنانچہ آپ کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ خواہ اُن کے گلے پر چھری ہی کیوں نہ رکھ دی جائے۔ اشرف المخلوقات ہیں لہٰذا آپ بھی اپنے مالک کے غلام بے دام بن جائیں۔ اور جہاں رہیں اس کا ہی بول بالا کریں۔

فرمایا یہ صرف آپ کی بات نہیں پہلے لوگوں کے لئے بھی اسی قسم کی تقریبات ہم نے مہیا کی تھیں تاکہ قربانی دیتے وقت اس کو نہ بھولیں اور صرف اس کا ہی نام لیں۔

ولکل اُمّۃ جعلنا منسکًا ولیذکروا اسم اللہ علیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مما رزقهم الله من بهيمة الانعام (ایضاً)

لہٰذا آپ بھی اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیں۔ اور اس کے ہی فرمان بردار ہو جائیں۔
کیونکہ آپ کا خدا ایک اور صرف ایک ہے۔ لہٰذا تم بھی صرف اسی ایک کے ہو کے رہو۔

فالهكم اله واحد فله اسلموا (ایضاً)

صاحب احسان (المحسنین) سے مراد وہ لوگ ہیں جو سدا یوں جیتے ہیں جیسے وہ خدا کے دربار میں ہوں۔ یہ اسے دیکھ رہے ہیں۔ وہ انہیں دیکھ رہا ہے۔

اس سے پہلے آیت میں ان کو مخبتین کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ اور ان کی یہ نشانیاں بتائی ہیں۔ کہ جب اللہ کا نام آجاتا ہے تو لرز اٹھتے ہیں۔ اور مصائب میں بدحواس نہیں ہوتے۔ نماز بپا قائم کرتے ہیں اور راہ خدا میں مال لٹاتے ہیں۔

و بشر المخبتين ٥ الذين ذكر الله وجلت قلوبهم
والصابرين على ما اصابهم والمقيمي الصلوة ومما
رزقنهم ينفقون ٥ (الحج ع ۴ پ)

پس خدا کو بکرے کا خون نہیں چاہیئے۔ یہ دل، یہ کام اور یہ رنگ منظور ہے۔ ورنہ آپ کی قربانیاں قصابوں کی دکان کا گوشت ہے۔ ہدیۂ عقیدت اور شعائر عبدیت نہیں۔ جاؤ اسے جا کر لوگوں کو کھلاؤ۔ بکری کے آگے ڈالو۔ ناحق بے زبان کے گلے پر چھری پھیر کر اس کا خون کیا ہے۔ آپ سے اس کا حساب لیا جائے گا۔ اگر آپ میرے نہیں بن سکے تو آپ کا بکرا اور چھترا بھی نہ سہی۔

## یہ قربانی ان کی طرف سے بھی قبول فرما

عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا
ضحّٰی اشتری کبشین سمینین اقرنین املحین فاذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صلّی وخطب الناس اُتی باحدھما وھو قا ئم فی مصلاہ فذبحہ بنفسہ بالمدیۃ ثم یقول اللّٰھم ھل اعن امّتی جمیعًا من شھد لک بالتوحید و شھد لی بالبلاغ ثم یوتیٰ بالاخر فیذبحہ بنفسہ و یقول ھٰذا عن محمّد واٰل محمد فیطعمھا جمیعًا المساکین و یاکل ھو واھلہ ۔ (رواہ احمد۔ اسنادہ حسن)

سیدالانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم جب قربانی دینا چاہتے تو دو مینڈھے موٹے تازے سینگوں والے چتکبرے خرید فرماتے تو جب آپؐ نماز (عید) پڑھ لیتے اور لوگوں سے خطاب فرما لیتے۔ اسی عیدگاہ میں ان میں سے ایک کو لا کر آپؐ کے حضور حاضر کر دیا جاتا۔ اس پر آپ اپنے دست مبارک سے چھری پھیرتے اور دعا کرتے۔ الٰہی! یہ قربانی میری امت کی طرف سے ہے جس نے تیری توحید کی شہادت دی۔ اور اس امر کی گواہی دی کہ میں نے خدا کا پیام پہنچا دیا۔ اس کے بعد دوسرا لایا جاتا تو اسے بھی خود ذبح فرماتے اور یہ دعا کرتے۔ الٰہی! یہ محمد اور آل محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ہے۔ پھر وہ دونوں کو مسکینوں کو کھلاتے۔ خود بھی اور اہل بیت بھی کھاتے۔

توفیق ہو تو قربانی کا جانور موٹا تازہ اور شیر جیسا بارعب خرید اجلائے۔ کیونکہ دربار عالی میں پیش کرنا ہے۔ جو جانور بے جان اور کمزور ہو۔ اس کی قربانی دینے میں کیا مزہ۔

ع مرے کو مارے شاہ مدار

اگر سلیقہ ہو تو اپنی قربانی کے گلے پر چھری بھی خود ہی پھیرے۔ خواہ وہ عورت ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اپنی صاحبزادیوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کا حکم کیا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امر ابو موسیٰ بناتہ ان یضحین بایدیھنّ

(باب من ذبح اضحیۃ وغیرہ۔ بخاری)

اگر خود نہ کر سکتا ہو تو کسی کے تعاون سے ہی کرے۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسی طرح کیا تھا۔ واعان رجل ابن عمر فی بدنتہ (بخاری ایضاً)

خدا براہ راست واسطہ رکھنے، رب سے رابطہ قائم کرنے اور تعلق جوڑنے کو پسند کرتا ہے۔ کیونکہ خارجی توسل، وسیلے اور وسائط، روح توحید کے منافی ہیں۔ قربانی کا مسئلہ تو اور بھی نازک ہے۔ یہاں تو تمام وسائط اور وسیلوں کے گلے پر چھری پھیرنی ہے اس لئے آپؐ نے اپنے رب سے کہا کہ الٰہی یہ قربانی میری امت کے موحد لوگوں کی طرف سے قبول فرما۔ من شھد لک بالتوحید۔ ہمیں بہر حال اہل ہوی اور اہل بدعت کی قربانیوں کی بڑی فکر ہے۔ خدا جانے کیا ہو۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

توحید کی راہ دکھانے والے اللہ کے رسول ہیں۔ درمیان سے انہیں ہی اٹھا دیا جائے تو انجام معلوم! اس لئے حضورؐ کے ابلاغ کا اعتراف ضروری ہے۔ انکار سنت کے بعد یہ شہادت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ جو لوگ انکار سنت پر مصر ہیں ان کی قربانیاں بھی خطرے میں ہیں خطرے میں کیا! سنا ہے وہ اس کی ضرورت کے قائل ہی نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں قومی دولت کا ضیاع ہے۔ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

جو غریب حقیقتاً غریب ہیں وہ غمگین نہ ہوں۔ قربانی ان کی بھی ہو گئی۔ آپؐ نے اپنے سے پہلے آپ غریبوں کی فکر کی۔ لیکن جیسا کہ رواج ہے غریبوں کی غمگساری کا نعرہ لگا کر اور اپنی کمین گاہوں میں چھپ کر کام و دہن کی تواضع نہیں کی۔ بلکہ پہلے غرباء کو کھلایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پھر آپ اور آپ کے اہل بیت نے کھایا۔

## عید قربان بُت شکنی ہے شکم پروری نہیں

یہ ایک واقعہ ہے کہ عید قربان کا جب تصور آتا ہے تو منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ کیونکہ ہم نے اسے سامان شکم ہی سمجھ لیا ہے حالانکہ بات سر دینے کی ہے۔ سر لینے کی نہیں۔ مگر ہم ہیں کہ سری پائے کھانے کے ہی موڈ میں رہتے ہیں۔ جب بات شکم تک پہنچتی ہے تو پھر عموماً ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ ہو رہا ہے۔ خدا تک پہنچنے کے بجائے شکم تک ہی رہتے ہیں۔ بس یہی سوشلزم ہے یعنی جب ایک انسان سوشلسٹ کی قماش کا آدمی بن جاتا ہے تو وہ ہر عبادت کو بھی کام و دہن کے چسکوں کے ترازو میں تولتا ہے۔ اس لئے جو جتنا اصل سوشلسٹ ہوتا ہے اتنا ہی وہ خدا سے بدگمان ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ تا آنکہ وہ وقت بھی آ جاتا ہے جب وہ خدا کو بھی بڑا سرمایہ دار اور سرمایہ داروں کا حامی قرار دے کر اس کو اپنے دیس سے نکال باہر کرنے کا اعلان کر دیتا ہے۔

بہر حال عید قربان کو سمجھنا ہو تو بندۂ حنیف ہو کر سوچئے سوشلسٹ ہو کر نہیں عید الاضحٰے تقریب بُت شکنی ہے سبیل شکم پروری نہیں۔ در اصل اس امر کا اعلان ہوتا ہے۔ کہ

الف: جو شئے بھی راہ حق میں حائل ہو گی اس کے گلے پر چھری پھیر دی جائے گی۔ مال ہو یا اولاد۔ شخصی دلچسپیاں ہوں یا گروہی اغراض۔

ب: اور خدا تک پہنچنے کے لئے جتنا اور جیسا کچھ بھی لٹانا پڑا تو دریغ نہیں کیا جائے گا۔ خاندانی روایات، مصالح۔ وطن۔ قوم۔ جان مال۔ اولاد غرض سبھی کچھ۔ قرب خدا کے لئے سب کچھ قربان کر دیا جائے گا۔

یہ منزل جلدی ہاتھ نہیں آتی بلکہ اس کے لئے سب سے پہلے اپنا رخ سیدھا کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور رکھنے کے لئے بڑی محنت درکار ہوتی ہے۔ رُخ سیدھا نہ ہو تو انسان منزل سے اور ہی دو چار قدم دور جا پڑتا ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کے لئے حنیف، منیب، مخلص اور محسن کی خاص زبان اور اصطلاح کا استعمال کیا ہے۔

حُنیف وہ ہوتا ہے جو سب طرف سے منہ موڑ کر صرف خدا کا ہو رہے۔

مُنیب اسے کہتے ہیں جو سدا حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے بھٹک جائے تو ہوش آتے ہی پلٹ آئے۔

مُخلص کے معنی بے داغ اور خلاصہ کے ہیں۔ یعنی وہ رب کے معاملے میں مصلحت وقت نجی اغراض اور فوائد عاجلہ کی تمنا کی آمیزش نہیں ہونے دیتا۔ اسے قلب سلیم سے تعبیر کیا گیا ہے

مُحسن سے غرض استحضار جیسی کیفیت کا اتمام ہے گویا کہ بندۂ حنیف خدا کی ذات کا مشاہدہ کر رہا ہے یا جیسے وہ خدا کے دربار میں کھڑا ہے۔

یہ احسان کا مرتبہ ہے۔ یہ ہاتھ آجائے تو عبدیت سے باقی سب مرحلے آسان ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد اس کو اہراق دم (ہدیہ خون پیش کرنے) کی حکمت بھی موجود اور مشہود محسوس ہونے لگ جاتی ہے۔ اور یہ کہ حبیب برحق کے حضور ایک جان کا نذرانہ لیکر حاضر ہونے میں کتنی لذت ہوتی ہے! وہ بھی معلوم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں (بُدن) کو شعائر اللہ کہا ہے۔ کیوں کہ خدا کے حضور ان کی جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا ہے۔

یہ خدا کی نشان اور علامت بن گئی ہیں۔ اور یہ بات تبھی ممکن ہو سکتی ہے۔ کہ یہ پورے درجۂ اخلاص اور مرتبہ احسان کے ساتھ اپنے رب کو پیش کی جائیں۔ ورنہ یہ ایک جانور ہیں جن کے گلے پر روز ہی چھری چلتی ہے اور یہ چھری بھی وہی روز کی چھری ہے جو قصابوں کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ جن کے ساتھ روزانہ لہسن، پیاز کے بھی ٹکڑے ہوتے ہیں۔ بلکہ آئے دن سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جانوروں کے بجائے بندوں کے گلوں پر بھی پھیری جارہی ہے۔ اگر ذہن نہ بدلے، جذبہ میں فرق نہ آئے۔ دلولوں اور احساسات میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہ ہو۔ اور عشق و مستی کی وہ قدریں کروٹ نہ لیں جو جذبہ عقیدت کی مظہر ہوتی ہیں۔ اور اخبات و انابت، اخلاص احسان کی زمین سے ابھرتی اور پیدا ہوتی ہیں تو وہ خدا کی نگاہ میں شعائر اللہ کیسے بن جائیں گی؟ خدا کو تو ان قربانیوں سے نفرت آتی ہے جو شکم یا داتا کے دربار پہنچتی ہیں۔ کیونکہ ان سے خود غرضی اور جاہلی دور کی داغدار قربانیوں کی بو آتی ہے۔

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ۔

میں جہاں یہ ہے کہ چھری چلاتے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَر

کہو۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ان پر للچائی ہوئی نگاہ نہ ڈالئے بلکہ خدا کو یاد رکھئے اور صرف خدا کو دے۔ صرف اس کی رضا کا حصول ان کا محرک ہو۔ اور بالکل اس سرشاری کے ساتھ جیسے محبوب کے حضور نذرانہ پیش کرتے وقت جذبات اور ارادت کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ

جہاں تک گوشت کی بات ہے تو وہ صرف آپ کے لئے ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے کھانے پینے کی چیز ہے۔ اس لئے خود بھی کھاؤ۔ قناعت شعار (سفید پوش) لوگوں کو بھی دو۔ اور جو سوالی اور نادار ہیں ان کو بھی کھلاؤ۔

فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (الحج ۵۶)

میرے لئے صرف وہ جذبات عبدیت اور سرشاری رہنے دیجئے جو للّٰہیت اور عشق و مستی کے کھیت اور ذرع کا حاصل ہیں۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (پ ۱۷ الحج ع ۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیونکہ اس کی نگاہ تو صرف اس بات پہ رہتی ہے کہ خدا آپ کو کتنا مطلوب ہے۔ اور دل میں اس کی کتنی خشیت رکھتے ہیں۔

قربانی کے سلسلہ میں تقویٰ بالخصوص ذکر کیا گیا ہے تاکہ یہ عید خدافراموش میلہ نہ بن جائے۔ اس دن وہ خدا سے غافل بندوں کی طرح صرف چہل پہل اور ہاؤ ہو میں غرق ہو کر نہ رہ جائیں۔ بلکہ خشیت الٰہی اور فکرمندی کا رنگ غالب رہنا چاہیئے۔ کسی کی جان جائے اور آپ کی ادا ٹھہرے! کچھ زندہ دلی کی بات نہیں ہے۔ لاکھوں جانوں کے گلے پر چھری پھر رہی ہو کر درد دل بے گناہ جانیں تڑپ رہی ہوں۔ اور آپ ہنس رہے ہوں سنگدلی اور بے خوفی کی انتہا ہے۔ جان کسی کی جائے اور درجے آپ کے بلند ہوں۔ کچھ کھیل نہیں ہے۔ اس ہوشربا سین اور منظر کے ہوتے ہوئے بھی اگر آپ پر سراسیمگی جیسی کیفیت طاری ہو تو پھر آپ اپنے سینے کا جائزہ لیں کہیں اس میں دل کے بجائے پتھر نہ دھرا ہو۔

یہ باتیں صرف ایک عام فطری تقاضے کی حد تک تولی جاسکتی ہیں۔ لیکن جہاں تک سراپا روحانیت کی بات ہے وہ تو اس سے بھی زیادہ غور طلب ہے۔ کیونکہ یہ قربانیاں دراصل ایک نہایا، ایک عظیم تعلق ایک جشن ذمہ داری کا اعلان ہے۔ کہ الٰہی! یہ مال ہے۔ میری جان حاضر ہے تیرے سوا مجھے اور کوئی مطلوب نہیں اور تیری راہ میں خون دینے کی ضرورت پڑی تو بھی آخری قطرے تک بہا دوں گا۔ اور پھر اس فکر سے دل بھی دھڑکتا ہے کہ خدا جانے یہ قربانی قبول ہو یا نہ ہو۔ کہیں یہ میرے پیٹ کے ذمے نہ لگ جائے۔ یہ اندیشہ بھی دامنگیر ہو کہ کہیں قیامت میں یہ بکرے اور چھترے ہمارے خلاف خون کے دعوے نہ دائر کر دیں۔ کہ جس کے نام پر تو نے میرے گلے پہ چھری پھیری تھی تم خود اس کے نہیں تھے۔ تو نے ناحق میرا خون بہایا۔ اس کے علاوہ یہ ڈر اور دھڑکا بھی لگا ہو۔ کہ خود وہ ذات کہیں ہم سے اس کی باز پرس نہ کرے جس کے نام پر قربانی دی جارہی ہے کہ تم نے نام میرا لیا لیکن دھندا سارا اپنے پیٹ ناموری اور تفریح کا کیا۔ ایسا کیوں کیا! پس کچھ اسی قسم کی کیفیات کو ینالہ التقوٰی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



منشکیہ میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔

جس دل میں ان مبارک جذبات کا دریا یوں ٹھاٹھیں مارتا ہوگا۔ وہ خدا کے ہاں کتنے عالی مقام کا مالک ہوگا۔ وہ متقی کس اونچے درجے کا متقی ہوگا۔ اس کی توحید کا نشہ کس قدر دلآویز اور وجد آفریں نشہ ہوگا۔ اس کا پیمان وفا کتنا پیارا اور معصومانہ پیمان اور عہد ہوگا۔ اس کی قربانی کے خون کے ایک ایک قطرے کو لینے کے لئے فرشتے کس طرح لپکتے ہوں گے۔ اس کی چھری کتنی حیات آفریں چھری ہوگی۔ اور وہ سماں کس قدر محیر العقول سماں ہوگا جب ان جذبات کے ساتھ وہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر گلا کاٹ رہا ہوگا۔ اس کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔

بہرحال ہاتھ میں چھری لینے سے پہلے ایک دفعہ پھر اپنے کو اس کے لئے تیار کر لیجئے تاکہ یہ چھری قاتل کی چھری نہ رہے۔ شمشیر مجاہد ثابت ہو۔ جب وہ چلے تو صرف بکرے چھترے کی شہ رگ نہ کٹے بلکہ نفس و طاغوت اور ماسوی اللہ کے ہر طنطنے کی شہ رگ کٹ جائے۔ وما ذالك على الله بعزيز

(بشکریہ تنظیم اہلحدیث ۱۲؍ ذی الحج ۱۳۹۴ھ، ۲۷؍ دسمبر ۷۴ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# حضرت محدّث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

# کے

# بائیس (۲۲) فتاوے

سوال نمبر۱:۔ قربانی پورا جانور دنبہ بکرا کی صورت میں دی جائے یا گائے میں ایک حصہ ڈالا جائے یا یہ دونوں صورتیں ثواب وا جر میں مساوی ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے۔ بعض دوستوں کا خیال ہے کہ گائے میں حصہ ثواب مستقل قربانی سے بہت کم ہے۔

جواب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

گائے کا حصہ دنبہ یا بکری کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گائے کے حصے میں اختلاف ہے۔ مستقل قربانی کی جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ دنبے بکری میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں صحیح یہی ہے کہ گائے کا ایک حصہ دنبے یا بکری کی جگہ کافی ہے۔ لیکن یہ بات معلوم ہے۔ کہ اتفاقی چیز بہتر ہے۔

سوال نمبر۲: رفوت شدگان کی طرف سے جو قربانی دی جاتی ہے۔ کیا ہر ایک کی طرف سے ایک جانور یا ایک حصہ ضروری ہے۔ یا ایک جانور اور ایک حصہ ہی سب کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طرف سے کافی ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے تمام فوت شدہ رشتہ داروں کی طرف سے علیحدہ علیحدہ قربانی نہیں دے سکتا تو کیا سب کی طرف سے ایک حصہ یا ایک جانور کافی ہوگا۔

جواب:۔ ہر دوسرے کی طرف سے مستقل قربانی کرنی چاہیئے۔ تو پھر ایک جانور یا ایک حصہ ضروری ہے۔ اگر ثواب پہنچانا مقصود ہو تو پھر ایک جانور یا ایک حصہ سب کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری امت کی طرف سے قربانی کی جو قربانی نہیں کر سکتے تھے۔

سوال نمبر۳:۔ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے کوئی انسان قربانی کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر قربانی کر سکتا ہے تو دلیل سے یہ وضاحت فرمائیں۔

جواب:۔ حضرت علیؓ کو حضورؐ نے وصیت کی تھی کہ ایک قربانی میری طرف سے کیا کرو۔ چنانچہ حضرت علیؓ دو قربانیاں کیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ فصل۲

سوال نمبر۴:۔ زندہ جانور وزن کر کے خریدنا کیسا ہے۔ آج کل یہ رواج بہت عام ہو گیا ہے۔ کہ جانور زندہ ترازو میں رکھ کر وزن کر کے وہ سارا وزن (دو روپے یا تین روپے فی سیر کے حساب) خرید لیا جاتا ہے۔ عموماً لوگ قربانی کے جانور بھی اسی طرح خریدتے ہیں۔ کیا یہ بیع شرعاً جائز ہے! اگر جائز ہے تو ایسے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے!

جواب:۔ حدیث میں اون کو جانور کے بدن سے اتارے بغیر فروخت کرنا منع ہے۔ بلوغ المرام کتاب البیوع ص۷۴ میں حدیث ہے۔

ولا یباع صوف علی ظھر ولا لبن فی ضرع

یعنی اون جانور کی پیٹھ پر فروخت نہ کی جائے اور نہ دودھ لیوٹی (تھنوں میں)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ جانور کے گوشت وغیرہ کا اندازہ کر کے فروخت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرنا اور خریدنا جائز نہیں۔ کیونکہ صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جب ایسی خرید وفروخت منع ہے تو اس سے قربانی کیسے جائز ہوگی۔

سوال نمبر ۵: قربانی کے جانور کی اون اتار کر اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ یا وہ خیرات کرنا ضروری ہے؟

جواب: قربانی کی کوئی چیز قربانی سے پہلے استعمال نہیں کر سکتا۔ اون اول تو پہلے اتارنی نہیں چاہیئے۔ اگر کسی مجبوری کی بنا پر اتاری جائے تو خیرات کر دے۔ کیونکہ حدیث میں ہے جو قربانی مکے نہ پہنچ سکے اور راستے میں رہ جائے تو اس کو ذبح کر کے مسکینوں کے حوالے کر دے۔ نہ خود کھائے اور نہ اس کے ساتھی کھائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے وقت سے پہلے قربانی کی کوئی چیز بھی ضرورت میں استعمال نہیں کر سکتا۔

(تنظیم اہلحدیث ۴ ذی الحج ۸۳ ھ ۱۳۰ جلد ۱۴)

سوال نمبر ۶: حدیث میں ہے کہ قربانی کے جانور کے کان سینگ صحیح سالم ہوں۔ لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ کان آدھے سے کم کٹا ہو یا سینگ آدھے سے کم ٹوٹا ہو تو قربانی میں کوئی حرج نہیں۔ کیا یہ کہنا صحیح ہے۔

جواب: ہاں صحیح ہے حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعضب القرن والاذن جانور قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیبؓ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اعضب سے مراد نصف یا نصف سے زیادہ کٹا یا سینگ ٹوٹا ہے۔ ترمذی شریف باب فی الاشتراک فی الاضحیہ جلد اول ص ۱۸۱ ص ۱۸۲ ملاحظہ ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس جانور کا آدھا یا آدھے سے زیادہ سینگ ٹوٹا یا کان کٹا ہو وہ قربانی منع ہے۔ آدھے سے کم ہو تو پھر گنجائش ہے۔ لیکن یہ حکم کٹے ہوئے کان کا ہے۔ اگر کان چرا ہوا اور سوراخ ہو تو پھر خواہ کان کسی حصہ میں ہو ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جانور قربانی کرنا شبہ سے خالی نہیں۔ اس لیے اس میں احتیاط چاہیئے۔ بہتر یہی ہے کہ بالکل صحیح سالم اور باشرائط ہو تاکہ قربانی ایسا بہترین عمل شک و شبہ سے بالا تر ہو۔ تھن مرا، دم کٹی، دانت ٹوٹا یا پیٹھی ایک طرف جھکی ہو تو کوئی ہرج نہیں

نوٹ:۔ سینگ کا خول (ٹوپی) اتر جائے تو جائز نہیں کیونکہ ٹوپی سینگ پر ہوتی ہے لہذا وہ ٹوٹے ہوئے کے حکم میں ہوگا۔ (تنظیم اہلحدیث ۸/۱۱ ذی الحج ۱۳۸۳ھ ج ۱۴)

سوال نمبر ۷، چرم قربانی اماماں مساجد کو دینی جائز ہے یا نہیں۔ آج کل عام دستور ہے کہ دیہات میں امامانِ مساجد کو مقرر کرتے ہوئے لوگ یہ شرط کر لیتے ہیں کہ دیگر خدمات کے علاوہ صدقۂ عید الفطر، قربانی کے چمڑے بھی تمہیں دیئے جائیں گے۔ کیا یہ صورت شرعًا صحیح ہے؟

جواب:۔ امامانِ مساجد کو زکوٰۃ، چمڑا قربانی دینا منع ہے۔ کیونکہ حدیث میں اذان پر اُجرت لینا منع ہے۔ اذان امامت کے لئے ہوتی ہے۔ تو امامت پر اجرت بطریق اولیٰ منع ہے۔ جب امامت پر اجرت بطریقِ اولیٰ منع ہوئی۔ امام کی ڈیوٹی صرف وقت کی حاضری ہے۔ اور موذن کی ڈیوٹی اس سے زیادہ ہے۔ احتیاط والی ہے۔ کیونکہ اصل وقت کی اطلاع وہی دیتا ہے۔ جب اذان پر اجرت منع ہوئی تو معلوم ہوا کہ عبادت کے وقت کی حاضری اجرت کا سبب نہیں ہے۔ اور اس میں امام بھی شامل ہے۔ پس امامت پر اجرت کسی طرح بھی جائز نہ ہوئی۔ بچوں کی تعلیم پر جو اجرت وغیرہ دی جاتی ہے۔ اس کی اجرت جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ عاملین کی صورت میں ہوگا۔ البتہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آج کل عمومًا دیہات وغیرہ میں بچوں کی تعلیم کے لئے صدقہ فطر، عشر، زکوٰۃ اور چمڑا قربانی وغیرہ جس صورت سے دیئے جاتے ہیں یہ جائز نہیں کیونکہ اس طرح گھر کی چیز گھر ہی رہ جاتی ہے۔ یعنی لوگوں کے اپنے ہی بچے ہوتے ہیں۔ اور اپنے ہی صدقات۔ یہ صورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوسکتی ہے کہ یہ سب چیزیں نظام امارت کے سپرد ہو کر بیت المال میں جمع ہو جائیں۔ تو اس بیت المال سے اس گاؤں کے مدرس کی تنخواہ دی جاسکتی ہے۔ صحیح معنوں میں شرعی بیت المال کی صورت یہ ہے۔ کہ جماعت کا امیر ہو۔ اس کے ماتحت دیہات وغیرہ میں مقامی امیر ہو جس کے ماتحت مقامی بیت المال ہو۔ ان کا نظام امیر جماعت کے تحت ہو۔

اس صورت میں عشر و زکوٰۃ، فطرانہ، چمڑا قربانی کا رہنے والوں کے ساتھ تعلق نہیں رہتا بلکہ ان کے قبضہ و تصرف سے نکل کر امیر کے اختیار میں ہو جاتا ہے۔ اب گھر کی چیز گھر میں رہنے والی صورت نہ ہوگی۔ بلکہ حسب ضرورت یہاں خرچ ہوگا۔ باقی جہاں ضرورت ہوگی وہاں صرف ہوگا۔

مختصر یہ کہ صدقہ فطر، عشر، زکوٰۃ اور قربانی کے چمڑے یہ سب چیزیں ادا کرنے کے بعد اپنے قبضہ و تصرف میں رکھ کر اپنے بچوں وغیرہ کی تعلیم پر خرچ کرنا جیسا عموماً دیہات وغیرہ میں رواج ہے یہ صورت جائز نہیں۔

**نوٹ:۔** اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی ادارے جو زکوٰۃ، عشر، چرم قربانی وغیرہ دینے والوں سے آزاد ہیں۔ ان پر ان کا تصرف و اختیار نہیں ہوتا۔ یہ چیزیں انہیں دینے سے ادا ہو جاتی ہیں۔ (جلد ۱۲، ۹ ذی قعدہ ۱۳۷۹ھ)

**سوال نمبر ۸:۔** چمڑا قربانی بصورت چمڑا ادا کرنا ضروری ہے۔ یا فروخت کرکے اس کی قیمت بھی ادا ہو سکتی ہے؟

**جواب:۔** دونوں طرح جائز ہے۔ بہتر صورت وہ ہے جو مساکین کے حق میں بہتر ہو۔ کیونکہ صدقہ کی غرض مساکین کو فائدہ پہنچانا ہے۔ (جلد ۱۲، ۹ ذی قعدہ ۱۳۷۹ھ)

**سوال نمبر ۹:۔** قربانی کا جانور ادھار لے کر قربانی کریں تو جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:۔** ادھار قربانی کا کوئی ہرج نہیں۔ جیسے اور ضرورتیں انسان ادھار سے پوری کرتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح یہ بھی ایک ضرورت ہے۔ رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے بڑے بڑے دینی کام ادھار سے پورے کئے ہیں۔

مشکوٰۃ باب الافلاس میں ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے چالیس ہزار قرض اٹھایا۔ اور مشکوٰۃ باب الربا میں ہے کہ ایک مرتبہ آپؐ کو اونٹوں کی ضرورت ہوئی تو ایک ایک اونٹ دو دو کے عوض لیا۔ اور حضرت عمرؓ دینی ضرورتوں کی وجہ سے بڑے مقروض ہو گئے تھے۔ چنانچہ فتح الباری میں ان کی شہادت کے واقعہ میں مذکور ہے۔

قربانی تو ایک معمولی ادھار ہے۔ اس میں کیا حرج ہے۔ ہاں اگر ادھار لینے کے بعد اپنے قرض خواہ کو تنگ کرے اور وقت مقررہ پر ادا کرنے میں سستی کرے تو اس سے عبادت کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے جو قرض نیک کام کے لئے لیا جائے اس کی ادائیگی میں خصوصیت سے احتیاط چاہیئے۔

(فتاویٰ اہلحدیث جلد ۲)

سوال نمبر ۱: قربانی کا جانور جو خاص قربانی کے واسطے خرید ا جائے اور ذی الحجہ کے چاند میں اس کی اون بالکل صاف کی جائے۔ یعنی مُنڈی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ پشم آتارنے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

جواب: ترغیب الترہیب میں ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال ما عمل آدمی من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم وانھا لتاتی یوم القیامۃ بقرونھا و اشعارھا واظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبوا بھا نفسًا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بقر عید کے دن آدم کے بیٹے نے کوئی عمل نہیں کیا کہ قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو۔ اور قربانی قیامت کے دن سینگوں بالوں کھروں سمیت آئے گی اور خون زمین پر پڑنے سے پہلے خدا کے پاس قبولیت کے مقام پر پہنچتا ہے۔ پس قربانیوں کے ساتھ دل سے خوش رہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے بال نہیں کٹوانے چاہئیں۔ جیسے سینگ وغیرہ کیونکہ قیامت کے دن قربانی ان اشیاء کے ساتھ آئے گی۔ ہاں اگر قربانی کا جانور بہت مدت پہلے کا خریدا ہوا اور اون اتنی بڑھ گئی ہو کہ جانور کو تکلیف ہو تو پھر کاٹنے میں کوئی حرج نہیں مگر بقر عید کے دن سے اتنی پہلے کاٹے کہ بقر عید کے دن تک کافی بڑھ جائے تاکہ اس حدیث کے مطابق ہو جائے۔ اس صورت میں کاٹنے سے اس حدیث کی مخالفت نہیں ہوگی۔ اور قربانی کا جانور تکلیف سے بھی محفوظ رہے گا۔ اور جو اون اتاری جائے وہ صدقہ کر دینی چاہیئے کیونکہ قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے قربانی کی کوئی شے استعمال کرنا شبہے سے خالی نہیں۔

جو قربانی مکہ شریف میں بھیجی جاتی ہے۔ اس کی بابت حدیث میں آیا ہے کہ اگر رستہ میں رہ جائے تو اس کو ذبح کر دو اور لوگوں کے لئے چھوڑ دو۔ تم اور تمہارے ساتھیوں سے کوئی نہ کھائے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الہدی)

اس سے معلوم ہوتا ہے جو شے اللہ کے لئے ہو جائے۔ وہ وقت سے پہلے استعمال نہ کرنی چاہیئے۔ ہاں لاچاری کی حالت میں ہو اس کی اجازت ہے۔ چنانچہ اسی باب میں ہے

ارکبھا بالمعروف اذا الجئت الیھا حتی تجد ظھرا

یعنی قربانی کے جانور پر سواری کے لئے مجبور ہو جائے تو سواری کرے حتیٰ کہ اور سواری مل جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**قربانی کا دودھ** اسی بناء پہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم قربانی کے دودھ کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ نیل الاوطار جلد ۴ میں ہے۔

واختلفوا الفیاخذ اللبن اذا منہ شیئًا فعند العترۃ والشافعیۃ والحنفیۃ یتصدق فان اکلہ تصدق بثمنہ وقال مالک لا یشرب من لبنہ فان شرب لم یغرم۔

ترجمہ: (یعنی قربانی کے دودھ میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ اہل بیت، شافعیہ، حنفیہ کہتے ہیں جب کچھ دودھ دوہے تو صدقہ کرے۔ اگر کہیں پی ہو گیا تو اس کی قیمت صدقہ کرے۔ اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ پینے کی اجازت نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص پی گیا ہو تو اس پر کچھ تاوان نہیں۔

خلاصہ: یہ ہے کہ ذبح سے پہلے کوئی شے اپنے استعمال میں نہ لائے۔ ذبح کے بعد استعمال میں لا سکتا ہے۔ گوشت کھا سکتا ہے۔ اور چمڑا استعمال کر سکتا ہے۔ اور اون وغیرہ چمڑے سے علیحدہ کرے۔ کوئی شے بنانی چاہے تو بنا سکتا ہے۔ لیکن ان میں کسی شے کو فروخت کر کے پیسے کھانے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حدیث میں چمڑوں وغیرہ کے فروخت کرنے سے صراحتًا منع فرمایا ہے۔

سوال نمبر ۱: گائے اور اونٹ کی قربانی میں جب سات آدمی شریک ہوں تو ان سب شرکاء کا مسلمان ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ساتوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ تو اگر ایک کافر مشرک قبر پرست وغیرہ چھ مسلمانوں کے ساتھ قربانی میں شامل ہو جائے تو قربانی قبول ہو جائے گی یا نہیں؟

عبدالغفار درھاری خطیب جامع اہلحدیث

چک نمبر ۲۵/۱ ای۔ بی ضلع منٹگمری (ساہیوال)

جواب: ہر جان ایک ہے چاہیئے تھا۔ ایک گائے ایک ہی کی طرف سے قربانی ہو۔ کیونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قربانی خون بہانے کا نام ہے۔ گوشت کے اصول کا نام قربانی نہیں وہ تو انسان خود ہی کھا لیتا ہے۔ اور جان بکری دنبہ گائے اونٹ کی ایک ہے۔ پس سات کے قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ اس لئے اس میں شریک بھی ایک ہی قسم کے ہونے چاہئیں۔ یعنی سب مسلمان ہوں مشرک نہ ہوں۔ اور سب کی نیت قربانی کی ہو۔ ان میں سے کسی کی نذر کی یا عقیقہ وغیرہ کی نہ ہو۔ اس لئے عقیقہ کے سات حصے ہونے پر شبہ ہے۔ کیونکہ عقیقہ کے متعلق حدیث میں صراحت نہیں آئی اور قربانی کے متعلق صراحت آگئی ہے کہ سات کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

**خلاصہ** یہ کہ جو بات شریعت میں قیاس کے خلاف ہو۔ وہ اسی مقام پر بند رہتی ہے۔ کیونکہ جب علت معلوم نہیں تو اس کا حکم دوسری جگہ کس طرح جاری ہو سکتی ہے۔

**سوال نمبر ۱۲:** قربانی کا جانور خرید کر خریدار کا اس میں اپنا حصہ رکھنا۔

ایک شخص بیس ۲۰ روپے سے قربانی کے لئے جانور خرید کر لایا اس میں ایک حصہ اپنا رکھ لیا۔ اور باقی چھ حصے بقیمت تیس ۳۰ روپے باقی چھ حصہ داروں کے پاس فروخت کر دیئے۔ اپنی قربانی بھی کر لی اور فائدہ دنیاوی بھی اٹھا لیا۔ یہ جائز ہے کہ نہیں؟

**جواب:** قربانی نام ہے اللہ تعالیٰ کے لئے خون بہانے اور جان دینے کا اور یہ شے واحد ہے اس کے حصے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ ایک شخص کی نیت گوشت کی ہو اور چھ شخصوں کی نیت قربانی کی ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ کیونکہ خون بہانے اور جان دینے کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ محض اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خلاف قیاس ایک شے کو سات کے قائم مقام کر دیا۔ اور جو بات خلاف قیاس ہوتی ہے وہ اپنے محل پر بند رہتی ہے۔ اب جو شخص قربانی کا جانور خریدتا ہے۔ اگر خریدنے کے وقت اس کی نیت اس میں حصہ رکھنے کی نہ تھی بلکہ خیال تھا کہ یہ سارا جانور منافع پر فروخت کر دوں گا۔ پھر اس کی قیمت پڑ گئی مثلاً بیس ۲۰ روپے کو خریدا تھا۔ تیس ۳۰ روپیہ قیمت پڑی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چھ یا سات حصے پورے ہو گئے۔ ابھی مجلس سے جدا نہیں ہوئے کہ اس کا خیال ہوا کہ ایک حصہ میں رکھ لوں۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے سات شخص ایک جانور خرید کر قربانی کریں۔ یا ایک شخص کے گھر کا جانور تھا اس میں ایک حصہ اپنا رکھ لیا۔ اور اگر خریدنے کے وقت یا خریدنے کے بعد سودا ہونے سے پہلے اس کی نیت اس جانور میں حصہ رکھنے کی ہو گئی۔ تو اس کے حصہ پر منافع نہ ہوا۔ اور چھ حصوں پر منافع ہوا۔ تو یہ تقسیم کی صورت پیدا ہو گئی۔ اس لئے یہ درست نہ ہو گی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ خالص عمل کو قبول کرتا ہے۔ اس شخص کی نیت میں خلوص نہیں۔ کیونکہ پہلے اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ میرے حصے کے پیسے مجھ پر نہ پڑیں۔ دوسروں سے وصول کر دوں گا۔ گویا ظاہر باقی حصوں پر منافع لگاتا ہے۔ اور درحقیقت اپنا فروخت کرتا ہے۔ پس ایسے شخص کے عمل میں خلل آگیا۔ اس لئے ناجائز ہے۔

**سوال نمبر ۱۳:-** ایک شخص نے قربانی کا جانور خرید رکھا ہے۔ سال بھر پہلے اس کی تقدیراً ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اس کی قربانی جائز ہے کہ نہیں۔

**جواب:-** لنگڑے کی قربانی سے حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ اس لئے جائز نہیں۔ قربانی کے وقت کو پہنچ کر لنگڑا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۔

یعنی اپنے سروں کو نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ یا حلال ہونے کے وقت کو نہ پہنچ جائے۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب قربانی حلال ہونے کے وقت کو پہنچ جائے تو وہ ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا ہو ہی گئی۔ اگرچہ دیدہ دانستہ قربانی ذبح ہونے سے پہلے سر منڈانا جائز نہیں لیکن کوئی غلطی سے منڈا لے تو قربانی میں خلل نہیں آتا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب الحلق صـ۲۳۲ میں صراحتاً آیا ہے جس کی وجہ یہی ہے کہ قربانی وقت کو پہنچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی ہوئی کے شمار میں ہے۔ پس ایسی حالت میں اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ مثلاً عید پڑھنے کے بعد سینگ یا ٹانگ ٹوٹ جائے۔ تو یہ قربانی کو مضر نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ذبح کے وقت گرانے سے یا دبانے سے کوئی نقصان پہنچ جائے۔ بعض کا خیال ہے کہ جب جانور قربانی کے نامزد ہو جائے۔ تو پھر عیب پیدا ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ لیکن اول تو اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ دوم لازم آتا ہے کہ زیادہ بیمار ہو کر ذبح تک نوبت پہنچ جائے۔ تو قربانی ہو جائے حالانکہ وقت سے پہلے قربانی کا کوئی بھی قائل نہیں۔ نیز جو لوگ حج کو قربانیاں ساتھ لے جاتے ہیں۔ اگر کوئی قربانی راستہ میں رہ جائے تو اس کو ذبح کر کے لوگوں کے لئے یعنی مساکین کے لئے چھوڑ دے۔ اور یہ اس کے رفقاء سے کوئی نہ کھائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وقت سے پہلے قربانی نہیں بلکہ صدقہ ہے۔ اگر قربانی ہوتی تو نہ مساکین کے لئے خاص ہوتی۔ اور نہ اس کو اور اس کے رفقاء کو رکاوٹ ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ضروری قربانی ہو تو اس کے عوض اس کو اور کرنی پڑتی ہے۔ اگر نفلی ہو تو پھر وہی کافی ہے۔

چنانچہ ترمذی میں ہے

کیونکہ نفلی محض زیادہ ثواب حاصل کرنے کی خاطر کی جاتی ہے تو ثواب خدا تعالیٰ دے دیتا ہے جیسے رمضان میں عمرہ کرنے سے حج کا ثواب مل جاتا ہے۔ مگر حج کا فرض ادا نہیں ہوتا۔ اس طرح وقت سے پہلے قربانی کا ثواب مل جاتا ہے قربانی نہیں ہوتی

نیز بہت سے لوگ چھوٹی عمر کا جانور لے کر قربانی کے لئے نامزد کر دیتے ہیں تو کیا باوجود چھوٹی عمر کے وہ قربانی سمجھ لیا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ پس صحیح یہ ہے کہ وقت سے پہلے قربانی نہیں ہوتی اور جب قربانی نہ ہوئی تو اس میں جو عیب پیدا ہوا وہ قربانی بننے سے پہلے پیدا ہوا۔ پس وہ ایسا ہو گیا جیسے قربانی خریدنے سے پہلے عیب ہو۔

اگر کہا جائے کہ جانور قربانی کے لئے نامزد کرنے سے قربانی نہیں بنتا تو پھر نامزد کرنے کے بعد اپنے کسی اور مصرف میں استعمال اس کا جائز ہونا چاہیئے تو اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب یہ ہے کہ نامزد کرنے کے بعد یہ جانور معلق ہوجاتا ہے۔ اگر قربانی تک پہنچ گیا تو قربانی بن گیا۔ اگر درمیان اس کے دن پورے ہو گئے تو صدقہ بن گیا۔ جیسے ابھی حدیث سے معلوم ہوا۔ اس کو اپنے کسی اور مصرف میں نہیں لا سکتا۔

**سوال نمبر ۱۴** اگر قربانی کا جانور یوم النحر سے ایک دن پہلے بقضاء الٰہی مر جائے یا مرتے ہوئے کو ذبح کر لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ شریف قربانیاں بھیجیں اور جس کے ساتھ بھیجیں اس کو کہا کہ جو ان سے رہ جائے اسے ذبح کرکے چھوڑ دے۔ تُو اور تیرے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کھائے۔ (مشکوٰۃ باب الھدی)

اس حدیث کی شرح میں علماء نے لکھا ہے کہ یہ صدقہ ہے اس لئے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو منع کیا ہے۔ مطلب آپ کا یہ تھا کہ اس کو مساکین کے حوالے کر دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور وقت سے پہلے مساکین کا حق ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ

• رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید سے فارغ ہوتے ہی قربانیوں کا گوشت دیکھا تو فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔ (مشکوٰۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کا قربانی کا جانور عید سے پہلے مر جائے یا مرتے وقت ذبح کر لیا جائے اس کو نئی قربانی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ قربانی عید کے بعد ہوتی ہے پہلے نہیں۔

**سوال نمبر ۱۵** قربانی پہلے دن کرنی افضل ہے۔ لیکن اگر قربانی موجود ہو تو اس خیال سے دوسرے تیسرے یا چوتھے دن قربانی کرے کہ اگر میں نے آج ہی قربانی کر دی تو گوشت خراب ہو جائے گا کیونکہ پہلے دن بہت لوگ قربانی کرتے ہیں گوشت لینے کوئی نہیں آتا۔ قربانی باری باری کریں تاکہ گوشت کام آجائے۔ مثال کے طور پر ایک گاؤں میں اٹھارہ قربانیاں ہیں اور ایک ہی دن قربانی کریں تو لوگوں سے گوشت کھایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہیں جاتا۔ اگر روزانہ چار چار یا پانچ پانچ کرتے رہیں تو گوشت کئی دن کھایا جا سکتا ہے اب جو گوشت کی نیت دوسرے تیسرے چوتھے روز قربانی کرے گا۔ کیا اس کو افضلیت کا درجہ ملے گا یا نہیں؟ یا قربانی پہلے ہی دن افضل ہے۔ گوشت خراب ہو یا نہ ہو۔

**جواب** قربانی پہلے دن افضل ہے باقی دنوں میں جائز ہے۔ اگر جواز کے ساتھ کوئی اور چیز مل جائے تو باقی دنوں میں بھی افضل ہو سکتی ہے۔ مثلاً یہ نیت ہو کہ گوشت غریبوں میں تقسیم کیا جائے تاکہ ان کی کئی دن گذر اوقات ہو جائے۔ یا تیرہ تاریخ کو قربانی اس نیت سے کرے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تیرہ تاریخ کو بھی قربانی صحیح ہے تو ہو سکتا ہے کہ دوسرے دنوں میں بھی وہی فضیلت ہے جو پہلے دن ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضورؐ کو جائز پر عمل کرنے میں بھی فرض واجب کا ثواب ملتا تھا۔ کیونکہ آپ کے ذمہ تبلیغ ہے جو قول سے بھی ہوتی ہے اور فعل سے بھی ہوتی ہے۔ تبلیغ کی فضیلت مل کر رسول اللہ کا ثواب فرض واجب کے برابر ہو جاتا تھا۔ اس اصول سے قربانی کے باقی پہلے دن کے برابر ہو سکتے ہیں، پس صورت مسئولہ کو اس طرح سمجھ لیں۔ اور اگر اپنا ہی مفاد پیش نظر ہو تو اِنّما الاعمال بالنّیات کی بنا پر باقی دنوں میں قربانی جائز تو ہو سکتی ہے۔ مگر افضل نہیں۔

**سوال نمبر ۱۶** کتنے دن قربانی ہو سکتی ہے؟ با دلائل بیان فرمائیں۔

**جواب** قربانی دس۔ گیارہ۔ بارہ۔ تیرہ چار دن ہیں۔ منتقیٰ میں ہے۔
عن سلیمان بن موسیٰ عن جبیر بن مطعم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل ایام التشریق ذبح۔ رواہ احمد وھو للدار قطنی من حدیث سلیمان بن موسیٰ عن عمرو بن دینار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وعن نافع بن جبیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہٗ۔

ترجمہ۔ یعنی سلیمان بن موسےٰ نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ تمام کے تمام دن تشریق کے دن قربانی کے ہیں اور یہ حدیث دارقطنی میں سلیمان بن موسیٰ نے عمرو بن دینار سے اور نافع بن جبیر سے انہوں نے جبیر سے اور اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔ اور عید کے دن کے علاوہ گیارہ۔ بارہ۔ تیرہ تین دن ہیں۔ تو گویا قربانی تیرہ تاریخ تک جائز ہے۔ اس حدیث کے متعلق خیر المدارس کے مفتی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ کہ یہ حدیث منقطع ہے اور اس کے ثبوت میں بحوالہ نیل الاوطار علامہ ابن قیم کی عبارت نقل کی ہے۔

لا یثبت وصله

یعنی اس حدیث کا موصول ہونا ثابت نہیں۔

مگر مفتی صاحب نے یہاں خیانت کی ہے۔ ابن قیم کی جرح تو نقل کر دی مگر اس کا جواب نقل نہیں کیا۔ امام شوکانی نے لکھا ہے۔

ويجاب عنه بان ابن وصله وذكره صحيحه كما سلف

اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے اس حدیث کو موصول ذکر کیا ہے۔ اور اپنی صحیح اس کو روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ ابن القیم نے زاد المعاد جلد اول میں تیرھویں تاریخ کو قربانی کے جواز کی ایک وجہ یہ لکھی ہے۔ کہ حدیث ادخار (جس میں تین دن سے زیادہ گوشت کا ذخیرہ کرنا منع تھا) سے تیرھویں تاریخ کو ذخیرہ ثابت ہو گیا۔ تو تیرھویں کی قربانی کی ممانعت بھی نہ رہی۔ اور حضرت علیؓ کا یہ قول بھی اس کا موید ہے۔ کہ قربانی کے دن عید کا دن ہے اور تین دن اس کے بعد ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حسن بصریؒ۔ عطاءؒ بن ابی رباح۔ امام اوزاعیؒ۔ امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

خلاصہ یہ کہ جبیر بن مطعم کی حدیث قابل عمل ہے۔ خاص کر جب اس کے راوی ابن جریج بھی ہیں جو نہایت ثقہ ہیں۔ اور ابن قیم نے لکھا ہے۔ کہ منیٰ کے دنوں میں قربانی کا مسئلہ دو مختلف سندوں سے مروی ہے جو ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں۔ ایک جبیر بن مطعم کی روایت ہے اور دوسری اسامہ بن زید کی روایت ہے۔ جو بالواسطہ عطاء جابر سے روایت ہے۔ تو گویا جبیر بن مطعم کی حدیث کو جابرؓ کی حدیث سے بھی تقویت پہنچ گئی۔ پس یہ مسئلہ پختہ ہو گیا کہ تیرھویں تک قربانی جائز ہے۔

**سوال نمبر ۱۷** چرم قربانی کی قیمت اگر مساجد کی تعمیر و فرش وغیرہ میں لگائی جائے تو یہ درست ہے یا نہیں!

عبد العلیم جلدی دار العلوم عربیہ تنکرادہ ڈاک خانہ بنگواں ضلع گوڑگانواں

**جواب** قربانی کے چمڑے مساجد کی تعمیر وغیرہ میں نہیں لگ سکتے کیونکہ قربانی کے چمڑے قربانی کے گوشت کا حکم رکھتے ہیں اور ایک حدیث میں ہے۔

مَن باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ (ترغیب ترہیب ص ۱۸۹)

جس نے قربانی کا چمڑا فروخت کیا اس کی قربانی نہیں۔

پس جیسے گوشت فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد وغیرہ میں نہیں لگ سکتی۔ یہی حکم قربانی کے چمڑے کا ہے۔ ہاں قربانی کا گوشت اور اس کا چمڑا صدقہ کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو گوشت اور چمڑے جھولیں وغیرہ صدقہ کرنے کا امر فرمایا ہے۔ اب جس پر صدقہ کیا ہے۔ وہ جو مرضی ہو کرے خود کھائے، بیچے یا کسی اور استعمال میں لائے۔ اگر یہ فروخت کر کے قیمت مسجد میں دینا چاہے۔ تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جس پر صدقہ ہو وہ اس میں ہر طرح کا تصرف کر سکتا ہے۔ اور اس کا حکم پہلا نہیں رہتا۔ بلکہ بدل جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گویا جس پر صدقہ ہوا اس کی ملک میں آنے کے بعد اس کا حکم صدقہ کا نہیں رہتا۔ ٹھیک اسی طرح قربانی کو سمجھ لینا چاہیئے۔ قربانی وہیں تک قربانی ہے جب تک صدقہ نہیں کی جب صدقہ کو دی تو اب اس کا حکم وہی صدقہ والا ہے۔ یعنی جیسے صدقہ مسکین کی ملک ہوجاتا ہے اور وہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کرسکتا ہے خواہ کھائے یا بیچے۔ صدقہ کی طرح قربانی کا حکم ہے خلاصہ یہ ہے کہ صاحب قربانی کو فروخت کرکے بیچنے کی اجازت نہیں۔ مسکین کی جو مرضی ہے کرے۔ اگر اتفاقیہ صاحب قربانی نے قربانی کا چمڑا فروخت کرلیا ہو تو اس کی قیمت اس کو کھانی جائز نہیں ہے جیسے قربانی کا گوشت فروخت کرکے پیسے کھانے جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں قربانی کی بے حرمتی ہے۔ اور اس صورت میں قربانی قربانی نہیں رہتی بلکہ قصائی کی بکری کی طرح گوشت کی بکری بن جاتی ہے۔ اور نہ مسجد پر یہ پیسے لگ سکتے ہیں۔ کیونکہ مسجد میں بھی اس کا حق برابر کا ہے۔ تو گویا وہ پیسے پھر اس کے استعمال میں آئے۔ پس سوا اس کے کوئی صورت نہیں کہ ان کو صدقہ کردے۔ ہاں اگر چمڑہ قربانی فروخت کئے بغیر مسجد میں استعمال کرلیا جائے جیسے مسجد کے کنوئیں کا ڈول بنالیا جائے۔ یا نماز کے لئے مصلے بنالے تو اس کا کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے گوشت خود کھاتا ہے اور کھلاتا ہے۔

**سوال نمبر ۱۸** دو بکریاں قربانی کی نیت سے لائی جائیں۔ ایک قربانی کو دی جائے اور دوسری بکری بلا کسی عیب کے ارادۃً واپس کردی جائے۔ اس کی قربانی نہ کی جائے۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اگر اس جانور کی قیمت کے برابر رقم کسی مدرسہ مسجد، یتیم خانہ وغیرہ کار خیر میں دی جائے تو کیا قربانی کے حق سے سبکدوش ہوسکتے ہیں۔ اور اس کا ثواب قربانی کے برابر ہوسکتا ہے؟

منشی یوسف اینڈ سنز برہان پور سی۔ پی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**جواب** حدیث میں ہے۔

عن حکیم بن حزام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث معہ بدینار لیشتری لہ بہ اضحیۃ فاشتری کبشا بدینار و باعہ بدینارین فرجع فاشتری اضحیۃ بدینار فجاء بھا وبدینار الذی استفضل من الاخری فتصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالدینار فدعا لہ ان یبارک لہ فی تجارتہ۔

(رواہ الترمذی۔ وابوداؤد (مشکوۃ الشرکۃ)

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکیم بن حزام کو قربانی خریدنے کے لئے ایک دینار دے کر بھیجا۔ اس نے ایک دینار سے ایک دنبہ خرید کر اس کو دو دینار سے فروخت کر دیا۔ پھر ایک دینار سے ایک دنبہ خرید لیا۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دینار اور ایک دنبہ لے کر آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دینار صدقہ کر دیا۔ اور اس کے لئے تجارت میں دعائے برکت کی۔

منافع کا یہ دینار آپ نے اس لئے صدقہ کر دیا کہ یہ اس قربانی کے دینار سے حاصل ہوا تھا۔ جس کے قربانی میں صرف کرنے کی نیت کر چکے تھے۔

پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ جس شئے کی نیت لِلّٰہ ہو جائے۔ وہ گھر میں صرف نہیں ہو سکتی قربانی کا وقت چونکہ گزر گیا۔ اب ویسے صدقہ کر دے۔ اور اپنی کوتاہی کی بابت خدا سے معافی مانگے۔

مشکوۃ باب الہدی میں حدیث ہے۔ کہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سولہ قربانیاں دے کر ایک شخص کو مکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



معظمہ بھیجا۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! جانور راستہ میں رہ جائے اس کو کیا کروں؟ فرمایا ذبح کرکے اس کی نعلین خون میں رنگ کر اس کے منہ کے ایک طرف ڈال دے۔ (تاکہ لوگ قربانی سمجھ کر کھالیں۔) تُو اور تیرے ساتھیوں سے کوئی نہ کھائے۔

چونکہ یہ جانور قربانی کے لئے مقرر ہوچکا تھا۔ اس لئے یہ نہیں کہا کہ فروخت ہوسکے تو فروخت کر دے ورنہ ذبح کر دے۔ پس جو جانور قربانی کے لئے متعین ہو جائے وہ فروخت نہ کرنا چاہیئے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ قربانی سے پہلا وقت اور بعد کا وقت اس میں یکساں ہے۔ کہ دونوں قربانی کے وقت نہیں۔ پس جیسے قربانی کے وقت سے پہلے جانور کو ذبح کرکے لوگوں کے لئے چھوڑ دینے کا حکم ہے۔ خود یا اس کے ساتھی نہیں کھاسکتے۔ اسی طرح بعد کو کرنا چاہیئے۔ جانور ذبح کرکے لوگوں میں تقسیم کر دے۔ نہ خود کھائے نہ اپنے دوستوں کو کھلائے۔ اگر قربانی کا جانور غلطی سے فروخت کر دیا ہے تو اس کے پیسے صدقہ کر دے۔

**سوال نمبر ۱۹** قربانی کے گوشت کی تقسیم کا کیا حکم ہے۔ چونکہ ہماری طرف یہ رواج ہے کہ گوشت کے تین حصے کرکے دو حصے صاحبِ قربانی کو دیا جاتا ہے۔ اور ایک حصہ سردار اپنے پاس رکھتا ہے۔ بایں کیف جب کل بستی والوں کا گوشت جمع ہو جاتا ہے تب سردار جمع شدہ گوشت کو بستی کے امراء غرباء نیز محتاج برابر برابر کرتا ہے اب ایک شخص کہتا ہے کہ یہ تقسیم کی صورت جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فکلوا منها واطعموا البائس الفقير اور حدیث

کلوا وتصدقوا وادخروا

یعنی کھاؤ صدقہ کرو اور جمع کرو، سے تین حصے کرنا ثابت ہوا۔ مگر صورت مذکورہ اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ جمع شدہ حصہ کو اگر تم نے صدقہ کیا تو پھر واپس کیوں کیا۔ اگر صدقہ نہیں کیا تو حدیث کے خلاف ہے؟

**جواب:** اس طرح تقسیم کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس کو ہمیشہ کے لئے مقرر کرلینا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جیسے ایک شرعی حکم ہوتا ہے بدعت ہے۔ اور اپنا دیا ہوا واپس لینا صدقہ کی صورت میں حرام ہے۔ اور بقیہ صدقہ کے سردار کو کوئی حق نہیں کہ لے۔ کیونکہ وہ بیت المال کے متولی ہونے کی حیثیت سے لیتا ہے۔ اور بیت المال اس مجموعہ کا نام ہے جو شرعی طور پر لیا جائے۔

**سوال نمبر ۲۰** کیا جماعت قربانی کے چمڑے سال بھر آہستہ آہستہ مساکین پر خرچ کر سکتی ہے؟

**جواب** انفرادی طور پر تھوڑا تھوڑا خرچ کرنا درست نہیں۔ جماعتی بیت المال میں جمع کرا دیا جائے تو پھر جماعت کو اختیار ہے جس طرح چاہے خرچ کرے۔ کیونکہ چمڑا فروخت کر دیا جائے تو اس کی قیمت قربانی کرنے والا گھر نہیں رکھ سکتا۔ اگر تھوڑا تھوڑا خرچ کرنے کی صورت میں خدانخواستہ پہلے مر گیا تو اس کے ذمہ بوجھ رہ گیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ یک لخت دے۔ خواہ بیت المال میں دے یا کسی مسکین کو دے۔ بہر حال اپنے قبضہ سے نکال دے۔ چنانچہ زکوٰۃ کی بابت بھی یہی مسئلہ ہے۔ کہ اس کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔

**سوال نمبر ۲۱** کیا انجمن اسلامیہ بوجہ غربت مدرس مدرسہ اسلامیہ کی تنخواہ یا نادار اور غریب طلباء کی کتب اور خوراک وغیرہ یا جلسہ ہائے علماء میں قربانی کے چمڑوں کو خرچ کرنے کا شرعاً مجاز رکھتی ہے۔ اور مبلغین کو بطور ہدیہ کے چمڑہ ہائے قربانی دیے جا سکتے ہیں!

سائل: محمد عبد الرحمٰن سیکرٹری انجمن اہلحدیث
امین والا ڈاکخانہ دھرم کوٹ ضلع فیروزپور

**جواب** لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا. الآیۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس آیت سے پہلے صدقات کا ذکر ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ صدقات ان فقیروں کے لئے ہیں جو خدا کے راستے میں بند ہیں۔ زمین پر سفر نہیں کر سکتے۔ یعنی تجارت وغیرہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سفر کرنے سے دین کا کام بند ہو جاتا ہے۔

حدیث میں قربانی کے چمڑوں کی بابت صدقہ کرنے کا حکم آیا ہے۔ اور اس آیت میں صدقات کے مستحق یہ لوگ بتلائے جاتے ہیں۔ جو فی سبیل اللہ محصور ہیں۔ ان طالب علم۔ مدرسین۔ مبلغین بھی شامل ہیں۔

سوال کی صورت میں جن لوگوں کا ذکر ہے۔ ان پر قربانی کے چمڑے لگ سکتے ہیں۔

## سوال نمبر ۲۲

کیا بھینسا (کٹا) قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

## جواب

قرآن مجید پارہ ۸ رکوع ۴ میں ہے۔ بہیمۃ الانعام کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ دنبہ۔ بکری۔ اونٹ۔ گائے۔ بھینس ان چار میں نہیں۔ اور قربانی کے متعلق حکم ہے۔ بہیمۃ الانعام سے ہو۔ اس بنا پر بھینس کی قربانی جائز نہیں۔ ہاں زکوٰۃ کے مسئلہ میں بھینس کا حکم گائے والا ہے۔ جیسے گائے تیس راس ہو جائیں اور وہ باہر چرتی ہوں۔ ان کا چارہ قیمتاً نہ ہو۔ ان میں ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی۔ اسی طرح بھینس میں جب ان کی گنتی تیس ہو۔ وہ باہر چرتی ہوں ان کا چارہ قیمتاً نہ ہو۔ تو ایک سال کا بچہ یا بچی زکوٰۃ ہے۔

(موطا امام مالک باب ماجاء فی صدقۃ البقر)

یاد رہے کہ بعض مسائل احتیاط کے لحاظ سے دو جہتوں والے ہوتے ہیں۔ اور عمل احتیاط پر کرنا پڑتا ہے۔ ام المومنین سودہؓ کے والد زمعہ کی لونڈی سے زمانہ جاہلیت میں عتبہ بن ابی وقاص نے زنا کیا۔ لڑکا پیدا ہوا جو اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا۔ زانی مرگیا۔ اور اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کر گیا کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ اس کو اپنے قبضہ میں کر لینا۔ فتح مکہ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص نے اس لڑکے کو پکڑ لیا۔ اور کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ زمعہ کے بیٹے نے کہا یہ میرے باپ کا بیٹا ہے۔ لہٰذا میرا بھائی ہے۔ اس کو میں لوں گا۔ مقدمہ دربار نبوی میں پیش ہوا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الولد للفراش وللعاهر الحجر

(مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول)

یعنی اولاد بیوی والے کی ہے۔ اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ یعنی وہ ناکام ہے۔ اور اس کا حکم سنگسار کیا جانا ہے۔

بچہ سودہ کے بھائی کے حوالے کر دیا جو حضرت سودہ کا بھی بھائی بن گیا۔ لیکن سودہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا۔ اس سے پردہ کرے کیونکہ اس کی شکل وصورت زانی سے ملتی جلتی تھی جس سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ زانی کے نطفہ سے ہے۔

اس مسئلہ میں شکل وصورت کے لحاظ سے تو پردہ کا حکم ہوا۔ اور جس کے گھر میں پیدا ہوا۔ اس کے لحاظ سے اس کا بیٹا بنا دیا۔ گویا احتیاط کی جانب کو ملحوظ رکھا۔ ایسا ہی بھینس کا معاملہ ہے۔ اس میں بھی دونوں جہتوں میں احتیاط پر عمل ہوگا۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں احتیاط ہے۔ اور قربانی نہ کرنے میں احتیاط ہے۔ اس بنا پر بھینسے کی قربانی جائز نہیں۔ اور بعض نے جو یہ لکھا ہے۔ القاموس ـــ نوع من البقر یعنی بھینس گائے کی قسم ہے یہ بھی اسی زکوٰۃ کے لحاظ سے صحیح ہو سکتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۷ اپریل ۱۹۶۴ء فتاوی اہلحدیث ج ۲ ص ۴۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**الجواب** مولانا عبدالقادر حصاری

اقول وباللہ التوفیق

ماہ ذی الحج قربانی کا مہینہ ہے۔ فریضہ حج کے بعد افضل عمل اضحیہ یعنی ذی الحج کا دسویں، گیارھویں، بارھویں، تیرھویں تاریخ تک اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بہیمۃ الانعام میں سے کسی حیوان کا ذبح کرنا ہے۔ جو دانتا ہو۔ لفظ بہیمۃ الانعام اگرچہ سب چارپایوں پر بولا جاتا ہے مگر عرف شرع میں ثمانیۃ ازواج وہ آٹھ جوڑے مراد ہیں جن کا ذکر سورہ انعام میں ہے۔ یعنی بھیڑ میں سے دو نر و مادہ۔ بکری میں سے دو نر و مادہ۔ اونٹ میں سے دو نر و مادہ۔ گائے میں سے دو نر و مادہ۔ یہ آٹھ جوڑے مشہور ہیں۔ ان کی بابت قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔

ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام

یعنی یاد کریں نام اللہ تعالیٰ کا بیچ دنوں معلوم کے اوپر اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو اللہ تعالےٰ نے چارپایوں میں سے پلے ہوؤں میں سے۔

تفسیر ابن کثیر جلد سوم میں اس آیت پر لکھا ہے۔

یعنی الابل والبقر والغنم کما فصلہا تعالیٰ فی سورۃ الانعام ثمانیۃ ازواج۔

اس کا مطلب وہی ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔ اسوۂ حسنہ کے تعامل سے بھی یہی ثابت ہے۔ یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعامل سے بھی یہی ثابت ہے۔ علاوہ ازواج ثمانیہ کے کسی حیوان کی قربانی ثابت نہیں ہے۔

تحفۃ الودود ص ۲۵ میں ہے۔

قد اجمع العلماء انہ لا یجوز فی العقیقۃ الا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ما يجوز في الضحايا من الازواج الثمانية الا من شذ ممن لا يعد قوله خلافا ۔

یعنی علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ عقیقہ میں بھی وہی جانور مشروع ہیں جو قربانی میں مشروع ہیں ۔ اور وہ ازواج ثمانیہ ہیں ۔ کوئی شاذ و نادر اس کے خلاف کہتا ہے جو ناقابل اعتبار ہے ۔

تلخیص الحبیر جلد دوم صـ ۲۴۸ میں ہے ۔

لم يوثر عن النبي صلے الله عليه وسلم ولا عن الصحابة التضحية بغير الابل والبقر والغنم

یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغیر اونٹ، گائے اور غنم (بکری) کے کسی قسم کے حیوان کی قربانی کرنا منقول نہیں ہے ۔

غنم کی تین قسمیں ہیں ۔

بکرا، دنبہ، بھیڑ تینوں پر غنم کا اطلاق ہوتا ہے اور تینوں عہد نبوی میں قربان کئے گئے ہیں ۔ اور اونٹ اور گائے بھی باوجود کمیاب ہونے کے قربانی کی گئی ہے ۔ لیکن گھوڑا اور بھینسا قربانی کرنا ثابت نہیں ہے ۔

مرعاۃ المفاتیح جلد دوم صـ ۳۵۳ میں ہے کہ بغیر ثمانیۃ ازواج کسی حیوان کی قربانی نہیں ہے ۔

ولانه لم ينقل عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا عن الصحابة رضى الله عنهم التضحية بغير الابل والبقر والغنم الاهلية ۔

مطلب وہی ہے جو اوپر گذر چکا ہے ۔

جاموس (بھینس) کی قربانی میں اختلاف علماء کا ذکر کر کے فرماتے ہیں ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



والاحوط عندی ان یقصر الرجل فی الاضحیۃ علی ماثبت بالسنۃ الصحیحۃ عملا وقولا وتقریرا ولا یلتفت الی مالم ینقل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن الصحابۃ والتابعین رضی اللہ عنہم

یعنی احتیاط اسی میں ہے کہ ہر شخص قربانی میں انہی جانوروں پر اقتصار رکھے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ اور عہد نبویؐ میں ان پر تعامل ہوا ہے۔ اور قول وفعل اور تقریر سے ان کا ثبوت ہے۔ اور ان جانوروں کی قربانی کا خیال نہ کیا جائے جن کا ذبح کرنا، قربانی کو زمانہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرامؓ اور تابعین سے ثابت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قربانی صرف ان جانوروں کی مسنون ہے جو ازواج ثمانیہ ہیں۔ باقی گھوڑے۔ مرغ۔ بھینسا اور وحشی جانوروں کی قربانی سنت کے خلاف ہے

ابن ماجہ میں حدیث ہے۔

فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی۔

یعنی جو شخص میری سنت پر عمل نہ کرے وہ میری جماعت سے خارج ہے۔

اور مشکوٰۃ میں حدیث ہے۔ چھ شخصوں پر لعنت آئی ہے۔ ان میں سے چھٹا یہ ہے والتارك لسنتی یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو میری سنت کا تارک ہے وہ ملعون ہے۔

بالآخر اہلحدیث (اہل سنت) بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ سنت پر عامل ہوں۔ اور خلاف سنت سے بچیں۔ فقط۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مولانا حصاری کا مکتوب

"تنظیم اہلحدیث ۱۷ اپریل ۱۹۶۴ء میں بھینسے کی قربانی پر حضرت العلام محدث روپڑی کا مذکورہ بالا فتوے شائع ہوا تو مولانا عبدالقادر حصاری نے حضرت العلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا جو تنظیم اہلحدیث ۲۶ جون ۶۴ء میں شائع ہوا۔ اور وہ یہ ہے۔

محترم المقام حضرت العلام مولانا حافظ صاحب محدث روپڑی۔

ادام الباری شریف حیاتہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد و فاقول وباللہ التوفیق۔

آپ کے مجتہد اور جامع العلوم ہونے کا بندہ پہلے ہی معترف ہے۔ مگر گذشتہ پرچہ جلد ۱۶۔ شمارہ ۲۴۔ ۱۷ اپریل ۶۴ ۱۹ء میں بھینسا کی قربانی کے فتویٰ میں آپ نے حدیث زمعہ سے اجتہاد فرما کر زکوٰۃ اور قربانی میں احتیاطی صورت میں جس طرح مدلل کیا ہے وہ آپ کے مجتہد مطلق ہونے پر بین دلیل ہے۔ اور ہمیں فخر ہے کہ ہماری جماعت میں بفضلہ تعالیٰ مجتہد موجود ہیں۔

اس مسئلہ پر مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی نے مرعاۃ المفاتیح میں لکھ حنفیہ کی اس دلیل کا جواب دیا ہے مگر وہ حنفیہ کے استدلال کا جواب دینے سے قاصر رہے ہیں۔ جاموس بقر کے حکم میں ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ اس سے ملحق کر کے لی جاتی ہے۔ حضرت حسن بصری کا قول پیش کیا ہے۔ آپ نے جو جواب دیا ہے۔ اس سے حنفیہ کا اعتراض اور استدلال رفع ہو گیا ہے۔ فللہ الحمد۔ فقط۔

تنظیم اہلحدیث جلد ۲۶

۲۱/۲۸، ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ ۶/۱۳، دسمبر ۱۹۷۴ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# خاتمہ

## کیا تکبیرات عیدین میں ہاتھ باندھنے چاہئیں یا نہیں

## نمازِ عیدین کے متفرق مسائل

**سوال نمبر ۱:** تکبیرات عیدین میں ہاتھوں کو باندھے رہنا چاہیئے۔ یا چھوڑ دینا چاہیئے؟

**جواب:** اس بارے میں کوئی حدیث نظر سے نہیں گذری مگر صحیح حدیثوں سے عیدین کے سوا باقی تمام نمازوں میں بعد تکبیر تحریمہ کے ہاتھوں کو باندھنا ثابت ہے۔ پس ظاہر یہی ہے کہ نماز عیدین میں بھی بعد تکبیر تحریمہ کے ہاتھوں کو باندھ لینا چاہیئے۔ اور علماء حنفیہ وغیرہم بھی تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ لینے کو کہتے ہیں اب رہا یہ کہ ہاتھوں کو باندھ لینے کے بعد تکبیراتِ زوائد میں ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہیئے یا باندھے رہنا چاہیئے؟

اس سلسلہ میں واضح ہو کہ اثنائے تکبیراتِ نماز میں ہاتھوں کو چھوڑ دینے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بنا بریں ہاتھ باندھے ہی رہنا چاہیئے۔ فقہاء حنفیہ نے جو یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ جس قیام میں ذکر مسنون ہو اس میں ہاتھوں کو باندھنا چاہیئے۔ اور جس قیام میں ذکر مسنون نہ ہو اس میں ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور اسی قاعدہ کی بناء پہ کہتے ہیں کہ اثنائے تکبیرات میں چونکہ ذکر مسنون نہیں ہے۔ اسی لئے اثناء تکبیرات میں ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ تو حنفیہ کا یہ قاعدہ کسی دلیل صحیح سے ثابت نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بلکہ یہ قاعدہ خود ان کے عمل سے متروک ہے۔ کیونکہ قومہ میں ذکر مسنون ہے۔ مگر خود حنفیہ بھی قومہ میں ہاتھوں کو نہیں باندھتے بلکہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ جس قیام ذکر طویل ہو اس میں ہاتھوں کو باندھنا چاہیئے۔ اور جس میں طویل نہ ہو اس میں نہ باندھنا چاہئیں۔ اور چونکہ قومہ میں ذکر طویل نہیں ہے اس لئے اس میں ہاتھوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو انہیں اس تفریق کو کسی دلیل سے ثابت کرنا چاہیئے۔ جب تک یہ تفریق کسی دلیل صحیح سے ثابت نہ کی جائے تب تک یہ تفریق ہرگز قابل تسلیم نہیں ہوسکتی۔ ہذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

## کیا تکبیروں کے درمیان وقفہ کرنا چاہیئے؟
## اور کیا اس وقفہ میں کچھ پڑھنا چاہیئے؟

**سوال نمبر ۲:** تکبیرات عیدین میں ہر تکبیر کے بعد کچھ وقفہ کر کے دوسری تکبیر کہنا چاہیئے۔ یا چاروں تکبیروں کو مسلسل لگاتار کہنا چاہیئے۔ اور اگر وقفہ کرنا چاہیئے تو کس قدر۔ اور وقفہ میں کچھ پڑھنا چاہیئے یا نہیں۔ اور اس بارے میں ائمہ اربعہ کا کیا مذہب ہے؟۔

**جواب:** اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نظر سے نہیں گذری۔ ہاں حضرت ابن مسعودؓ سے بسند قوی ثابت ہے۔ کہ وہ ہر دو تکبیروں کے درمیان بقدر ایک آیت کے جو نہ بہت بڑی ہو اور نہ چھوٹی وقفہ کرتے تھے۔ اور وقفہ کرنے کو کہتے تھے اور اسی طرح حضرت حذیفہ، اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے تلخیص الحبیر میں ہے۔

ویقف بین کل تکبیرتین بقدر قراءۃ اٰیۃ لا طویلۃ و قصیرۃ ھذا لفظ الشافعی وقد روی مثل ذالک عن ابن مسعود قولا و فعلا قلت رواہ الطبرانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



والبیہقی موقوفاً وسندہ قوی وفیہ عن حذیفۃ وابی موسیٰ مثلہ۔ انتہٰی۔

اور امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں ابن مسعودؓ کا ایک اثر نقل کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر دو تکبیر کے درمیان وقفہ کرتے اور وقفہ میں تہلیل و تکبیر کہتے تھے۔ مثلاً علامہ علاؤالدین نے اس کی سند کے بعض راویوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور بعض راویوں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ان کا حال معلوم نہیں اور سنن کبریٰ ملتی نہیں ہے کہ اس میں اس اثر کی سند دیکھی جائے۔ اور اس کی جانچ کی جائے۔ پس معلوم نہیں کہ اس روایت کی سند کیسی ہے۔ اور ابن مسعودؓ کے اس اثر کو اثرم نے بھی روایت کیا ہے مگر اس کی سند کا بھی حال معلوم نہیں کہ کیسی ہے۔ اور اس بارے میں آئمہ اربعہ کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ تکبیراتِ عیدین کے درمیان وقفہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ مسلسل و لگاتار کہنا چاہیئے۔ جیسا کہ رکوع اور سجود میں تسبیحات کہی جاتی ہیں۔ اور ان دونوں اماموں کی دلیل یہ ہے کہ تکبیراتِ عیدین میں ذکر مشروع ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوتا جیسا کہ تکبیروں کا کہنا منقول ہے۔ اور امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ ہر دو تکبیر کے درمیان وقفہ کرنا چاہیئے۔ اور وقفہ میں تہلیل و تکبیر کہنا چاہیئے۔ اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ کن لفظوں سے تہلیل و تکبیر کہی جائے۔ اکثر شافعیہ کہتے ہیں کہ اس طرح کہنا چاہیئے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر

اور بعض کہتے ہیں کہ اس طرح کہنا چاہیئے۔

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وھو علی کل شیٔ قدیر ۔

اور حنابلہ کہتے ہیں کہ اس طرح کہنا چاہیئے ۔

اللہ اکبر کبیرًا والحمدللہ کثیرًا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلاً وصلی اللہ علی محمد النبی وسلم تسلیمًا کثیرًا ۔

امام احمدؒ کی دلیل وہی ابن مسعودؓ کا اثر ہے ۔ اور غالبًا امام شافعیؒ کی بھی وہی اثر ہوگا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

نیل الاوطار میں ہے ۔

قد وقع الاختلاف ھل المشروع الموالاۃ بین التکبیرات صلوٰۃ العیدین او الفصل بینھما بشیٔ من التحمید والتسبیح ونحو ذالک فذھب مالک وابوحنیفۃ والاوزاعی الی انہ یوالی بینھما کا التسبیح فی الرکوع والسجود قالوا لانہ لو کان بینھما ذکر مشروع لنقل کما نقل التکبیر وقال الشافعی انہ یقف بین کل التکبیرتین یھلل ویمجد ویکبر واختلف اصحابہ فیما یقولہ بین التکبیرتین فقال الاکثرون یقول سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ۔ وقال بعضھم لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر وقیل غیر ذالک ۔

اس بارہ میں اختلاف ہے کہ نماز عید کی تکبیروں کے درمیان وقفہ کر کے اس میں تسبیح کہنی چاہیے ۔ یا نہ کہنی چاہیے ۔ امام مالکؒ ۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اوزاعیؒ کی رائے ہے کہ تکبیروں کے درمیان وقفہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ بغیر وقفہ کے مسلسل تکبیریں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ان تکبیروں کے درمیان کچھ پڑھنا درست ہوتا تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ضرور کوئی حدیث اس بارہ میں منقول ہوتی ہے جیسے کہ تکبیرات کے بارہ میں منقول ہے۔

اس کے برعکس امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تکبیرات میں وقفہ کرنا چاہیئے۔ اور اس وقفہ میں تہلیل و تحمید و تکبیر کہی جائے۔ لیکن اس تہلیل و تحمید اور تکبیر کے بارہ میں اصحاب الشافعی مختلف ہیں۔ اکثر کہتے ہیں کہ وہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر ہے۔ اور کچھ اس کے علاوہ اور بھی الفاظ کا ذکر کرتے ہیں۔

علامہ شیخ منصور بن ادریس حنبلی "کشاف القناع" میں لکھتے ہیں۔

(ویقول بین کل تکبیرتین) ن ائدیتین (اللہ اکبر کبیرًا والحمد للہ کثیرًا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا وصلی اللہ علی محمد النبی وآلہ وسلم تسلیما کثیرًا) لما روی عن عقبۃ بن عامر قال سئلت ابن مسعود عما یقوله بین تکبیرات العید قال یحمد اللہ ویثنی علیه ویصلی علی النبی صلے اللہ علیه وسلم ثم یدعو ویکبر الحدیث۔ وفیه فقال حذیفۃ وابو موسیٰ صدق ابو عبد الرحمٰن رواہ الاثرم وحرب واحتج به احمد ولانها تکبیرات حال القیام فاستحب ان یتخللها تکبیرات کتکبیرات الجنازۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کہ دو تکبیروں کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

اللہ اکبر کبیرًا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ و اصیلا الخ۔ کیونکہ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے دریافت کیا کہ نماز عید ادا کرنے والا دو تکبیروں کے درمیان کیا کہے تو آپ نے فرمایا اللہ کی حمد کرے اس کی ثنا کرے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر دعا مانگے اور تکبیر کہے۔ اور اسی روایت میں ہے کہ یہ سن کر حضرت حذیفہ اور ابو موسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ نے درست جواب دیا ہے۔ اور امام احمدؒ نے بھی اسی روایت سے تکبیرات میں وقفہ کرنے اور وقفات میں پڑھنے پر استدلال کیا ہے۔

**الحاصل**:۔ تکبیراتِ عیدین کے درمیان وقفہ کرنے اور اس میں کچھ پڑھنے اور ذکر کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں ہے۔ ہاں ابن مسعود سے بسند قوی ثابت ہے کہ وہ ہر دو تکبیرات کے درمیان بقدر ایک آیت کے وقفہ کرتے تھے۔ اور حذیفہؓ اور ابو موسیٰؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کیا تکبیرات کہتے وقت رفع یدین کرنی چاہیئے یا نہیں؟

**سوال نمبر ۳**:۔ تکبیراتِ زوائد میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے یا نہیں؟

**جواب**:۔ تکبیراتِ زوائد میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہیں ہے۔

ھکذا قال فی عون المعبود (ص ۴۴۸ ج ۱) و اما رفع الیدین فی تکبیرات العیدین فلم یثبت فی حدیث صحیح مرفوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وانما جاء فی ذالک اثر انتقی ما قال

سوال نمبر ۴ :- امام ابوحنیفہؒ - امام شافعیؒ اور امام احمدؒ یہ تینوں امام تکبیراتِ زوائد میں رفع یدین کے قائل ہیں۔ پس یہ لوگ یا ان کے مقلدین رفع یدین کے اثبات میں کوئی حدیث مرفوع پیش کرتے ہیں - یا نہیں. اگر پیش کرتے ہیں تو وہ.. صحیح و قابل احتجاج ہے یا نہیں؟ اور اس سے تکبیرات زوائد میں رفع یدین کرنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب :- ہاں ان آئمہ کے مقلدین رفع یدین کے اثبات میں دو حدیثیں مرفوع پیش کرتے ہیں. مگر دونوں ضعیف ہیں۔ اور دونوں میں سے کسی سے تکبیرات زوائد میں رفع یدین کرنا ثابت بھی نہیں ہوتا.

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں .

ویرفع یدیہ فی تکبیرات العیدین لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن و ذکر من جملتها تکبیرات الاعیاد -

یعنی تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا چاہیئے - اس واسطے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رفع یدین نہ کیا جائے . مگر سات جگہوں میں اور انہیں سات جگہوں میں سے تکبیرات عیدین کو بھی ذکر کیا .

صاحب ہدایہ کے سوا اور فقہائے حنفیہ بھی اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں. مگر یہ حدیث ضعیف ہے - حوالہ کے لئے دیکھئے تخریج ہدایہ ، اور باوجود ضعیف ہونے کے اس حدیث سے تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا ثابت بھی نہیں ہوتا - کیونکہ اس حدیث میں تکبیرات عیدین کا ذکر ہی نہیں ہے

حافظ زیلعی تخریج ہدایہ صفحہ ۲۰۰ ج ۲ میں لکھتے ہیں -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قلت تقدم فی صفة الصلوٰة و لیس فیہ تکبیرات العیدین ۔

یعنی یہ حدیث باب صفۃ الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے ۔ مگر اس میں تکبیرات عیدین کا کہیں ذکر نہیں ۔

اور بعینہٖ یہی بات علامہ ابن الہمام حنفی فتح القدیر میں لکھتے ہیں ۔ کہ

تقدم الحدیث فی باب صفة الصلوٰة و لیس فیہ تکبیرات الاعیاد ۔

ایک تو یہی حدیث مرفوع تھی جس کی بابت آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس کی حقیقت کیا ہے ۔ اب دوسری حدیث سنیئے ۔ امام بیہقی سنن کبریٰ میں لکھتے ہیں ۔

باب رفع الیدین فی تکبیرات العید ۔

یعنی تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کا باب ۔

پھر ابن عمرؓ کی ایک حدیث روایت کی ہے جس میں تکبیر تحریمہ اور رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر ہے ۔ اور اس حدیث کے آخر میں یہ جملہ مذکور ہے ۔

و یرفعهما فی کل تکبیرة یکبرها قبل الرکوع

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رکوع سے قبل ہر تکبیر میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے ۔

مگر یہ حدیث بھی ضعیف ہے ۔ کیونکہ اس کی سند میں بقیہ واقع ہیں اور یہ مدلس و ضعیف ہیں ۔ اور باوجود ضعیف ہونے کے اس جملہ کے ساتھ یہ متفرد ہیں ۔ ان کے سوا کوئی اور اس جملہ کو روایت نہیں کرتا ہے ۔ اور اس کے ساتھ اس جملہ سے تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا ثابت بھی نہیں ہوتا ۔ کیونکہ اس جملہ کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرنے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کے لئے تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے۔ اور امام بیہقی نے بھی باب السنۃ فی رفع الیدین کلما کبر للرکوع میں اس جملہ کا یہی مطلب سمجھا ہے۔ کیونکہ اس باب میں بھی اسی حدیث کو ذکر کیا ہے۔ پس اس جملہ کو تکبیراتِ عیدین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر اس جملہ کا یہ مطلب لیا جائے کہ رکوع سے پہلے آپ جتنی بھی تکبیریں کہتے تھے ان میں رفع یدین کرتے تھے جیسا کہ بیہقی نے "باب رفع الیدین فی تکبیر العیدین" میں سمجھا ہے۔ تو یہ جملہ تکبیراتِ عیدین کو بھی شامل ہوگا۔ مگر اس مطلب کے متعین ہونے پر کوئی دلیل ہونی چاہیئے اور بدون متعین ہونے کے اس سے استدلال صحیح نہیں۔

لانہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

کیونکہ جب کسی چیز میں احتمال کی گنجائش نکل آئے تو اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

علامہ علاؤالدین جوہر النقی ص ۲۴۵ میں لکھتے ہیں۔

وھذہ العبارۃ لم تجئ فی ما علمنا الا فی ھذہ الطریق وجمیع من روی ھذا الحدیث من ھذہ الطریق لم یذکر واھذہ العبارۃ انما لفظھم واذا اراد ان یرکع رفعھما ونحو ھذا من العبارۃ وھذا اللفظ الذی وقع فی ھذا الباب من طریق بقیۃ یحتمل وجھین احدھما ارادۃ العموم فی کل تکبیرۃ تقع قبل الرکوع ویندرج فی ذالک تکبیرات العیدین و الظاھر ان البیھقی فھم ھذا فی ھذا الباب والثانی ارادۃ العموم فی تکبیرات الرکوع لا غیر وانہ کان یرفع فی جمیع تکبیرات الرکوع کما ھو المفھوم من الفاظ بقیۃ الرواۃ والظاھر ان ھذا ھو الذی فھما لبیھقی فیما مضیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فقال باب السنة فی رفع الیدین کلما کبر للرکوع وذکر حدیث بقیة هذا فعلی هذا یندرج فیه تکبیرات العیدین فان اريد الوجه الاول وهو العموم الذی یندرج فیه تکبیرات العیدین فعلی البیهقی فیه امران احدهما الاحتجاج بمن هو غیر حجة لو انفرد ولم یخالف الناس فکیف اذا خالفهم والثانی انه اذا احتج به ودخلت تکبیرات العیدین فی عمومه لاحاجة الی هذا القیاس الذی حکاه عن الشافعی وان ارید الوجه الثانی وهو العموم فی تکبیرات الرکوع لاغیر لم یندرج فیه تکبیرات العیدین فسقط الاستدلال به ووقع الخطا من الراوی حیث ارادتکبیرات الرکوع لا غیر فاتی بعبارة تعم تکبیرات الرکوع وغیرها والظاهر ان الوهم فی ذالك من بقیة - انتهی -

الحاصل ابن عمرؓ کی اس حدیث سے بھی تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**سوال نمبر ۵:-** یہ تو معلوم ہوا کہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوع سے ثابت نہیں ہے۔ نہ صحیح سے نہ ضعیف سے۔ اب سوال یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین کرنا ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت ہے تو کون کون صحابیؓ سے؟

**جواب:-** بیہقی کی ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرتے تھے۔ مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں ابن لہیعہ واقع ہیں جن کا ضعیف و ناقابل احتجاج ہونا مشہور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تلخیص الحبیر ص۱۴۵ میں ہے۔

قوله عن عمر انه كان يرفع يديه فى التكبيرات رواه البيهقى وفيه ابن لهيعة۔

یعنی حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے اور اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں۔ اور علامہ ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں۔

وكان ابن عمر مع تحريه للاتباع يرفع يديه مع كل تكبيرة

یعنی ابن عمرؓ باوجود اس کے کہ وہ اتباع سنت کا بہت خیال رکھتے تھے عیدین کی ہر تکبیر میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

مگر علامہ ممدوح نے نہ اس اثر کی سند لکھی ہے اور نہ اس کے مخرج کا نام بتایا ہے اور ہم کو باوجود تلاش کے نہ اس کی سند معلوم ہوئی اور نہ اس کے مخرج کا پتہ لگا۔ پس معلوم نہیں کہ اس اثر کی سند کیسی ہے صحیح ہے یا ضعیف۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور علامہ شیخ منصور ابن ادریس حنبلی کشاف القناع میں لکھتے ہیں۔

عن عمر انه كان يرفع فى كل تكبيرة فى الجنازة والعيد وعن زيد كذالك رواهما الاثرم۔

یعنی حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ جنازہ اور عید کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے اور زید سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ان دونوں روایتوں کو اثرم نے روایت کیا ہے۔

مگر علامہ شیخ منصور نے ان دونوں اثروں کی سند نقل نہیں کی۔ پس معلوم نہیں کہ ان دونوں اثروں کی سند کیسی ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**الحاصل** حضرت عمرؓ کا اثر جس کو امام بیہقی اور اثرم نے روایت کیا ہے اس کی سند کا حال معلوم نہیں اور اسی طرح ابن عمرؓ اور زیدؓ کے اثر کی سند کا حال معلوم نہیں۔ اور اگر یہ آثار صحیح بھی فرض کر لئے جائیں تو بھی حجت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ صحابہ کے افعال ہیں، اور افعال بھی ایسے کہ جس میں قیاس و اجتہاد کو دخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**سوال نمبر ۶** :- حضرت ابن عمرؓ بہت بڑے متبع سنت تھے۔ اتباع سنت میں آپ کا تشدد مشہور ہے۔ پس ظاہر یہی ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ اور آپ کا تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا اتباعاً للسنۃ ہوگا؟

**جواب** :- بے شک حضرت ابن عمرؓ بہت بڑے متبع سنت تھے۔ مگر آپ کے بہت بڑے متبع سنت ہونے سے یہ لازم نہیں کہ آپ کا ہر فعل اتباعاً للسنۃ ہی ہو۔ دیکھئے آپ وضو میں پیر دن کو سات سات بار دھوتے تھے۔ کیا آپ کا یہ فعل بھی اتباعاً للسنۃ تھا۔ اگر آپ حضرات ابن عمرؓ کے افعال کا تتبع کریں گے تو ایسی متعدد مثالیں آپ کو ملیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**سوال نمبر ۷** :- حنفیہ اور شافعیہ اور حنابلہ تکبیرات عیدین کے رفع یدین کے ثبوت میں دونوں حدیثیں اور آثار مذکورہ بالا کے سوا کوئی اور بھی دلیل پیش کرتے ہیں؟

**جواب** :- یہ لوگ اس بارہ میں کوئی اور دلیل احادیث مرفوعہ یا آثار صحابہ پیش نہیں کرتے۔ ہاں قیاسات البتہ پیش کرتے ہیں۔ شافعیہ تکبیرات عیدین کے رفع یدین کو رفع یدین عند القیام وعند الرکوع وعند الرفع من الرکوع پر قیاس کرتے ہیں۔ اور حنابلہ تکبیرات جنازہ کے رفع یدین پر قیاس کرتے ہیں۔ مگر ان قیاسات کی صحت غیر مسلم ہے۔ اور بر تقدیر صحت ان قیاسات کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ابو یوسف سے مروی ہے کہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیئے۔
علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

تقدم الحدیث فی باب صفۃ الصلوٰۃ ولیس فیہ تکبیرات الاعیاد واللہ اعلم فما روی عن ابی یوسف انہ لا ترفع الایدی فیہا لا یحتاج فیہ الی القیاس علی تکبیرات الجنائز بل یکفی فیہ کون المتحقق من الشرع ثبوت التکبیر ولم یثبت الرفع فیبقی علی العدم الاصلی (یعنی حدیث) لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن۔

باب صفۃ الصلوٰۃ میں حدیث گذر چکی ہے۔ اور اس میں تکبیرات عیدین کا ذکر نہیں ہے۔ پس ابو یوسف سے جو یہ مروی ہے کہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین نہ کیا جائے۔ اس میں تکبیراتِ جنازہ پر قیاس کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ اس میں یہی کافی ہے۔ کہ شریعت سے نماز عیدین میں تکبیر کہنا ثابت ہے۔ اور رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہے۔ پس رفع یدین عدم اصلی پر باقی رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ انتہی بلفظہ۔

منقول از قول السدید مطبوعہ اشرف
پریس لاہور۔
مصنفہ امام الہند مولانا عبد الرحمان رح
مبارکپوری محدث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# عقیدۂ حیات

عقیدۂ حیات عیسٰی بن مریم علیہما السّلام کے بارے میں میرے مسلکی جماعتی دوست مشتاق احمد ساکن نبی پور پیراں ضلع شیخوپورہ کو کچھ وجوہات کی بنا ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے اپنی تسلّی کے لئے وقت کے فاضل اور مشہور ترین علمائے اہلحدیث سے سوالات کئے جو آگے آرہے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اہل علم شخصیتوں نے سائل مذکور کو مطمئن کیا۔ ان سوالات کے جوابات کتاب و سُنّت کی روشنی میں خوب وضاحت سے دیئے۔ ان بزرگوں سے اکثر حضرات اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنّت کی بہاریں نصیب فرمائے۔ بندہ راقم آثم نے چاہا۔ ان سوالات کو مع جوابات شائع کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ آنے والی نسل کو فائدہ پہنچائے سائل اور اکابر علماء کے لئے اور ناشر کے لئے باقیات الصّالحات میں شامل فرمائے۔ موجودہ حضرات اور آنے والی نسل کو اللہ تعالےٰ اس عقیدے پر قائم رکھے۔ آمین۔

طالب الدعوات

محمد یوسف بانی جامعہ کمالیہ عزت عام دارالحدیث

منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# سوالات متعلقہ
# مسئلہ حیات عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

محترم حضرت مولانا حافظ محمدؒ صاحب گوندلوی المتوفی رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ
سابق امیر جمعیت اہلِ حدیث ــــ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

براہِ کرم مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات قرآن مجید اور حدیث کی روشنی میں دیکر ممنون فرمائیں۔ تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہوکر باعثِ رحمت ونجات ہو۔ والسلام۔

سوال ۱: کیا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

۲۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے؟

۳۔ کیا نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی احادیث صحیح ہیں؟

۴۔ کیا عیسیٰ بن مریم دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے؟

۵۔ کیا حیاتِ عیسیٰ بن مریم عقیدے کا مسئلہ ہے؟

۶۔ کیا حیات عیسیٰ بن مریم نہ ماننے سے ایمان میں خلل واقع ہوتا ہے؟

۷۔ کیا جو شخص حیاتِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا قائل نہ ہو تو اسے امام بنانا درست ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۸۔ کیا حیاتِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی کوئی واضح آیت ہے ؟

۹۔ کیا حدیث میں نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے متعلق نزول من السماء کے الفاظ صحیح ہیں ؟

۱۰۔ کیا جو شخص حیاتِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا منکر ہو، اس پر کفر کے الفاظ بولے جا سکتے ہیں۔

۱۱۔ کیا مہدی اور دجال کی حدیثیں صحیح ہیں۔

۱۲۔ کیا مہدی اور دجال کی آمد برحق ہے ؟

۱۳۔ کیا جو شخص مہدی اور دجال کی حدیثوں کا انکار کرے تو اس کے ایمان میں خلل واقع ہوتا ہے ؟

بینوا وتوجروا

سائل، مشتاق احمد نبی پور پیراں ضلع شیخوپورہ

ستمبر ۱۹۷۱ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی

المتوفی ۱۴۰۵ھ ہجری رمضان المبارک

## مضمون فتویٰ

جواب نمبر ۱-۲ :- حضرت عیسیٰ علیہ السلام قطعاً دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اور اب آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ ! عیسیٰ علیہ السلام ضرور آئیں گے، اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔

۴- نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث اوّل درجہ کی صحیح ہیں۔ بلکہ متواتر ہیں۔

۵- صحیح بات یہی ہے۔ کہ یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام زندہ ہیں ۔

۶- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات نہ ماننے سے مذکورہ بالا عقیدے کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

۷- جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کا انکار کرتا ہے، اس کا عقیدہ درست نہیں۔ اس کو امام نہیں بنانا چاہیئے۔

۸- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق یہ آیت بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزا حکیما وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته صریح ہے۔

۹- نزول من السماء کا لفظ کتاب الاسماء والصفات بیہقی میں بسند صحیح موجود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔

۱۰۔ جو شخص دوبارہ مسیح علیہ السلام کی آمد کا منکر ہو۔ اس پر کفر کا فتویٰ صادر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں۔ اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔

۱۱ - ۱۲ - مہدی کی احادیث میں اختلاف ہے۔ کہ صحیح ہیں یا ضعیف۔ مگر صحیح بات یہ ہے۔ کہ صحیح ہیں۔ اور دجال کی احادیث اوّل درجہ کی صحیح ہیں۔

۱۳۔ دجال کی احادیث سے انکار کرنے میں ایمان میں خلل آتا ہے۔

العبد

محمد گوندلوی گوجرانوالہ

## جناب حضرت العلامہ احسان الٰہی صاحب ظہیر شہید مارچ ۱۹۸۷ء

ایم، اے، ایم، او، ایل، فاضل مدینہ یونیورسٹی، مدیر "ترجمان الحدیث" لاہور، تحریر فرماتے ہیں۔

مجھے حضرت الامیر، امام المحققین، مرکزی جمعیت اہلِ حدیث مغربی پاکستان کے ہر حرف سے اتفاق ہے۔

احسان الٰہی ظہیر

چینیانوالی ــــــ لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جوابات :-

## حضرت مولانا احمد الدین صاحب گکھڑوی

المتوفیٰ ۱۹۷۳ء

نزولِ مسیح علیہ السلام کے متعلق اکثر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ دیکھو صحاح ستہ، مشکوٰۃ اور تفسیر ابنِ کثیر وغیرہ۔

ایک حدیث معانی الاخبار میں وارد ہے۔ جس کو انور شاہ دیوبندی حنفی نے نزولِ مسیح علیہ السلام میں ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب امام اسحاق بن راہویہ کی ہے اس نے اس کا اسناد بھی ذکر کر دیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انکر نزول المسیح فقد کفر من انکر ظہور المہدی فقد کفر ومن لم یرض بقضائی فلیطلب ربا سوائی (حدیث)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مسیح کے نزول کا انکار کرے وہ کافر ہو گیا۔ اور جو شخص مہدی کے ظہور کا انکار کرے وہ بھی کافر ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت خدا فرماتا ہے۔

جو شخص میری قضا کے ساتھ راضی نہیں ہوتا، اس کو چاہیئے میرے سوا کے دوسرا رب بنا لے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ نزولِ مسیح کا منکر کافر ہے۔ اسی طرح ظہور مہدی کا منکر بھی۔ فافہم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم مالهم بذالك من

علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينًا بل رفعه الله اليه... الخ

"بل" اضرابی ہے۔ چونکہ اس کی پیشتر کی کلام منفی ہے۔ اور بعد کی کلام مثبت ہے۔ اس لیئے اس کو بل اضرابی کہا جاتا ہے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ اپنی طرف اٹھایا ہے! اور ہے اللہ غالب حکمت والا"

دلیل نمبر ۱۔ "رفع" کا صلہ جب اِلیٰ آجائے، تو مرفوع جسم کے ساتھ اٹھایا جاتا ہے۔ خواہ وہ جسم زندہ ہو یا مردہ۔

صحیح بخاری میں ہے۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید ہوئے۔ رفع الی السماء آسمان کیطرف اٹھایا گیا۔ ثم وضع۔

پھر بخاری، مسلم اور مشکوٰۃ وغیرہ میں ہے۔ رفع الصبی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سب حوالہ جات سے ثابت ہے۔ کہ رفع کا صلہ جب اِلیٰ آجائے تو مرفوع کو بجسدِ عنصری اٹھایا جاتا ہے۔

لغت میں ہے "رفعت الی السلطان" کہنے والا کہتا ہے۔ میں اس کو بادشاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیطرف اٹھا کر لے گیا. فافہم.

دلیل نمبر۲:- وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ.

حضرت ابوہریرہؓ نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی حضور اکرم فرماتے ہیں والذی نفس محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ لینزلن فیکم عیسی بن مریم حکما وعدلا.....

اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، البتہ ضرور تم میں عیسٰی بن مریم نازل ہو گا۔ بحالیکہ حکم کرنے والا اور انصاف کرنے والا۔

صحیح مسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ او والذی نفسی بیدہ لینزلن بن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا۔ او یبعثن بھما۔

قسم نمبر۲:- واللہ لینزلن فیکم ابن مریم...... (مشکوٰۃ باب نزول عیسٰی بخاری شریف)

قال ابوھریرۃؓ فاقرؤا ان شئتم ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ

ابوہریرہؓ کے یہ کہنے پر کسی صحابیؓ نے اعتراض نہیں کیا۔ پس یہ صحابہ کا اقراری اجماع ہے۔ ایک زمانہ آنے والا ہے، کوئی اہل کتاب نہیں رہے گا، مگر ضرور ایمان لائے گا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ، اس کی موت سے پہلے۔ یہ آیت ببانگ دہل کہہ رہی ہے کہ جب حضرتِ عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے۔ تو ان کے مرتے سے پہلے ہر اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا۔

یعنی بعض لوگوں نے اس آیت کی یہ توجیح بھی کی ہے۔ کہ ہر اہل کتاب جب نزع میں ہوتا ہے۔ تو اپنے مرنے سے پہلے عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مگر یہ توجیح غلط اور باطل ہے۔ بعض مفسرین نے اس کو لکھ دیا ہے مگر صحیح نہیں فافہم۔

دلیل نمبر ۳۔ سورہ آل عمران، مائی مریم کو مسیح کی پیدائش سے پیشتر خوشخبری دیتے ہیں۔ وہ بچہ جو تجھے ملے گا اللہ تعالیٰ اس کو یعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ اس عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث سکھلائے گا۔ اور تورات وانجیل بھی بتائے گا۔ قرآن میں جہاں کہیں الکتاب والحکمۃ معرف باللام آتا ہے۔ اس سے مراد قرآن اور حدیث ہوتی ہے۔ اس آیت نے خبر دے دی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث سکھائے گا۔ آیت نے ثابت کر دیا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث سکھلائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی دنیاوی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کوئی قرآن وحدیث نہیں سکھایا۔ بروزِ محشر خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائیں گے۔

اذ علمتك الکتاب والحکمۃ اے عیسیٰ یاد رکھ کہ جب میں نے تجھے قرآن وحدیث سکھایا۔ (سورہ مائدہ)

ان آیات سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں بوقت نزول ان کو اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث سکھائے گا۔

دلیل نمبر ۴۔ یکلّم الناس فی المهد وکهلا۔ (سورہ آل عمران)

عیسیٰ علیہ السلام نے شیرخوارگی کی حالت میں فرمایا "میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ نے کتاب دی۔ اور نبی کیا۔ (سورہ مریم)

اور مجھے اللہ نے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔

**قادیانی اعتراض** آپ کے عقیدہ کے مطابق آسمان پر مسیح نماز تو پڑھتا ہوگا۔ زکوٰۃ کس کو منی آرڈر کرتا ہوگا۔ کیونکہ فرشتے تو زکوٰۃ کے محتاج نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ تو عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کی زبردست دلیل

**الجواب:** ہے جب عیسیٰ علیہ السلام شیر خوارگی کی حالت میں کہہ رہے تھے۔ تو اس حالت میں آپ نہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور نہ زکوٰۃ ادا کر رہے تھے۔ (سورۃ مریم)

نماز وقت پر ادا کی جاتی ہے، اسیطرح زکوٰۃ بھی۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ تو بہت مال جمع ہو جائے گا۔ تو اس وقت ہاتھ بھر کر عوام کو مال دیں گے۔ یہ ان کی زکوٰۃ ہے۔

دلیل نمبر ۵۔ قال اللہ لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ ولا الملئکۃ المقربون۔ (سورہ نساء پ۶)

بالن ناصبہ جو ہے۔ یہ مستقبل نفی کا معنی دیتا ہے۔ جیسے کہ کتب صرف اور نحو میں مذکور ہے۔ پس بموجب اس کے عیسیٰ علیہ السلام کو اگر کوئی شخص بندہ کہے گا۔ تو وہ اس کو سن کر عار نہیں سمجھیں گے۔ جیسے فرشتے آسمان پر زندہ ہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر زندہ ہیں۔ ملائکۃ المقربون سے پہلا جملہ جو بالن ناصبہ سے شروع ہوتا ہے۔ اور معطوف علیہ ہے۔ اور دوسرا جملہ ملائکۃ المقربون معطوف ہے تو عیسیٰ علیہ السلام بلحاظ زندہ ہونے کے فرشتوں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ فافہم۔

عیسیٰ علیہ السلام شیر خوارگی کی حالت میں کلام کر رہے تھے۔ اسیطرح کہولت کی حالت میں بھی کلام کریں گے۔ ویسے تو عام بوڑھے کلام کرتے ہیں۔ تو شیر خوارگی میں جب کلام کیا تو خرق عادت ہے۔ تو بحالت کہولت یہ معنی ہوں گے۔ کہ بوقتِ وعدہ جب کلام کریں گے۔ تو یہ خرق عادت ہوگا۔ چونکہ عرصہ دراز کے بعد جب ان کی عمر ہوگی تو اس وقت کلام کریں گے۔ بوقت نزول۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دلیل نمبر۶:- اللہ کا قول انہ لعلم الساعۃ کی اس آیت سے پیشتر عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ اس کا ذکر وابستہ ہے۔ اس کے بعد فرمایا تحقیق وہ عیسیٰ علامت ہے قیامت کی ولا تمترن بہا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت ہے۔ اے انسان مت اس میں شک کر۔ قیامت کی علامتوں میں نزولِ عیسیٰ بھی ایک علامت ہے۔

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کے چوتھے حصے میں ایک آیت لکھی ہے۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ۔ عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں دوبارہ نازل ہوں گے تو اسلام شہرۂ آفاق میں پھیل جائے گا۔

مرزا جی نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ نازل ہونا ذکر کیا ہے۔

آیت نمبر ۲۔ عسیٰ ربکم ان یرحمکم علیکم ان عدتم عدنا الخ۔

اس آیت سے بھی مرزا جی نے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا استدلال کیا ہے۔

یہ مرزا جی کا صریح کذب ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ "میں نے براہین احمدیہ میں عام مسلمانوں کا رسمی عقیدہ ذکر کر دیا تھا"

حالانکہ یہ صریح کذب ہے۔ مرزا جی نے تو آیات سے استدلال کرتے ہوئے اس کو مدلل بنایا۔ مدلل بنانے کی صورت میں رسمی عقیدہ نہ رہا۔ اسی براہین و دیگر کتب وغیرہ میں ان کو الہام ہوتا ہے۔

الرحمٰن ٥ علم القرآن۔ مجھے خدا تعالیٰ رحمان نے قرآن سکھایا۔ یہ الہام بھی "براہین احمدیہ" میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پس سیکھنے کے باوجود بھی حیات عیسیٰ و نزول مسیح کے قائل رہے۔
اگر قرآن میں عیسیٰ کی موت کا ذکر ہوتا تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ از روئے قرآن عیسیٰ کی موت کا کوئی ذکر نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام قرآن میں تو نہیں مرتا۔ اگر مارا ہے۔ تو الہام سے مارا ہے۔

اعجاز احمدیہ" کے حاشیہ پر اردو میں لکھتے ہیں۔ کہ
بارہ سال مجھے الہام ہوتا رہا۔ کہ تو مسیح موعود ہے۔ پھر مجھے پتہ چلا۔ کہ وہ مسیح تو فوت ہو چکا، تو اس مسیح کی بجائے مرزا صاحب مسیح موعود بنے۔
پس مرزائیوں کا کوئی حق نہیں کہ وفات مسیح پر قرآنی آیات سے استدلال کریں۔

دلیل نمبر ۲:۔ آئینہ کمالات میں فرماتے ہیں۔ کہ یوحنا نبی مسیح کا مثیل تھا۔ پس جس طرح یوحنا مسیح کا مثیل تھا۔ اسی طرح میں مسیح کا مثیل ہوں"

فاقرؤا الانجیل بنظر عمیق ان فی ذالک عبرۃ للمسلمین
(آئینہ کمالات)

انجیل میں آتا ہے وارتفع الی السماء وھم ینظرون (انجیل مرقس کا اخیرا) یہ مرزا صاحب پر حجت ہے۔ پس مرزائیوں کا کوئی حق نہیں۔ کہ قرآنی آیات سے وفات مسیح پر استدلال کریں۔ کیونکہ جس صورت پر مرزا کو خدا نے قرآن سکھایا۔ باوجود قرآن سیکھنے کے حیات و نزول کا قائل تھا۔ اس کو قرآن میں کیوں خبر نہیں ہوئی کہ مسیح فوت ہو چکا ہے۔ (فافہم)

## دلائل مخالفین

۱۔ اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیک ورافعک ...... الخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اے عیسیٰ میں تجھے پورا پورا لینے والا ہوں۔ اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف)
لغت عرب میں توفی کا معنیٰ اخذ شیئی وافیا پورا پورا پکڑنا۔
توفی جنس ہے اور اس کے ماتحت دو انواع ہیں۔

۱۔ توفی بالنوم۔ والذی یتوفاکم باللیل (وہ خدا جو تمہیں رات کو فوت کر دیتا ہے۔

۲۔ توفی بالموت اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا۔ (اللہ تعالیٰ فوت کرتا ہے نفس کو اس کی موت کے وقت)
یہ توفی با موت ہوئی۔

والتی لم تمت فی منامھا۔ (اور وہ جان جو نہیں مری)
اس کی توفی نیند کے ساتھ ہوتی ہے۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق متوفیک کے معنیٰ منیمک آیا ہے۔ یعنی نیند میں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے آسمان پر اٹھایا۔ یہ ابن حزم کا قول ہے۔

اعتراض:۔ فعل توفی ہو اور اس کا فاعل اللہ تعالیٰ اور اس کا مفعول ذی روح ہو، تو اس کا معنیٰ مارنا ہوتا ہے۔

الجواب:۔ صحیح ابن حبان میں حدیث ہے جس کا مطلب یہ ہے۔
متوفی اللہ یوم القیامۃ کل نفس (اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر ایک کو پورا بدلہ دے گا۔)

۲۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر ایک رسول ہیں۔ تحقیق گذر گئے، ان سے پہلے بعض رسول۔
مخالفین الرسل کے الف لام کو استغراقی سمجھتے ہیں، کہ تمام رسول گذر گئے۔
یہ غلط ہے۔ الف لام کو استغراقی بنانے کی صورت میں فرشتے بھی آجاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس (اللہ فرشتوں اور انسانوں میں رسولوں کو چن لیتا ہے۔) استغراقی بنانے کی صورت میں فرشتوں کو بھی مُردہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ تو پھر ملک الموت بھی زندہ نہ رہے۔

پھر مخالف کی دلیل سے جب ملک الموت بھی مر گیا۔ تو ان کی جان کون نکالتا ہو گا۔ حالانکہ یہ بھی مرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ الف لام جنسی ہے۔ استغراقی نہیں۔ فافہم۔

اعتراض :- ما المسیح الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ نہیں ہے مگر مسیح ایک رسول، تحقیق اس سے پہلے رسول گذر چکے ہیں۔

استغراقی بنانے کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا عدم لازم آتا ہے۔ وھو محال۔

یہ آیت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ اس آیت میں مسیح کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ہر دو آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں۔

قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم (پس جس وقت تو نے مجھے پورا پورا اٹھا لیا، ان پر تو ہی نگہبان تھا۔)

کہا جاتا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، عیسیٰ علیہ السلام کو مُردوں میں دیکھ آئے تھے۔

جھوٹ ہے۔ سنن ابن ماجہ میں اور مسند امام احمدؒ میں باسناد صحیح حدیث موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں لما اسری بی لقیت ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جب مجھے شبِ معراج کی سیر کرایا گیا۔ تو میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو ملا۔) پس ان کے درمیان قیامت کی بحث شروع ہو گئی کہ قیامت کس سن میں آئے گی؟ اس کی تاریخ کیا ہے۔ پس انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کرنا چاہا۔ انہوں نے فرمایا۔ "مجھے اس کا کوئی علم نہیں"

موسیٰ علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کہہ دیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا؟ تو وہ کہنے لگے۔ "مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ تاریخ قیامت کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

ولکن اللہ عہد الی ان الدجال خارج فانزل فاقتلہ (دجال ظاہر ہونے والا ہے، میں اس کو نازل ہو کر قتل کر دوں گا۔) فافہم۔

کتاب الاسماء والصفات بیہقی میں حدیث ہے کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء۔

اس کو امام بیہقیؒ نے بخاری کیطرف منسوب کیا ہے۔ مخالف کہتا ہے۔ کہ بخاری میں من السماء کا لفظ ہرگز نہیں ہے۔

محدثین کی عادت ہے۔ کہ کبھی وہ حدیث کو مختصراً بیان کر دیتے ہیں جیسے کہ بخاری میں ہے۔ اور کبھی بالتفصیل بیان کرتے ہیں۔ اصل حدیث بخاری میں ہے۔ اور بیہقی میں بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔ فافہم۔

نزولِ مسیح کے متعلق اکثر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ دیکھو صحاح ستہ۔ مشکوٰۃ اور ابن کثیر وغیرہ۔

ایک حدیث معانی اخبار میں وارد ہے۔ جس کو انور شاہ دیوبندی حنفی نے نزولِ مسیح میں ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب امام اسحٰق بن راہویہ کی کتاب ہے، اس نے اس کا اسناد بھی ذکر کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انکر نزول المسیح فقد کفر من انکر ظہور المہدی فقد کفر ومن لم یرض بقضائی فلیطلب ربا سوائی (حدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسیح کے نزول کا انکار کرے۔ وہ کافر ہوگیا۔ اور جو شخص مہدی کے ظہور کا انکار کرے، وہ بھی کافر ہوگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت خدا فرماتا ہے۔ جو شخص میری قضاء کے ساتھ راضی نہیں ہوتا۔ اسے چاہیئے میرے سوا دوسرا رب بنالے)

اس سے صاف ثابت ہوا کہ نزولِ مسیح کا منکر کافر ہے۔ اسیطرح ظہور مہدی کا منکر بھی کافر ہے۔ (فافہم)

**سوال :۔** نزولِ مسیح کا واقعہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آجائیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں بن سکتے۔

**الجواب :** مسیح علیہ السلام کا نزول آپ کی ختمِ نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ عین موافق ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال پیشتر نبوت پا چکے تھے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا نبی ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کے لیئے آئے گا۔ جیسے ان کے نزول کی غرض وغایت دجال کو قتل کرنا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا بھی ہے۔ یہ اسلامی اصول ہے۔ جیسے ابن ماجہ میں ہے۔ " ہر نبی اپنے سے پیشتر نبی کی تصدیق کرتا ہے "

چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ختم تھی، لہذا ان کی تصدیق کرنے کے لیئے بھی مسیح آئے گا۔ جو پہلا نبی ہے۔

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوتا۔ تو آپ کی تصدیق کرتا چونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہونے کا نہیں ہے۔ لہٰذا پہلے نبی کو نازل کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرادی گئی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم نبوت کے یہ معنیٰ ہیں کہ:

آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ جو نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ جھوٹا ہوگا۔ جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی وغیرہ، نزولِ مسیح کو ختم نبوت کے خلاف سمجھنا محض جہالت، بدبودار، نادانی اور صریح کفر ہے۔

ایسے شخص کو جو مسیح کے نزول کا منکر ہے۔ اگر کہا جائے۔ کہ ختم نبوت کی حدیثیں بھی قابلِ اعتبار نہیں۔ جیسے کہ تو نزولِ مسیح کی تواتر احادیث کا انکار کرتا ہے۔ تو تیرے پاس سوائے خاموشی کے اس کا کیا جواب ہے؟ پھر جو تو نماز پڑھتا ہے، نماز، تکبیر تحریمہ اور ثناء اور فاتحہ اور رکوع و سجود میں وظیفے اور قومہ میں تسبیح و تحمید، درود، سلام وغیرہ بھی تو حدیثی نماز ہے۔ جسکا تو پابند ہے۔ اگر کوئی تیری طرح ان کا بھی انکار کرے۔ جیسے تو حیات و نزولِ مسیح کا انکار کرتا ہے۔ تو تیرے پاس سوائے خاموشی کے اس کا کیا جواب ہے۔ مطبوعہ صحیفہ اہلحدیث کراچی

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ اگست ۱۹۶۹ء

احمد الدین

گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فتویٰ

## حضرت مولانا عبدالقادر صاحب عارف حصاری

★★★★★★★★★★★★★★

المتوفیٰ ستمبر ۱۹۸۱ء

(حدیث)

قال رسول اللہ صلی اللہ واللہ لینزلن ابن مریم حکماعدلاً۔

(یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم بخدا ضرور ابن مریم حاکم عادل ہوکر نازل ہوں گے۔)

ان حدیثوں کے الفاظ اور ترجمہ بقدر حاجت کر کے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول ثابت کیا گیا ہے۔ یہ حدیثیں قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہیں۔ ان میں شارع علیہ السلام نے تین تاکیدیں بیان کر کے مسئلہ نزولِ مسیح علیہ السلام کو درجہ یقین تک پہنچا دیا ہے۔

اوّل تاکید :۔ قسم سے کردی ہے۔

دوسری تاکید :۔ لام تاکید کیساتھ ظاہر کردی ہے۔

تیسری تاکید :۔ نون ثقیلہ سے بیان کردی ہے۔

اب ترجمہ یوں ہوگیا کہ :

قسم بخدا ! ابن مریم علیہ السلام ضرور بضرور نازل ہوں گے۔ اور بیت اللہ کا حج کریں گے "

یہ خبر قسمیہ طور پر اس سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ جو صادق اور مصدوق ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اب جو شخص اس تسمیہ خبر کی تکذیب کرے۔ اور نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرے گا، اس کے قطعی کافر نہ ہونے میں شبہ نہ ہوگا۔

پھر حضرت ابوہریرہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق اور مزید تائید دوسری طرح سے کر دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ "قرآن شریف میں ہے۔ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (الآیۃ)

یعنی ابوہریرہؓ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمعِ صحابہؓ میں کہا کہ نزول مسیح کی تصدیق کے لیئے یہ آیت پڑھو، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے تمام اہل الکتاب ان پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔ یہ آیت اس حدیث کے ساتھ موقوفاً اور مرفوعاً چسپاں ہے۔

پس اب یہ دلیل، قرآن و حدیث صحیح، ہر دو طرح سے ثابت ہو گئی۔ جس کا انکار کفر بواح ہے۔ اب جو لوگ ایسی قطعی خبر اور حکم کے منکر کو کافر نہ کہیں گے، تو وہ خود بھی کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ قرآن و حدیثِ صحیح کے مصدق کو مومن نہ کہنا بھی کفر ہے۔

کتب عقائد سے یہ اصول ثابت شدہ ہے۔

نوٹ:۔ مکمل مضمون پڑھنے کے لئے صحیفہ اہلِ حدیث (پندرہ روزہ) کراچی یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۷۰ء شمارہ نمبر ۹، ص۱۷ تا ص۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

عبدالقادر حصاری
غفراللہ لہ الباری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فتویٰ

حضرت الاستاذ مولانا حافظ ابوالحسن محمد عبداللہ صاحب بڈھیمالوی المتوفی مئی ۱۹۸۷ء

شیخ الحدیث الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد

## الجواب واللہ الموفق للتصدق والصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن وحدیث سے یہی ثابت ہے۔ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ یہودیوں نے ان کو قتل کرنا، اور صلیب پر چڑھانا چاہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نجس ہاتھوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پاک کیا۔ اور اپنی طرف بلند کر لیا۔ اور تمام آئمہ سلف صالحین کا عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہیں۔ اور عرش آسمانوں کے اوپر ہے، لہذا لازم آیا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے لے جاتا ہے۔ تو اس کو آسمان ہی کیطرف لے جاتا ہے، اس کے بعد کسی آیت یا حدیث میں یہ نہیں آیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف سے نیچے اتار دیا ہے، لہذا ابھی تک تو ہمارا عقیدہ یہی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں اترے۔

۲۔ ہاں، دوبارہ ان کو [illegible] دنیا میں اسی زمین پر اتاریں گے۔ اور وہ دجال کو قتل کریں [illegible] نکاح کریں گے۔ اور حج کریں گے۔ اور جزیہ کو اتار دینگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


سب اہل کتاب مؤمن ہو جائیں گے، اور خنزیر کو بھی قتل کریں گے، اس کو کھانے والا کوئی نہ رہ جائیگا۔ سب مومن ہو جائیں گے۔

۳۔ ان کے دفن ہونے کے متعلق یہی آتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔ اور وہیں سے اٹھیں گے۔

۴۔ نزول والی احادیث صحیحین کی ہیں، ان کی صحت میں کسی متعد بہ محدث نے شک نہیں کیا۔

۵۔ اسی لیئے یہ مسئلہ عقیدے کا مسئلہ ہے۔ اس پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔

۶۔ جو شخص اس مسئلہ میں شک کریگا۔ اس کے ایمان میں خلل اور نقص لازم آئیگا۔

۷۔ لیکن یہ حدیث نزول والی حدیث سے کم درجہ کی ہے۔ اور صحیح عقیدہ والے امام کے ہوتے ہوئے ایسے شخص کو امام مستقل نہیں بنانا چاہیئے۔

۸۔ ہاں موجود ہے۔

۹۔ ہاں موجود ہے۔

۱۰۔ کفر دون کفر کا اطلاق ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں آنا بہت بڑی نعمت ہے۔ اور وہ اس نعمت کا انکاری ہے۔ پھر کافر کیسے نہ ہو۔ ایضاً صحیح حدیث میں بلاوجہ اور بلا قاعدہ محدثین محض اپنی ہٹ دھرمی سے شک ڈالتا ہے۔ بلکہ اس کا منکر ہے۔"

۱۱۔ ہاں صحیح ہیں، کوئی شک نہیں۔

۱۲۔ ضرور، اس کے ایمان میں بہت نقص ہے، بلکہ وہ اس سے بھی کچھ آگے نکل گیا ہے۔ صحیح حدیث کا منکر قریب الارتداد ہو گیا۔

الا ان یکون عندہ دلیل علیٰ عدم صحتہ۔ جو شخص مرزائیوں کو مسلمان سمجھتا ہے۔ وہ بے سمجھ اور حقیقت اسلام سے ناواقف ہے۔

العبد

حافظ ابوالحسن محمد عبداللہ بڈھیمالوی صدر مدرس جامعہ سلفیہ لائلپور ۲ مئی ۱۹۷۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## فتویٰ

## حضرت علامہ مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب مدظلہ العالی کمیرپوری پتوکی

المتوفیٰ جون ۱۹۸۹ء

۱۔ زندہ ہیں۔ قرآنی نص سے ان کا رفع جسمانی ثابت ہے۔ اور آیت ان من اھل الکتاب سے تفسیر نبوی کے مطابق ان کا زندہ ہونا اور دوبارہ آنا ثابت ہے۔

نیز۔ انہ لعلم للساعۃ اور احادیث نبویہ کے مطابق ان کا نزول علامات قیامت میں سے ہے۔

۲۔ دوبارہ تشریف لائیں گے، نزول مسیح علیہ السلام کی احادیث قریبًا متواتر ہیں۔

۳۔ جناب، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں دفن ہوں گے۔ آپ کے الفاظ۔ یدفن معی قبری اس کی واضح دلیل ہیں۔ اور روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی قبر کے لیئے خالی جگہ اس کا بیّن ثبوت ہیں۔
علاوہ ازیں یہ فقرہ حیات مسیح علیہ السلام پر دال ہے۔ کیونکہ ان کے دفن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صیغۂ مستقبل سے بیان کیا ہے۔ اور ان کی قبر کو اپنی قبر سے ملحق بتایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ملحق کا وجود ملحق بہ سے مؤخر ہوتا ہے۔

۴۔ نزول مسیح علیہ السلام کی احادیث صحیح ہیں۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان کو امام بخاری، مسلم نے صحیحین میں روایت کیا ہے جن کی صحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قطعی ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ کے الفاظ میں صحیحین کی احادیث کو صحیح نہ سمجھنے والا گمراہ ہے۔

۵۔ جی ہاں، یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔ اور آپ کی خبر کے وقوع پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ تو نزولِ مسیح علیہ السلام کی حدیث کو لائے ہی کتاب الایمان میں ہیں۔ یعنی انہوں نے اس عقیدے کو ایمانیات میں شامل فرمایا ہے۔ اسی طرح علمائے امت نے نزولِ مسیح کے مسئلہ کو عقائد کی کتابوں میں درج کیا ہے دیکھئے شرح فقہ اکبر، شرح عقائد نسفی اور عقیدۂ طحاویہ وغیرہ۔

۶۔ اس عقیدے کے نہ ماننے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔ کیونکہ اس کا انکار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی قطعی خبر کے انکار کے مترادف ہے۔

۷۔ ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں کیونکہ ایسا شخص خبرِ رسول کا مکذب ہے۔

۸۔ قرآن مجید کا مطالعہ لغتِ عرب اور احادیث نبویہ کی روشنی میں کیا جائے۔ تو حیاتِ مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ثابت ہے۔

۹۔ احادیثِ نزول میں من السماء کے الفاظ صحیح ہیں۔ امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں اپنی سند سے من السماء کے الفاظ لائے ہیں۔ اور وہ سند صحیح ہے۔ ویسے بھی عقیدہ رفع تسلیم کرنے کے بعد نزول سے مراد نزول من السماء تسلیم کرنا ضروری ہے۔

۱۰۔ حیاتِ مسیح علیہ السلام کا منکر گمراہ اور کفر کی زد میں ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ چند فلاسفہ اور ملاحدہ سے قطع نظر، اجماعِ امت اور تواتر سے ثابت ہے۔ ایسے عقیدہ کا انکار بڑا ہی خطرناک ہے۔

۱۱۔ دجال کی احادیث صحیح بخاری اور مسلم میں موجود ہیں۔ اور یہی ان کی صحت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ثبوت ہے اسی طرح مہدی کا مسئلہ احادیث سے ثابت ہے۔ ابوداود میں مہدی کے متعلق متعدد احادیث مذکور ہیں۔ صاحب عون المعبود نے ان احادیث کی نسبت فرمایا ہے۔ اسناد احادیث هؤلاء بین صحیح وحسن وضعیف۔

۱۲-۱۳۔ مہدی اور دجال کی آمد حق ہے۔ اور ان کا منکر صحیح احادیث سے ثابت شدہ خبر کا منکر اور گمراہ ہے۔

وانا العبد الاثیم المستملی
محمد ابراہیم المعروف حافظ کمیرپوری
پتوکی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فتویٰ

## خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری مدظلہ العالی

۱۔ عقیدۂ حیاتِ مسیح علیہ السلام سے متعلق صحیح احادیث مرفوعہ، متصل السند عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے وارد ہوئی ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ (۲) جابر بن عبداللہؓ (۳) نواس بن سمعانؓ (۴) عبداللہ بن عمرؓ (۵) حذیفہ بن اسیدؓ (۶) ثوبانؓ (۷) مجمعؓ (۸) ابوامامہؓ (۹) ابونضرہؓ (۱۰) سمرہؓ (۱۱) عبدالرحمٰن بن جبیرؓ (۱۲) ابوالطفیلؓ (۱۳) انس بن واثلہؓ (۱۳) عبداللہ بن سلامؓ (۱۴) عبداللہ بن عباسؓ (۱۵) عمارؓ (۱۶) ربیعؓ، الحسنؓ (۱۷) عمران بن حصینؓ (۱۸) عائشہ صدیقہؓ (۱۹) سفینہؓ (۲۰) حذیفہؓ (۲۱) عبداللہ بن مغفلؓ (۲۲) عبدالرحمٰن بن نمرہؓ (۲۳) ابوسعید خدریؓ (۲۴) اروہ بن رویمؓ (۲۵) کعبؓ (۲۶) امام جعفرؓ

وقت کی قلت کی بنا پر صرف صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی لکھنے پر اکتفاء کی گئی ہے اگر ضرورت پیش آئے تو بفضل خدا احادیث مبارکہ بھی تمام کی تمام دکھائی جاسکتی ہیں جن کا ملخص یہ ہے کہ:۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

۲۔ انشاء اللہ الرحمٰن عیسٰی علیہ السلام دنیا میں دوبارہ ضرور تشریف لائیں گے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com


صادق المصدوق خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے ۔

مَنْ اَدْرَكَ مِنْكُمْ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَلْيَقْرَءْ مِنِّي السَّلَامَ

جو کوئی تم میں سے عیسٰی علیہ السّلام کو پائے تو میری طرف سے اُسے سلام کہے ۔
اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام ضرور تشریف لانے والے ہیں ۔
مزید وضاحت کے لئے جواب نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں ۔

(۳) کتاب الوفاء ابن جوزی ملاحظہ ہو :
فرمانِ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہے : ۔

عن عبد اللہ بن عمرؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسٰی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولدُ لہ ویمکث خمسًا واربعین سنۃً ثم یموتُ فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی بن مریم فی قبرٍ واحدٍ بین ابی بکرؓ و عمرؓ

کس قدر واضح ارشادِ گرامی ہے تو گویا حضرت عیسٰی علیہ السّلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی حجرۂ اقدس میں دفن کئے جائیں گے ۔

(۴) نزولِ عیسٰی علیہ وعلیٰ نبینا السّلام کے متعلق احادیث صحیح میں ان میں بخاری ومسلم کی روایات بھی ہیں جو متفق علیہ ہیں ۔

(۵) مسئلہ حیاتِ مسیح کا شمار عقائد میں شامل ہے جس سے انکار پر کفر لازم آتا ہے ۔

(٦) کیونکہ یہ عقائد کے مسائل میں سے ہے ، اس لئے اس کا منکر کافر ہے اور یہی حل کافی ہے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۷ ۔ چونکہ وہ کافر ہے اس لئے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ۔ اس کی امامت ناجائز ہے ۔

۸ ۔ حیاتِ مسیح علیہ السّلام کے لئے ۔

بل رّفعہُ اللہ الیہ ۔

آیت مبارکہ ہی ایک ٹھوس دلیل ہے جو کافی ہے کیوں کہ اس رفع سے پیشتر حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی حیات ثابت ہے ۔

وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شُبّہ لھم ۔

پھر اسی حالت میں رفع آسمانی ہوا تو گویا آسمانوں میں ان کی حیات ایسے ہی ہے جیسے وہ اس واقعہ سے پہلے دنیا میں جی رہے تھے ۔ یعنی انسانوں جیسی زندگی ۔ چنانچہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے ۔

وھُو حیٌّ فی السّماء

اور یہ گویا اسی آیت ہی کی تشریح ہے کہ رفع تو اسی طرح زندگی کی حالت ہی میں ہوا ۔ اب ان کا حال کیا ہے ؟ کہ نہ تو سُولی پر چڑھائے گئے ۔ نہ قتل ہوئے بلکہ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے انہیں آسمانوں کی طرف اٹھا لیا ۔ اور وہ اسی حالت میں یعنی زندہ ہی آسمانوں میں رہ رہے ہیں ۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیف انتم انا نزل ابن مریم من السّماء فیکم واما مکم منکم (بیہقی ۔ کتاب الاسماء)

نزول سے مراد ۔ نزول من السّماء ہی ہے ۔

بخاری میں اسی لئے یہ لفظ نہیں ہے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چنانچہ امام بیہقیؒ خود فرماتے ہیں :۔

انما اراد نزولہ

من السماء بعد الرفع

۱۰۔ جو شخص حیاتِ مسیح علیہ السّلام کا قائل نہیں ہے، وہ کافر ہے چنانچہ مختلف علمائے کرام کے بے شمار فتاوے ہمارے پاس موجود ہیں اور ضرورت پر پیش بھی کئے جا سکتے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ :۔

حیاتِ مسیح علیہ السّلام کا منکر، کافر ہے :

۱۱۔ مہدیؑ اور دجّال کے بارے میں احادیث بالکل صحیح ہیں۔ بخاری اور مسلم میں بھی ان سے متعلق کافی روایات موجود ہیں۔

۱۲۔ مہدیؑ اور دجال کی آمد برحق ہے۔ اس کے متعلق کافی احادیث آئی ہیں۔ چنانچہ بخاری مسلم میں ابوہریرہؓ، حذیفہؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابوذرؓ، عمران بن حصینؓ، نواس بن سمعانؓ، ام شریکؓ، ابوسعید خدریؓ۔ ابی بکرؓ۔ اور ایک عجیب واقعہ دجّال سے متعلق مسلم شریف میں فاطمہ بنت قیسؓ سے مروی ہے جو تمیم داریؓ سے روایت ہے۔ ان تمام احادیث سے ثابت ہے کہ :۔

دجّال کی آمد برحق ہے۔

ملاحظہ ہو مسلم شریف :۔

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ قال فینزل عیسیٰ بن مریم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فیقول امیرھم تعالیٰ صلّ لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ علی ھٰذہ الامّۃ

اسی طرح فرمایا :۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

یعنی مہدی علیہ السّلام اور ابوداؤد کی روایت

عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃؓ۔

تو گویا مہدیؑ کی آمد بھی برحق ہے ۔

۱۳۔ منکرِ حدیث کافر ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محمد حسین شیخوپوری

۵/۵/۸۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فتویٰ

## حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی

بانی دارالحدیث رجسٹرڈ راجووال

مکرمی مولانا محمد یوسف صاحب ناظم دارالحدیث رجسٹرڈ منڈی راجووال

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

احادیث سے حیات مسیح ابن مریم علیہما السلام کے متعلق تسلی تشفی ہو چکی ہے۔ اب علماء تفاسیر اور مشہور اکابرین جماعت اہل حدیث کی تحریرات قلم بند کریں۔ تاکہ اس جہت سے بھی اطمینان ہو۔ شکریہ

سائلان:- محمد یونس احمد شاہ مشتاق احمد

ساکن نبی پور پیراں ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## الجواب بعون الوھاب

میرے عزیز بھائی مولوی محمد یونس، احمد شاہ و مشتاق احمد صاحبان

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم، خیریت جانبین مطلوب۔

محترم صرف صرف آپ کی عقیدت ہے۔ وگرنہ من آنم کہ من دانم تاہم تعمیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ارشاد کے لیئے خصوصاً بموجب فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نارٍ

کچھ مختصر تحریر کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے آمین!

جاننا چاہیئے کہ صحیح عقیدہ کو تمام اعمال میں جان اور روح کی حیثیت حاصل ہے۔ اگرچہ وجود میں جان ہے۔ تو تمام اعضاء کارآمد ہیں۔ مثلاً آنکھ دیکھے گی۔ ہاتھ پکڑیں گے۔ پاؤں چلیں گے۔ غرضیکہ تمام اعضاء اپنا اپنا کام کریں گے۔ اگر جان اور روح نہیں تو کوئی عضو کام نہیں کرے گا۔ عقیدہ کو انسان کے تمام اعمال میں یہی حیثیت حاصل ہے۔

اگر عقیدہ صحیح نہیں تو کوئی عمل بھی کارآمد نہیں۔ اور اگر عقیدہ صحیح ہے۔ تو ہر عمل کارآمد ہے۔ یعنی نماز، صدقہ، خیرات، حج وغیرہ بمنزلہ اعضاء ہیں۔ اور عقیدہ بمنزلہ روح ہے۔

اور مجمل عقیدہ:-

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور مفصل عقیدہ میں مختلف مسائل شامل ہیں۔ مثلاً۔ عقیدہ، آخرت، ختم نبوت اور حیات مسیح وغیرہ ہم تفصیل کے لیئے کتب عقائد کا مطالعہ ضروری ہے۔

## حیاتِ عیسیٰ بن مریمؑ

کے متعلق احادیث کی کتابوں میں تیس صحابہؓ سے چالیس حدیثیں صحیح غیر مجروح وارد ہیں۔ اور مرفوع متصل السند عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آئی ہیں۔ بخوف طوالت ان کو چھوڑتا ہوں۔ اسی بناء پر علمائے حق نے عقیدۂ حیاتِ مسیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



علیہ السلام کو اجماعی عقیدہ لکھا ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ۔

(یعنی جس پر میری امت کا اجماع ہوگا۔ وہ امر ضلالت نہیں ہوگا)

حجیت اجماع کے لیئے ضروری ہے وہ اجماعی امر قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔

حکیم الامت، حجت الہند حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ فانہم اتفقوا علی القول بالاجماع الذی مستند الکتاب والسنۃ والاستنباط من احدھما (جلد اول ص ۱۲۰ مطبوعہ مصر)

علمائے اہلِ سنت کا اس اجماع پر اتفاق ہے جس کی سند اصالۃً قرآن و حدیث میں موجود ہو۔ یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے مستنبط ہو۔

## عقیدہ حیاتِ مسیح علیہ السلام

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

کے متعلق اپنے ذاتی فتوی کے بجائے ملک کے مشہور ترین مرحومین، مفسرین، محدثین اور خاندانی علمائے عظام کے فتاوی ان کے اپنے الفاظ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اور ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کی مثال صادق آجائے گی۔ توقع ہے۔ کہ آپ اور احباب علاقہ اگر تعصب اور کبر سے بالاتر ہو کر غور سے پڑھیں گے۔ تو انشاء اللہ اطمینان ہوگا۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت، وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو حسبی نعم المولیٰ ونعم الوکیل ونعم النصیر۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فتویٰ

## حضرت مولانا صوفی محی الدین عبدالرحمٰن صاحب لکھوی

المرحوم المتعفی والمدفون بالمدینۃ المنورہ ۱۳۱۴ھ

بحوالہ پوسٹر نامی "چند سوالات"

ناشرہ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور ص ۵ شائع شدہ شعبان ۱۳۸۸ھ نومبر ۱۹۶۸ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

اب یہاں یہ مسئلہ حقہ یاد رکھنا ضروری ہے۔ کہ ہر حدیث صحیح مرفوع جس کو علمائے حدیث نے صحیح ثابت کیا ہے۔ واجب القبول والعمل بالاجماع ہے۔ اس کا منکر مکذب ہے۔ اور اپنی رائے سے اسے موضوع و باطل کہنے والا کافر و مرتد ہے۔ اس میں بہانہ قول امام کا یا کشف الہام کا یا عقل نافرجام کا کچھ کام نہیں آتا۔ اگر حدیث متواتر ہے، تو منکر قطعی کافر ہے۔ وگرنہ ظنی کافر ہے۔

۲۔ مفسر زماں حافظ محمد صاحب لکھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ع آسماناں تھیں حضرت عیسیٰ موڑھے ملکاں آوے
اوپر منارے شرقی مسجد جامع آن بلاوے

(احوال الآخرت ص ۲۰۶)

(یہ احوال الآخرت مولانا معین الدین صاحب لکھوی مدظلہ العالی کے اہتمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۳ء کو اشرف پریس لاہور میں شائع ہوئی )

۳۔ **مولانا حافظ بارک اللہ صاحب** رحمۃ اللہ علیہ

انواع بارک اللہ صہ پر یوں رقم طراز ہیں ۔

بھی علامت قیامتی ایمن حق تمام
حضرت عیسیٰ آوسی مہدی ہوُ امام

۴۔ **فتویٰ غزنوی**

حمائل غزنوی زیر اہتمام حضرت مولانا سید عبد الغفور صاحب غزنوی، چوتھی دفعہ ۱۳۲۴ھ کو مطبع انوار الاسلام امرتسر میں شائع کی گئی ۔ اس حمائل کے حاشیہ نمبر ۱، پارہ نمبر ۲۵، سورہ الزخرف صہ ۸۰۲ میں فرماتے ہیں ۔

امام شوکانی نے بعد نقل کرنے اس مضمون کی احادیث کے ظہورِ مہدیؑ خروجِ دجّال، اور نزولِ عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں اسقدر حدیثیں ثابت ہیں جو حدِ تواتر تک پہنچ گئی ہیں ۔

**امام ابن کثیرؒ**

نے لکھا ہے کہ :

جو حدیثیں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے اترنے میں آئی ہیں ۔ وہ متواتر ہیں ۔ اور تمام اہل سنّت، صحابہ و تابعین و تبع تابعین و آئمہ مجتہدین اور سب مسلمانوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کا اجماع ہے کہ "قیامت کے قریب حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، کسی مسلمان کا اس مسئلہ میں اختلاف نہیں، پس جو کوئی حضرتِ عیسٰی کے اترنے سے انکار کرے۔ وہ تین وجہ سے کافر ہے۔

۱۔ بسبب انکارِ قرآن مجید۔

۲۔ بسبب انکار متواتر احادیثِ نبوی۔

۳۔ بسبب انکارِ اجماعِ اُمت۔

## ۵۔ حجۃ الہند امام شاہ ولی اللہ صاحبؒ

امام الہند شاہ ولی اللہ صاحب، مجددِ زماں، سردار جماعت اہلحدیث، حافظ الحدیث، حضرت العلامہ

## سیّد نواب صدیق الحسن خاں راجہ ریاست بھوپال

المقالۃ الفصیحہ ص۹۷ (طبع عام آگرہ) سنہ ۱۲۹۸ھ میں لکھتے ہیں۔ در حدیث آمدہ است۔ من ادرک منکم عیسٰی بن مریم، فلیقرأ منی السلام۔

ایں بندہ آرزو دارد کہ ایام حضرت روح اللہ علیہ السلام را در یابد۔ اول کسی کہ تبلیغ سلام کند من باشم واگر من آں را ندریافتم۔ ہر کسیکہ از اولاد یا اتباع من زمانہ بہجت نشان آنحضرت یابد، حرص تمام کند، در تبلیغ سلام تاکتیبہ آخرہ از کتاب محمدیہ را باشیم۔ ہکذا فی المقالہ الوفیہ و دریں عبارت اشارت ست بقرب زمانِ نزولِ عیسٰی علیہ السلام از آسمان بزمیں۔

(المقالہ الفصیحہ ص۹۷ طبع عام آگرہ ۱۲۹۸ھ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# خلاصہ

امام شاہ ولی اللہؒ مصنف حجۃ اللہ البالغہ المقالہ الوضیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پائے، میری طرف سے اسے سلام کہے۔

امام صاحبؒ یہ حدیث نقل کرنے کے بعد اپنی آرزو کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "خدا کرے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک پر میں عمل کرسکوں۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پوری کر کے میں اپنے لیئے ذریعہ نجات بناسکوں"

## ممتاز المفسرین، سند المحدثین، علامہ زمن المتوفی ۱۳۳۸ھ

## حضرت مولانا سید حافظ احمد حسن صاحب محدثؒ

(مؤلف احسن التفاسیر جلد اول)

جو کہ ادارہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور کی طرف سے ۱۳۷۹ھ جمادی الآخر المتوفی ۱۴۰۸ھ کو حضرت الاستاذ مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف مدظلہ العالی۔ اور حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب گوہڑوی کے اہتمام میں اشرف پریس لاہور سے شائع کرائی گئی ہے۔

اس کتاب کی جلد اول، پارہ نمبر ۶ سورہ النساء صفحہ ۳۹۴ میں حضرت مولانا حافظ احمد حسن صاحب محدث لکھتے ہیں کہ "قیامت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کا دوبارہ زمین پر آنا صحیح حدیثوں میں آیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔"

حاشیہ نمبر ۲، صـ ۳۹۴، صحیح بخاری جلد اوّل صـ ۴۹۰ باب نزول عیسی بن مریم، صحیح مسلم جلد دوم صـ ۳۹۲-۹۳، کتاب الفتن، جامع ترمذی جلد دوم صـ ۴۶ باب ما جاء فی نزول عیسٰی بن مریم، ابوداؤد جلد نمبر ۲، صـ ۵۹۴ باب خروج الدجال سنن ابن ماجہ صـ ۳۰۴ باب فتنہ الدجال وخروج عیسٰی، حافظ ابن کثیرؒ ان احادیث کو متواتر قرار دیتے ہوئے متعدد حدیثیں لائے بھی ہیں (جلد اول صـ ۵۷۸، صـ ۵۸۳)

حافظ ابن کثیرؒ کے علاوہ دوسرے علماء نے بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بجسد عنصری دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کی احادیث کے متواتر ہونے کی صراحت کی ہے۔ مثلاً:۔ امام شوکانیؒ نے اس پر ایک مستقل رسالہ التوضیح ما جاء فی المنتظر والدجال والمسیح کے نام سے لکھا ہے۔ جس میں تقریباً تیس صحابیوں کی احادیث لاکر لکھتے ہیں کہ: الاحادیث الواردۃ فی نزول عیسٰی متواترۃ حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ۔ صـ ۴۲۴ السید محمد نواب صدیق حسن خانؒ، اسیطرح حافظ ابن حجرؒ نے اس تواتر کو تسلیم کیا ہے۔ (فتح الباری جلد سوم صـ ۲۸۱ باب نزولِ عیسٰی بن مریم) یہی وجہ ہے کہ امت نے مسلمہ طور پر اس کو عقائدِ اسلامیۃ کا ایک جزء قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو شرح عقیدۃ سفارینی جلد دوم صـ ۸۹، ۹۰ وغیرہ، اور احسن التفاسیر جلد اوّل صـ ۳۹۵، حاشیہ نمبر ۱۔

## حافظ ابن حجرؒ

لکھتے ہیں۔

اتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انہ یعنی (عیسٰی) رفع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مع بدن حیاً۔ (تلخیص الجبیر ص۳۱۹، کتاب الطلاق)
یعنی مؤرخین اور مفسرین کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے عنصری جسد کے ساتھ آسمان کیطرف زندہ اٹھائے گئے۔ حاصل یہ کہ یہ مسئلہ عقیدہ کا اور اجماعی ہے۔ اور اس کا انکار گمراہی ہے۔ واللہ الموفق۔

## عارف باللہ حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نور اللہ مرقدہ

شہادت القرآن جلد اوّل طبع چہارم مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور بماہ ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق جون ۱۹۵۸ء میں لکھتے ہیں کہ " جب علوم ظاہریہ سے عقیدہ حیات و نزول مسیح علیہ السلام کو صحیح ثابت کر دیا تو پھر باطنی طور پر فیضان الٰہی کا کرشمہ دیکھنا چاہا۔ چنانچہ شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ میں جب بندہ حفظ القرآن میں مشغول تھا۔ ایک رات بکمال تفرع و ابتہال درگاہ ایزد متعال میں عرض پرداز ہوا کہ " خداوندا! اس امر میں تیرے نزدیک جو حق ہے مجھے دکھا۔ اور اس کی قبولیت و پیروی کی توفیق عطا فرما۔"

پس خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت سفید کاغذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، جس پر الفاظ۔ ان عیسیٰ حیٌ فی السماء و سینزل عند قرب الساعة۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے شک آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔ اور وہ قیامت کے قریب ضرور اتریں گے۔، مکتوب تھے میرے سامنے کیا۔

اس رؤیا حقہ سے بندہ کا سینہ باغ باغ ہو گیا۔ اور نور معرفت کے پھولوں سے بھر گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شہادۃ القرآن حصہ اول طبع چہارم مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ص۲۲۶ مصنفہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی میں لکھا ہے۔ ہم سابقاً نہایت تفصیل سے آیات قرآنیہ اور احادیث مرفوعہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ اور آپ قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔

اور چونکہ جمیع صحابہؓ اور جمیع اہل بیتؓ اور جمیع اہل سنت حضرات عیسیٰ علیہ السلام کے نزولِ عینی کے قائل ہیں۔ ان میں کوئی بھی نزول مثالی اور بروزی کا قائل نہیں۔ اس لیئے یہ عقیدہ قطعاً حق اور پسندیدۂ خدا و رسولؐ ہے اس میں کسی گمراہی کا شائبہ نہیں۔ چنانچہ تفسیر وجیز میں ہے ۔ والاجماع علی انہ حتی فی السماء وینزل ویقتل الدجال ویؤید الدین (حاشیہ نمبر ۳، جامع البیان متعلق آیت 'یاعیسیٰ انی متوفیک'...

اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں۔ جو نازل ہوں گے۔ اور دجّال کو قتل کریں گے۔ اور دین اسلام کی مدد کریں گے۔

۸۔ ثنائی ترجمہ جو مولانا محمد داؤد صاحب رازؔ کے اہتمام میں چوتھی دفعہ مطبوعہ کوہِ نور پرنٹنگ پریس دہلی بماہ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ کو شائع کیا گیا کے ص۱۲۳ اور حاشیہ نمبر ۵ پارہ چھٹا، سورہ النساء میں درج ہے "مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا"

ابن کثیر اور بخاری اور مسلم میں مرفوعاً روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ "قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یقیناً عیسیٰ بن مریم آسمان سے آخر زمانہ میں تمہارے درمیان نازل ہوں گے" الیٰ آخر

ایک روایت میں یہ بھی فرمایا کہ وہ بعد وفات میرے قریب دفن کئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جائیں گے۔ اور وہ ایک مقبرہ سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان میں اٹھیں گے۔

"حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ جمہور امت کا عقیدہ ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا اور مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ بتانا قرآن و حدیث کی تکذیب ہے۔"

## عقیدۂ حیاتِ مسیح علیہ السلام

مفسرِ قرآن و محدثِ زماں
حضرت مولانا حافظ عبدالستار صاحب دہلوی ثم کراچی رحمۃ اللہ علیہ

---

(پارہ چھٹا، سورۃ النساء، قرآن مجید مترجم مسنون قرآت والا جو کہ انہوں نے اپنے اہتمام میں شائع کرایا) حاشیہ نمبر۱، صـ ۱۴۳ پر لکھتے ہیں کہ "اس بات پر جملہ صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور اخیر زمانہ میں دنیا میں آئیں گے۔ اور اسلام کو تازہ کریں گے۔ اور اس کا انکار کفر ہے۔"

## تفسیرِ محمدی

جلد اوّل، پارہ نمبر۳، صفحہ ۲۹۲، مطبوعہ آرٹ پریس انار کلی لاہور میں حضرت مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی تحریر فرماتے ہیں ؎

توفی معنی قبض کرن شے صحیح سلامت پوری
عیسیٰ نوں رب صحیح سلامت لے گیا آپ حضوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیگر مقتدر علمائے اہلحدیث (مرحومین) وغیرہم

کے بھی یہی عقائد اور فتاوی ہیں۔ مثلاً۔

و جناب محترم قاضی محمد سلیمان صاحب منصورپوری مصنف "رحمۃ للعالمین"

و حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رح

و حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رح (وغیرہم)

مگر بخوف طوالت ان کو یہاں درج نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ حق دکھلائے۔ اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

طالب الدعوات

ابوالسلیم محمد یوسف

ناظم دارالحدیث رجسٹرڈ منڈی راجووال

(اوکاڑہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## فتویٰ

# حضرت مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ

تفہیم القرآن جلد چہارم، ضمیمہ الاحزاب (۳۳) صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۸۔ یہ فتویٰ شائع ہو چکا ہے۔

حضرت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام کا دوبارہ نزول، نبی مقرر ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا۔ نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کمی کریں گے۔ نہ ان کو تجدید دین کے لیئے دنیا میں لایا جائے گا۔ نہ وہ آکر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے۔ اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے۔ وہ صرف ایک کارِ خاص کے لیئے بھیجے جائیں گے۔

---

؎ علمائے اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کیساتھ بیان کردیا ہے۔ علامہ تفتازانی (۷۲۲ھ ۔ ۷۹۲ھ) شرح عقائد نسفی میں کہتے ہیں۔

ثبت انه اٰخر الانبیاء ...... فان قیل قد روی فی الحدیث نزول عیسٰی علیه السلام بعدهٗ قلنا نعم لکنه یتابع محمد علیه السلام لأن شریعته قد نسخت فلا یکون الیه وحی ولا نصب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور وہ یہ ہوگا. کہ دجال کے فتنے کا استیصال کردیں. اس غرض کے لیئے وہ ایسے طریقے نازل ہوں گے. کہ جس مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا.

---

احکام بل یکون خلیفۃ رسول اللہ علیہ السلام. (طبع مصر ص ۱۲۵)

یہ ثابت ہے. کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں. اگر کہا جائے کہ آپ کے بعد عیسیٰ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے. تو ہم کہیں گے کہ ہاں آیا ہے. مگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے. کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے. اس لئے نہ ان کی طرف وحی ہوگی، نہ وہ احکام مقرر کریں گے، بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے.

اور یہی بات علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں. ثم انہ علیہ السلام حین ینزل باق علیٰ نبوتہ السابقۃ لم یعزل عنہا بحال لکنہ لا یتعبد بہا لنسخہا فی حقہ وحق غیرہ وتکلیفہ باحکام ھذہ الشریعۃ اصلاً وفرعاً فلا یکون خلیفۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحاکما من حکام ملتہ بین امتہ۔

(جلد ۲۲ ص ۳۴)

پھر عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے. تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے. بہرحال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں گے. مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے، کیونکہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے. اور اب وہ اصول اور فروع میں اس شریعت کی پیروی پر مکلف ہوں گے. لہٰذا ان پر نہ اب وحی آئے گی. اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا: انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا. کہ یہ عیسٰی ابن مریم ہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں. وہ آکر مسلمانوں کی جماعت میں

---

کا اختیار ہو گا. بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور آپ کی امت یعنی ملت محمدیہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے.

امام رازی اس بات کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اسطرح بیان کرتے ہیں. انتہاء الانبیاء الی مبعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم فعند مبعثہ انتہت تلک المدۃ فلا یبعد ان یصیر (ای عیسٰی ابن مریم) بعد نزولہ تبعاً لمحمد. (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۴۳)

انبیاء کا دور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک تھا. جب آپ مبعوث ہو گئے. تو انبیاء کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا. اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے. کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہونے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے.

اگرچہ دو روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہونے کے بعد پہلی نماز خود پڑھائیں گے. لیکن بیشتر اور قوی روایات یہی کہتی ہیں. کہ وہ نماز میں امامت کرانے سے انکار کر دیں گے. اور جو اس وقت مسلمانوں کا امام ہو گا. اسی کو آگے بڑھائیں گے. اسی بات کو محدثین اور مفسرین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شامل ہو جائیں گے۔ جو بھی مسلمانوں کا امام اس وقت ہوگا۔ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امیر ہوگا۔ اسی کو آگے رکھیں گے۔ تاکہ اس شبہ کی کوئی ادنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے۔ کہ وہ اپنی سابق پیغمبرانہ حیثیت کیطرح اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام انجام دینے کے لیے واپس آئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر خدا کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اس کا کوئی امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے۔ اور نہ امیر۔ پس جب وہ مسلمانوں کی جماعت میں آکر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے۔ تو یہ گویا خود بخود اس امر کا اعلان ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں۔ اور اس بنا پر ان کی آمد سے مہر نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔

ان کا آنا بلاتشبیہہ اسی نوعیت کا ہوگا جیسے ایک صدر ریاست کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں کوئی خدمت انجام دے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ایک یہ کہ سابق صدر آکر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کر دے۔ کیونکہ یہ اُن تمام کاموں کے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنیٰ ہوگا۔ جو اس کے دورِ صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔

یہی معاملہ حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آجانے سے ختم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وہ یہودی ریاست جس کا خواب اسرائیل کے لیڈر دیکھ رہے ہیں۔

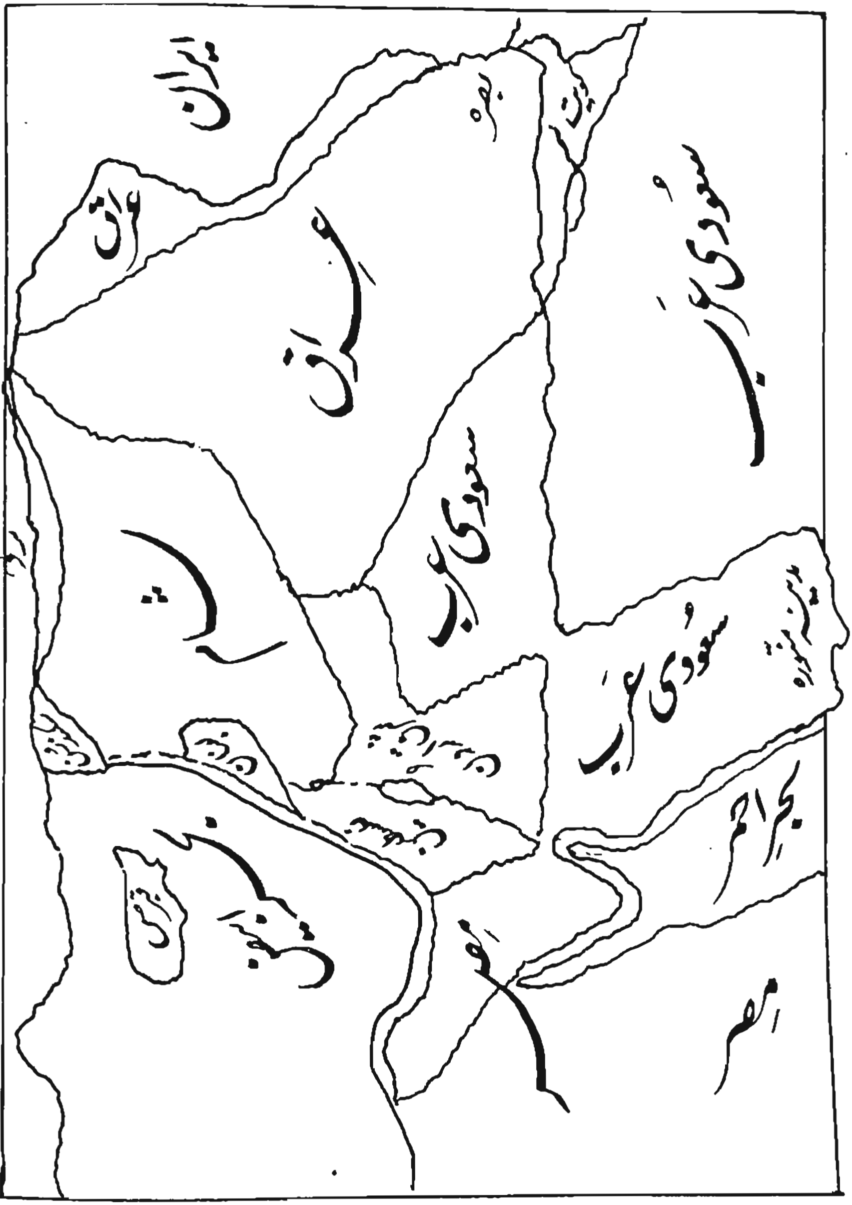


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# حقیقی مسیح کے نزول کا مقام

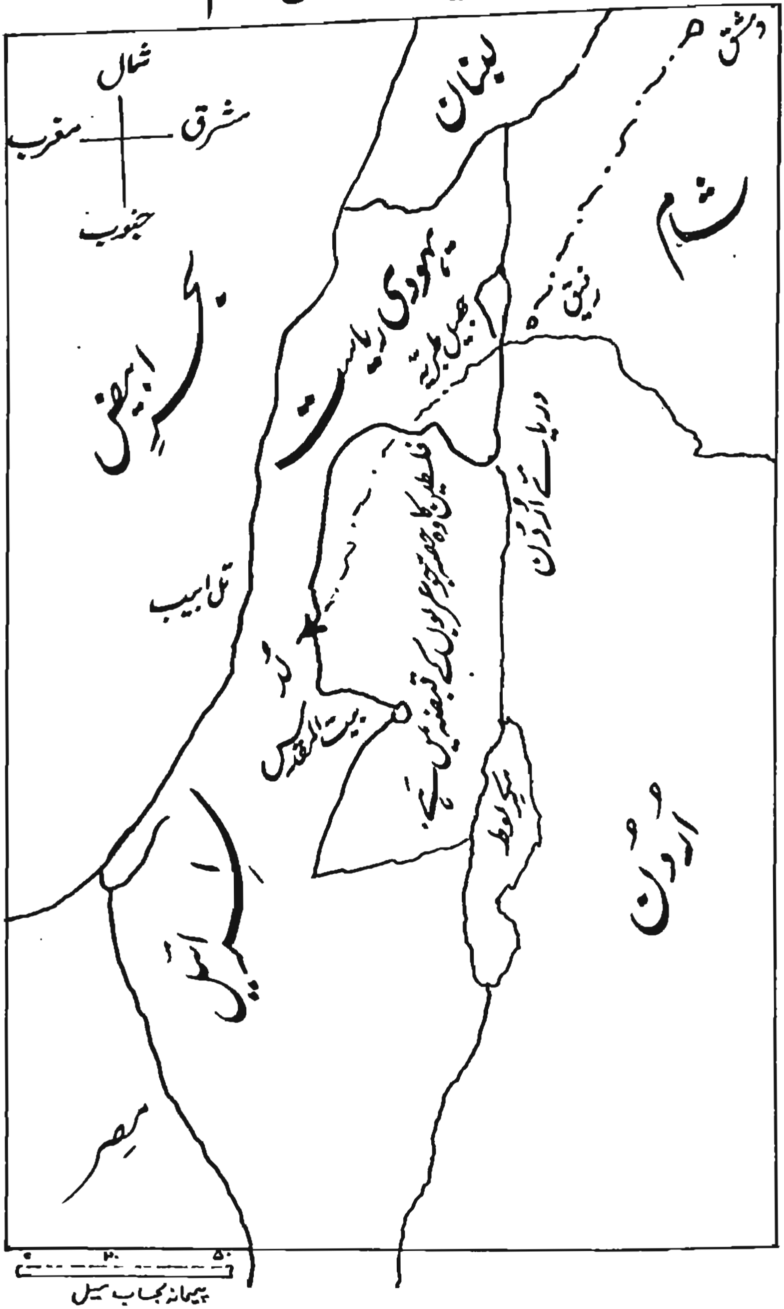


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ پھر آکر نبوت کا منصب سنبھال لیں اور فرائض نبوت انجام دینے شروع کر دیں۔ یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئینِ نبوت کی خلاف ورزی لازم آئیگی۔

احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سدِباب کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ ان کی یہ آمدِ ثانی منصبِ نبوت کے فرائض انجام دینے کیلئے نہ ہوگی۔

اسیطرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ ان کی سالقہ نبوت پر تو آج اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہو جائے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی اس نبوت پر ایمان رکھتے تھے۔ اور آپ کی ساری امت ابتداء سے اس کی مومن ہے۔ یہی حیثیت اس وقت بھی ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے۔ بلکہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی سالقہ نبوت ہی پر ایمان رکھیں گے۔ جسطرح آج رکھتے ہیں۔ یہ چیز نہ آج ختم نبوت کے خلاف ہے نہ اس وقت ہوگی۔

آخری بات جو بکثرت احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ دجال جس کے فتنۂ عظیم کا استیصال کرنے کے لیئے حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کو بھیجا جائے گا۔ یہودیوں میں سے ہوگا۔ اور اپنے آپ کو "مسیح" کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے در پے تنزل کی حالت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مبتلا ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آخرکار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا۔ تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینی شروع کی کہ خدا کیطرف سے ایک "مسیح" آنے والا ہے۔ جو ان کو اس ذلت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشین گوئیوں کی بنا پر یہودی ایک "مسیح" کی آمد کے متوقع تھے۔ جو بادشاہ ہو۔ لڑ کر ملک فتح کرے۔ بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لا کر فلسطین میں جمع کر دے۔ اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے۔ لیکن ان کی توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کیطرف سے مسیح ہو کر آئے۔ اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے۔ تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے۔ اُس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اُس مسیح موعود کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئیں تھیں۔ ان کا لٹریچر اس آنے والے دَور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ربیّوں کے ادبیات میں اس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ اُمید لیئے بیٹھے ہیں۔ کہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی و سیاسی لیڈر ہو گا۔ جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں۔) انہیں واپس دلائے گا۔ اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔

اب کوئی شخص مشرقِ وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے۔ تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا۔ کہ اس دجال اکبر کے ظہور کے لیئے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا۔ فلسطین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے بڑے حصّے سے مسلمان بے دخل کئے جا چکے ہیں۔ اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھچ کھچ کر چلے آ رہے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنسدان اور ماہرینِ فنون اس کی روز افزوں ترقی دیتے چلے جا رہے ہیں اور اس کی یہ طاقت گرد و پیش کی مسلمان قوموں کے لیئے ایک خطرۂ عظیم بن گئی ہے اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے۔ کہ وہ اپنی "میراث کا ملک" حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام، پورا لبنان، پورا اُردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ٹرکی سے اسکندرون، مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں۔ جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف محسوس ہوتا ہے۔ کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجّال اکبر ان کا مسیح موعود بن کر اُٹھے گا۔ جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اکتفا نہیں فرمایا ہے: بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ "اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا۔"

اسی بناء پر آپ فتنۂ دجّال مسیح سے خود بھی خدا کی پناہ مانگتے تھے۔ اور اپنی امّت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے۔

اس مسیح دجّال کا مقابلہ کرنے کے لیئے اللہ تعالیٰ کسی مثیلِ مسیح کو نہیں۔ بلکہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اصلی مسیح کو نازل فرمائے گا. جیسے دو ہزار برس پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا. اور جسے وہ اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے تھے.

اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں. بلکہ دمشق میں ہوگی. کیونکہ یہی مقام اس وقت عین محاذ جنگ پر ہوگا. اسرائیل کی سرحد سے دمشق بمشکل ۵۰/ ۶۰ میل کے فاصلے پر ہے. احادیث سے ثابت ہے. کہ مسیح دجال ۷۰ ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا. اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا. ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی حصے میں ایک سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ ابن مریم صبحدم نازل ہوں گے. اور نماز فجر کے بعد مسلمانوں کو اس کے مقابلے پر لے کر نکلیں گے. ان کے حملے سے دجال پسپا ہو کر افیق کی گھاٹی سے اسرائیل کیطرف پلٹے گا. اور وہ اس کا تعاقب کریں گے. آخر کار لُد کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر وہ ان کے ہاتھ سے مارا جائیگا. اس کے بعد یہودی چُن چُن کر قتل کیے جائیں گے. اور ملت یہود کا خاتمہ ہو جائیگا.

عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ کیطرف سے اظہار حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی. اور تمام ملتیں ایک ہی ملت مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی.

یہ ہے وہ حقیقت جو کسی اشتباہ کے بغیر احادیث میں صاف نظر آتی ہے.

اس کے بعد اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے. کہ مسیح موعود کے نام سے جو کاروبار ہمارے ملک میں پھیلایا گیا ہے. وہ ایک جعلسازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے.

اس جعلسازی کا سب سے زیادہ مضحکہ خیز پہلو یہ ہے. کہ جو صاحب اپنے آپ کو ان پیش گوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں. انہوں نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کے لیئے یہ دلچسپ تاویل فرمائی ہے کہ اس نے (اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا. پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تک صفتِ مریمیت میں مَیں نے پرورش پائی ...... پھر ..... مریم کیطرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی .اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا. اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا. پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا. (کشتی نوح. ص ۸۷ - ۸۸ - ۸۹)

یعنی پہلے مریم بنے. پھر خود ہی حاملہ ہوئے. پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہوگئے. اس کے بعد یہ مشکل پیش آئی کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور ومعروف مقام ہے. اور آج بھی دنیا کے نقشے پر اسی نام سے موجود ہے یہ مشکل ایک دوسری پُر لطف تاویل سے یوں رفع کی گئی.

واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے. کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے. جسمیں ایسے لوگ رہتے ہیں. جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں ..... یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں. دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔

(حاشیہ ازالہ اوہام ص ٦۳ تا ۷۳)

پھر ایک اور الجھن یہ باقی رہ گئی کہ احادیث کی رو سے ابن مریم کو ایک سفید مینارہ کے پاس اترنا تھا. چنانچہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسیح صاحب نے آکر اپنا مینارہ خود بنوالیا. اب اسے کون دیکھتا ہے. کہ احادیث کی رُو سے منارہ وہاں ابن مریم کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہیئے تھا. اور یہاں وہ مسیح موعود صاحب کی تشریف آوری کے بعد تعمیر کیا گیا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آخری اور زبردست الجھن یہ تھی کہ احادیث کی رو سے تو عیسیٰ ابن مریم کو لُد کے دروازے پر دجال کو قتل کرنا تھا۔ اس مشکل کو رفع کرنے کی فکر میں پہلے طرح طرح کی تاویلیں کی گئیں۔ کبھی تسلیم کیا گیا کہ لُد بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔

(ازالہ اوہام، شائع کردہ انجمن احمدیہ لاہور بتقطیع خورد صفحہ ٢١٢)

پھر کہا گیا کہ "لُد" ان لوگوں کو کہتے ہیں، جو بے جا جھگڑا کرنے والے ہوں"......
جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے، تب مسیح موعود ظہور کرے گا۔ اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔ (ازالہ اوہام صفحہ نمبر ٧٣٠)

لیکن جب اس سے بھی بات نہ بنی تو صاف کہہ دیا گیا کہ "لُد" سے مراد لدھیانہ" ہے۔ اور اس کے دروازے پر دجال کے قتل سے مراد یہ ہے کہ اشرار کی مخالفت کے باوجود وہیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی (الہدیٰ ص٩١)

ان تاویلات کو جو شخص بھی کھلی آنکھوں سے دیکھے گا، اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹے بہروپ کا صریح ارتکاب ہے، جو علی الاعلان کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

# فتاویٰ

# ننگے سر نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

# حرفِ گفتنی

اگست ۱۹۶۸ء کا واقعہ ہے کہ میرے ایک دینی جماعتی اور مسلکی دوست بھائی مشتاق احمد ساکن نبی پور پیراں کو ننگے سر نماز کے متعلق تحقیق مطلوب ہوئی تو انہوں نے وقت کے فاضل اجلہ علماء عظام سے رجوع کیا۔ علماء حضرات نے بفضلہٖ تعالیٰ کتاب و سُنّت کی روشنی میں سائل کی تسلّی اور تشفّی کی۔ موصوف نے بجائے خط و کتابت کے خود حاضری دے کر فتاوے حاصل کئے۔ ان فتوجات کی نقل من وعن درج ذیل ہے۔

ان علمائے کرام سے اکثریت اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو چکی ہے۔ تین بزرگ بقیدِ حیات موجود ہیں۔ متعنا اللہ بطول حیاتھم۔ عاجز نے چاہا کہ ان علمی جواہر پاروں کو مجموعۃ الرسائل میں شاملِ اشاعت کیا جائے۔ تاکہ ضائع ہونے سے محفوظ ہوں۔ آیندہ نسلوں کو بھی فائدہ پہنچے اور مرحومین کے لئے باقیات الصالحات میں شامل ہوں۔ آج حالات پہلے سے بھی زیادہ ابتر ہیں۔ آج نیکی کو بدی، توحید کو شرک، بدعت کو سُنّت شمار کیا جا رہا ہے۔ انا للہ عمداً ترکِ نماز سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ عَمَدًا فَقَدْ كَفَرَ (الحدیث) بے نماز سے کوئی اختلاف نہیں، نہ اس سے کوئی لڑتا جھگڑتا ہے۔ نہ اس کی منّت و سماجت کی جاتی ہے۔ اگر کوئی عامل بالحدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ننگے سر نماز پڑھ لے تو مسجد میں دنگا و فساد ہو جاتا ہے۔ بلکہ نمازی کو مارنے اور پیٹنے تک جاتے ہیں۔ حالانکہ سر ننگا ہو جانے کو کسی عالم نے گناہ قرار نہیں دیا۔ نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے، نہ صحابی، نہ تابعی، نہ تبع تابعی نے بلکہ چاروں اماموں کی فقہ میں کسی نے ننگے سر کو حرام قرار نہیں دیا۔ اور داڑھی منڈانے کو بالاتفاق حرام قرار دیا گیا۔ اور گناہِ کبیرہ۔ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ مَّا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

اس مسئلہ کی تفصیل کتاب مجموعۃ الرسائل کے رسالہ شرعی داڑھی میں ملاحظہ فرمائیں۔ آمدم برسر مطلب۔ مسجد میں ٹوپیاں رکھی ہوتی ہیں تاکہ رسمی نماز پڑھنے کے وقت سر پر ٹوپی رکھ لیں گویا کہ ننگے سر قطعاً نماز ہوتی ہی نہیں۔ بیت اللہ شریف میں ایک نماز پڑھنے سے لاکھ نماز کا ثواب ہوتا ہے۔ وہاں مسلسل فرضی نماز میں ننگے سر پڑھنے کا حکم ہے۔ جہاں ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز پڑھنے کا ثواب ہو وہاں تو ننگے سر نماز ہو جاتی ہے، دوسرے ملکوں میں نہیں ہوتی۔ انا للہ۔ دوسری طرف دیکھیئے کہ جمعہ کے دن یا کسی وقت نماز سے پہلے اکثر رسمی نمازی اُستروں سے داڑھیاں منڈوا کر نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش ہونے سے پہلے داڑھی منڈوانا، گناہ کرنا۔ اللہ کی حاضری دینے سے نہ شرمانا کس قدر المیہ ہے۔ فعلِ حرام اور کبیرہ گناہ سے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اور ننگے سر سے نماز نہیں ہوتی۔

مَنْ كَانَ بَاكِيًا فَلْيَبْكِ عَلَى الْإِسْلَامِ

پاکستان بھر میں بے شمار بدعات کی جاتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبے میں فرمایا کرتے تھے۔ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا سب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بڑا جرم دین میں اپنی طرف سے نیا کام جاری کرنا ہے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا ہے۔ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔ خلاصہ۔ جس نے نیا کام اپنی طرف سے میری اُمت میں جاری کیا وہ عامل اور عمل دونوں مردود ہیں۔ اِلّا یہ کہ بدعتی توبہ کرے۔ ہر بدعتی عملاً مدّعیِ نبوت ہوتا ہے۔ اس لیے حدیث شریف میں ہے۔ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلٰوةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِیْنِ

(ابن ماجہ ص۶ مطبوعہ کراچی)

یعنی اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ کوئی نفلی عبادت اور نہ کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے۔ بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بدعت سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

نوٹ: ٹوپیاں خرید کر ثواب سمجھ کر نہ رکھی جائیں۔ کیونکہ یہ زمانہ حاضرہ کی بدعت ہے۔ مال کا ضیاع ہے۔ ننگے سر نماز بالاتفاق ہو جاتی ہے۔ کتبِ احادیث کا مطالعہ کیا جائے۔

طالب الدعوات

بانی محمد یوسف دارالحدیث راجووال اوکاڑہ

طبع سوئم ۱۹۹۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# سابق حضرت الامیر مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان

# مولانا حافظ محمد صاحب گوندلویؒ

المتوفی ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

آپ شیخ محمد صادق صاحب (سیالکوٹی) کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ننگے سر نماز ہو جاتی ہے۔ سر ڈھکنا نماز کی صحت کے لئے شرط نہیں ہے۔ نہ سُنن نماز میں داخل ہے۔ نہ نماز کے مستحبات میں سے ہے اس واسطے بلا کسی شرط کے ننگے سر نماز ہو جاتی ہے۔"

## نوٹ

بخوفِ طوالتِ کتابچہ، فتوائے حسب ضرورت نقل کیا گیا ہے۔ بحوالہ اخبار ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور۔ جلد ۱۹۔ شمارہ ۶۱ ۲۰، ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۶۸ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# شیخ الجامعۃ السلفیہ جناب محترم حضرت مولانا حافظ ابوالحسن محمد عبداللہ صاحب بڈھیمالوی فیصل آباد

المتوفی ۱۹۸۷ء

**سوال :-** کیا ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

**جواب** نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

**اَلْوَجْہُ الْاَوَّل :** نماز ننگے سر ہو جاتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ میں فتح مکہ کے دن ایک ہی چادر میں نماز پڑھی۔

(بلوغ المرام وغیرہ کتب حدیث)

**اَلْوَجْہُ الثَّانِی :** ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی قمیص میں نماز ادا کی۔

**اَلْوَجْہُ الثَّالِث :** ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک ہی کپڑے میں کندھوں پر ڈال کر نماز ادا کی۔ اور اس کی وجہ پوچھنے والے سے فرمایا تاکہ تیرے جیسا احمق جان لے کہ (ننگے سر) نماز ہو جاتی ہے۔

**اَلْوَجْہُ الرَّابِع :** بہت سے صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور وہ صرف تہ بندوں ہی میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

**اَلْوَجْہُ الْخَامِس :**

کسی آیت میں یا حدیث صریح میں سر ڈھانکنے کی قید کا ذکر نہیں۔ اگر شرط ہوتی تو ضرور ذکر ہوتی اور حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جس چیز سے شارع علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خاموش ہوں۔ وہ مَعْفُوٌّ عَنْہُ ہوتی ہے۔ اسی لیے فقہاء میں سے کسی نے بھی شرائطِ نماز میں ستر پوشی کے باب میں سر ڈھانکنے کا ذکر نہیں کیا۔ وجوہ تو اور بھی ہیں لیکن بطورِ اختصار انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ابوالحسن عبداللہ بڈھیمالوی

مدرس جامعہ سلفیہ ۔ فیصل آباد

۳، ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ ۔ ۶۸ ۱۹ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مناظر اسلام مولانا احمد الدین صاحب گکھڑوی

المتوفیٰ ۱۹۷۳ء

**سوال** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ جواب حدیث کی رُو سے عنایت فرمائیں۔

**الجواب** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت بالغہ کی نماز جب تک اس کا سر ڈھکا ہوا نہ ہو، نہیں ہوتی (مشکوٰۃ شریف۔ ترمذی شریف) بخلاف مرد کے کہ اس کے لباس میں بہ نسبت عورت کے فرق ہے۔ ناف سے لے کر زانو تک پردہ کرنا فرض ہے اس کے ماسوائے کندھوں پر کپڑا رکھنا بھی سُنّت ہے۔ اور سَر کا کہیں احادیث میں ذکر تک نہیں ہے۔ اور نہ سَر ڈھانکنا ضروری ہے۔ اس سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ننگے سَر بھی نماز پڑھنا سُنّت ہے۔ اور اس کے خلاف بھی پایا جاتا ہے جیساکہ احادیث میں وارد ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کبھی ٹوپی سر پر رکھ کر اور کبھی پگڑی باندھ کر نماز پڑھائی۔ اِس مسئلہ میں وُسعت ہے۔ سر ڈھانکنا بھی سُنّت ہے۔ اور نہ ڈھانکنا بھی سُنّت ہے۔ اگر اس کے خلاف کوئی دعوٰے کرے تو اس کو ثابت کرنا چاہیئے۔ اور یہ کہ بریلویوں کا مفتی[1] احمد رضا خان اپنی کتاب "احکامِ شریعت" میں صاف اقرار کرتا ہے کہ "عاجزی سے ننگے سر نماز پڑھنا جائز اور اچھا ہے"۔

(احمد دین گکھڑویؒ۔ ۸ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ)

---

[1] اصل فتوٰے میں یہاں "پیغمبر" کا لفظ ہے۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ضیغمِ اسلام رئیس المناظرین جناب محترم مولانا

# حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی

## ناظمِ اعلیٰ جماعت اہل حدیث ۔ مغربی پاکستان

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ "شہاب" لاہور ۴ اگست ۱۹۶۳ء میں ایک فتوائے مفتی مولانا محمد شفیع صاحب کراچی کا بسلسلہ درسِ قرآن زیر آیت:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ ط

چھپا ہے جس میں مفتی صاحب کے یہ الفاظ ہیں کہ:۔

"مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے اور کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔" (شہاب ۴، اگست ۶۳ء ۱۹)

اس کا جواب حضرت مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی مدظلہ العالی نے یہ دیا ہے کہ مرد کے لئے ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہاں عورت کے لیے حدیث (شریف) میں صاف آیا ہے کہ اس کی نماز ننگے سر نہیں ہوتی اور مرد کے لیے ارشادِ نبوی یہ ہے:۔

"وہ ایسی حالت میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے ڈھکے ہوئے نہ ہوں۔"

حدیث شریف میں مرد کے لیے ننگے سر نماز پڑھنا قطعاً منع نہیں ہے۔ بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور صحابہ کرامؓ کا صرف ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھنا کہ سر پہ کچھ نہ ہو کتبِ حدیث میں مذکور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مولانا احمد رضا بریلوی کا فتویٰ

**سوال :** کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ ننگے سر نماز پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ جل شانہٗ کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور نماز میں کسی طرح کی کراہت تو نہ ہوگی۔

بیّنوا توجروا

**الجواب**

اگر بہ نیّت عاجزی ننگے سر نماز پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم

(احکام شریعت حصّہ اوّل ص۴۳)

**سوال نمبر ۲**

"نماز کے اندر اگر ٹوپی گر جائے تو اٹھانا چاہیئے یا نہیں؟"

**جواب**

اٹھا لینا افضل ہے جب کہ بار بار نہ گرے۔ اگر تذلیل و انکسار کی نیّت سے سر برہنہ رہنا چاہے تو نہ اٹھانی افضل ہے۔" (دستخط احمد رضا)

(احکام شریعت حصّہ دوم۔ ص۹۳)

**غور فرمائیے**

مولانا احمد رضا خان نے اس فتوے میں ننگے سر نماز پڑھنا بھی جائز لکھا ہے۔"

فقط (حافظ عبدالقادر روپڑی تنظیم اہلحدیث لاہور ۱۶/ اگست ۱۹۶۳ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# محترم حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب

## خطیب جامع اہلحدیث ــــــ موڑ کھنڈا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحاح ستہ کے علاوہ مسند امام احمد و مؤطا امام مالکؒ، ابوبکر بن ابی شیبہ و نیل الاوطار و سبل السلام شرح بلوغ المرام باب فی الثوب الواحد ملتحفاً بہ۔

۱۔ عن ام ہانیؓ التحف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثوب لہ و خالف بین طرفیہ (بخاری شریف)

۲۔ عن عمر بن ابی سلمۃؓ انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی ثوبٍ واحدٍ۔

۳۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سائلاً سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی ثوبٍ واحدٍ فقال رسول اللہ اَوَ لکلکم ثوبان (بخاری شریف)

۴۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ شئ کذا عن سلمۃؓ بن الاکوع و فی الحدیث عن واقد بن محمد و طلق و غیرہ من کثیر الصحابۃ و ائمۃ المسلمین و فی الحدیث ادلۃ کثیرۃ لا تحصٰی و من انکر فعلیہ ان یاتینی بدلیل واضح الا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فلا نسلّم قول من قال لا يجوز الصّلوٰة لمن لا يضع الثياب على رأسه فی الصّلوٰة وكذا فی البيهقی وفی كتب المتداولة وتحفة الاحوذی وشرح البخاری يعنی فتح الباری ادلّة كثيرة۔

۵۔ امنا جابر بن عبدالله فی قميص واحدٍ ثم قال هكذا رأيت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يصلّی فی قميص واحدٍ (بيهقی فی باب الصّلوٰة فی الثوب الواحد)

ومسند امام احمد ص۱۰۳ باب جواز الصّلوٰة فی الثوب الواحد قال ابوحنيفة عن ابی الزبير عن جابر رضی الله تعالٰى عنه انّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم صلّى فی ثوب واحدٍ متوشحًا به فقال بعض القوم لابی الزبير غير المكتوبة، قال المكتوبة (مسند امام احمد هذا كفاية لمن له دراية)

ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ننگے سر نماز پڑھی اور پڑھائی ہے۔

(بخوفِ طوالت ان تمام روایات کا ترجمہ و مطلب ترک کر دیا ہے)

حافظ عبدالرحمٰن

خطیب جامع اہلحدیث موڑ کھنڈا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# محترم جناب مولانا حکیم حافظ احمد پٹوی صاحب

## مہتمم مدرسہ محمدی جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## الجواب بعون الوہاب

نماز پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی ایسا فیصلہ ثابت نہیں کہ ننگے سر نماز نہ پڑھو۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ننگے سر نماز پڑھنا کثرتِ احادیثِ صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے جو علمائے کرام ننگے سر نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ننگے سر نماز کبھی نہیں پڑھی، یہ بالکل غلط اور کذب ہے اور بنی اسرائیل کے علماء کی طرح کتمانِ حق ہے۔ قرآن مجید پارہ دوم رکوع اوّل کی آخری آیت۔

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔

بنی اسرائیل کے علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس طرح سچا نبی پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ لیکن وہ کتمانِ حق کی وجہ سے بیان نہیں کرتے۔

یہ مسئلہ حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب الستر میں پہلی حدیث میں عمر بن سلمہؓ فرماتے ہیں۔

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاضِعًا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



طرفیہ علیٰ عاتقیہ (متفق علیہ)

اِس حدیث شریف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا ثابت ہوا۔

دوسری حدیث، حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علیٰ عاتقیہ منہ شئی (متفق علیہ)

(نہ نماز پڑھے کوئی تمہارا جس کے کندھوں پر کپڑا نہ ہو)

اِس حدیث میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ بشرطیکہ کندھے ننگے نہ ہوں۔ ننگے سر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا۔

تیسری حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلیٰ فی ثوبٍ واحدٍ فلیخالف بین طرفیہ (رواہ البخاری)

اس حدیث میں ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا۔

چوتھی حدیث عمر بن ابی سلمہؓ بن اکوع کی ہے۔

قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رجل اصید افا صلی فی القمیص الواحد قال نعم وازررہ ولو بشوکۃ (ابوداؤد، نسائی)

اِس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کرتہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا صحابہ کرامؓ سے بھی ثابت ہے جیساکہ جابرؓ نے دوسرے کپڑوں کی موجودگی میں ننگے سر نماز پڑھی اور حضرت ابی ابن کعبؓ نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الصّلوٰۃ فی ثوب واحد سنۃ کنا نفعل مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعاب علینا (رواہ احمد)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سُنّت ہے۔ ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اور ہم پر کوئی اعتراض نہ کرتا۔ اسی طرح آج بھی اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔

(مولانا) حکیم حافظ احمد پٹوی
مُہتمم مدرسہ محمّدی جڑانوالہ (ضلع فیصل آباد)

## جناب محترم حضرت مولانا قمر الدّین صاحب مرحوم
## خطیب جامع اہلحدیث پنڈی پیراں (ضلع شیخوپورہ)

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین دریں مسئلہ کہ ننگے سر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

**جواب:** بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین یا بنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد (الآیۃ پارہ ۸ ۔ سورہ اعراف)

ترجمہ: اے اولاد آدم لے لو زینت اپنی (یعنی لباس زینت کا) نزدیک ہر مسجد کے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس آیت میں مشرکین کا ردّ ہے وہ بالکل ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مرد تو دن کو ننگے ہو کر طواف کرتے اور عورتیں رات کو برہنہ ہو کر طواف بیت اللہ کرتی تھیں، اس وقت عورتیں کہا کرتی تھیں کہ آج اس کے خاص جسم کا کل حصّہ یا کچھ حصّہ کہ ظاہر ہو لیکن کسی کو وہ اس کا دیکھنا ظاہر نہیں کرتیں۔ پس اس کے برخلاف مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ اپنا لباس پہن کر مسجدوں میں جاؤ۔ اللہ تعالیٰ زینت کے لینے کا حکم کرتا ہے اور مُراد زینت سے لباس ہے اور لباس زینت وہ ہے، جو اعضائے مخصوصہ کو چھپا لے۔ اسی طرح بروایت ابن عباسؓ تفسیر خازن و معالم التنزیل ابن کثیر، جامع البیان، تفسیر جلالین، بخاری شریف، صحیح مسلم۔ اسی طرح پچھلے رکوع کی پہلی آیت میں بھی وضاحت فرمائی ہے۔

يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا ط

(اے اولادِ آدم! بالتحقیق اتارا ہم نے اُوپر تمہارے لباس جو چھپا دے اعضائے مخصوصہ تمہارے کو اور لباس زینت کا)

یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا احسان ہے بندوں پر کیوں کہ اُس نے لباس اتارا ہے اور ریش بھی۔ لباس تو وہ ہے جس سے انسان اپنا ستر چھپائے۔ اور ریش وہ ہے جو بطورِ زینت رونق و جمال کے لیے پہنا جائے۔ ریش کے معنی مال کے بھی ہیں۔ اور ظاہری پوشاک کے بھی اور جمال خوش لباسی (خوش پوشی) کے بھی ہیں حضرت ابوامامہؓ نے نیا کرتہ پہنتے ہوئے جب کہ گلے تک وہ پہن لیا۔ فرمایا۔

الحمد للہ الذی کسانی ما اُواری بہ عورتی واتجمّل بہ فی حیاتی (تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے پہنایا مجھ کو لباس جس سے ڈھانکوں میں ستر اپنا اور زینت حاصل کروں میں ساتھ اس کے بیچ زندگی اپنی کے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پھر فرمانے لگے: میں نے حضرت عمرؓ سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے وہ اپنے گلے تک پہنچتے ہی یہ دُعاء پڑھے: الخ

ترمذی شریف اور ابن ماجہ و مسند احمد میں ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک نوجوان سے ایک کرتہ تین درہم میں خریدا، اور اسے پہنا۔ جب ہاتھ کی انگلیوں اور ٹخنوں تک پہنچا تو آپ نے پہنتے وقت یہ دُعاء پڑھی۔

الحمد للّٰہ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمّل بہ فی الناس و اواری بہ عورتی۔

(سب تعریف اللہ (اس ذات) کے لیے ہے جس نے عنایت کیا مجھ کو لباس زینت کا تاکہ زینت اور خوبصورتی حاصل کروں میں ساتھ اس کے لوگوں میں اور ڈھانپ لوں میں ساتھ اس کے شرمگاہ اپنی کو)

عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لباس التقویٰ سے مُراد قیامت کے دن پرہیزگاروں کو جو لباس عطا ہوگا وہ ہے۔ ابن جریجؓ کا قول ہے کہ لباس تقویٰ ایمان ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں، عمل صالح ہے اور اسی سے انسان ہنس مکھ ہوتا ہے۔ عروہؓ کہتے ہیں کہ اس سے مراد خشیت خداوندی ہے۔ عبدالرحمنؓ کہتے ہیں کہ خدا کے ڈر سے اپنی ستر پوشی کرنا لباس تقویٰ ہے۔

یہ تمام اقوال آپس میں ایک دوسرے کے مخالف نہیں۔ ابن کثیر ان ستر العورۃ من التقویٰ و ذلک خیر۔ اعضائے مخصوصہ کا پردہ کرنا کپڑے سے یہی لباس تقویٰ ہے اور بہتر معنی ہے۔

مشرک لوگ مرد وزن ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ اس میں ان کا ردّ ہے اور لباس زینت وہ ہے جس سے مقصود اعضائے مخصوصہ کا ڈھانکنا ہو، معالم و خازن و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسباب النزول و بخاری شریف و دیگر تفاسیر سے لباس زینت کے متعلق روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ جس سے انسان کا ستر ہو ناف سے لے کر زانوں تک نماز کے لیے ایسا کپڑا ہو جس سے کندھے ننگے نہ ہوں۔ مشرکین کا ردّ بھی اسی طریق سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بالکل ننگے دھڑا اپنے کپڑے اُتار کر طواف کرتے تھے اور یہ ان کی جہالت کا کمال و کرشمہ تھا اس سے خداوندِ قدوس نے منع فرمایا۔ مسلمانوں نے ان کے مقابلے میں ننگے سر کو عیب سمجھا۔ اور ننگے کندھے کو عیب نہ سمجھا۔ بعض مسلمانوں نے کندھے ڈھانکنے فرض جان لیے اور ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ جانا۔ اسی افراط و تفریط کی اُلجھن میں اپنی رائے کو دخل دینا پسند کیا۔ اور شریعت کے تول و توازن کا لحاظ نہ رکھا اور قرآن مجید کے مفہوم کو نہ سمجھا۔ خُذُوا زِيْنَتَكُمْ کے اُوپر ہی سکوت اختیار کیا۔ ان دوستوں نے یہ نہ سمجھا کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپؐ نے حکم قرآنی کے باوجود کیوں ننگے سر نماز پڑھی اور پڑھائی؟ اور جس کسی نو آموز نے کسی صحابیؓ کو ننگے سر نماز پڑھتے دیکھ کر تعجب کیا۔ صحابی نے اسے کیسا دندان شکن جواب دیا۔ لیکن آج کل کے علّامۃ الدہر کیسے فخریہ انداز میں بیان کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت نہیں۔ اور اگر کسی صحابی نے ننگے سر نماز پڑھی ہے تو کپڑوں کی قلت کی وجہ سے پڑھی ہو گی۔ کیا ہی خوب کہا ہے کہنے والے نے ؎

وکم من عائب قولاً صحیحًا
وآفته من الفهم السقیم

(بہت سے بے سمجھ انسان صحیح بات کو عیب دار بنا کر بیان کرتے ہیں۔ اور یہ آفت و مصیبت ان کی ناقص سمجھ کا نتیجہ ہوتی ہے)

برادرانِ اسلام! جو شخص صحیح شرعی بات کو غلط کہنے والے پر کوئی سخت کلمہ کہہ دے اُسے بُرا نہ کہنا کیونکہ وہ جذبۂ غیرتِ اسلامی کے پیشِ نظر مجبور ہے ؎

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امام ابن القیمؒ نے ایسے شخص کو منصف کہا ہے سہ

من سبّ بالبرهان لیس بظالم
والظلم من سبّ العبد بالبهتان

(جو شخص سخت دلیل کے ساتھ سخت کلامی کرے وہ ظالم نہیں ہے۔ ظلم اُس شخص کا ہوتا ہے جو کسی شخص کو ناجائز بُرا کہے)

آئیے! اور خدا را انصاف کیجئے آپ کے نزدیک پہلا نمبر بخاری شریف کا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

عن محمّد بن المنکدر قال صلّی جابرٌ فی الازار قد عقده من قبل قفاه وثیابه موضوعة علی المشجب فقال له قائلٌ تصلی فی ازارٍ واحدٍ فقال انما صنعت ذالك لیرانی مثلكَ وایّنا كان له ثوبان علی عهد رسول الله صلّی الله علیه وسلّم ایضًا عن محمّد بن المنكدر قال رایتُ جابراً یصلّی فی ثوبٍ واحدٍ وقال رأیتُ النّبیّ صلّی الله علیه وسلّم۔

(محمد بن منکدرؒ نے کہا کہ حضرت جابرؓ نے ایک ہی تہہ بند میں نماز پڑھی، اور اپنے کپڑے کھونٹی پر رکھ دیے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ آپ نے ایک ہی تہ بند میں کیوں نماز پڑھی ہے؟ حضرت جابرؓ نے جواب دیا اس لئے تا کہ میں تیرے جیسے بے سمجھ کو بتا دوں کہ نماز ننگے سر ہو جاتی ہے اور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے عہد میں بہت کم لوگوں کو دو کپڑے میسّر آتے تھے)

دوسری روایت میں محمد بن منکدرؒ سے یُوں ہے کہ میں نے حضرت جابرؓ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھ کر اس کی وجہ دریافت کی اُنہوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

قال فی النہایۃ والغرض بیان جواز الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ولو کانت الصلوٰۃ فی الثوبین افضل فکانہ قال صنعتہ عمداً لبیان الجواز۔

(صاحب نہایہ نے کہا کہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگرچہ دو کپڑوں میں فضیلت ہے نماز کی۔ اسی لیے حضرت جابرؓ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی تاکہ جو لوگ بے سمجھ ہیں وہ جان لیں کہ ننگے سر نماز جائز ہے)

عن عمر ابن ابی سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلّی فی ثوبٍ واحدٍ قد خالف بین طرفیہ۔

(حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے میں اس طرح نماز پڑھی کہ چادر کا دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر۔)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ شیٔ۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نماز نہ پڑھے ایک کپڑے میں اس طرح کہ اس کے کندھے ننگے ہوں)

بلوغ المرام سے لے کر بخاری شریف تک ننگے سر نماز پڑھنے اور پڑھانے کی صحیح اور صریح روایات موجود ہیں اور اس میں کسی کو شک نہیں لیکن وہ لوگ جنہیں مسئلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کا صحیح علم نہیں ہوتا انکار کرتے ہیں اور جو جان بوجھ کر ترکِ حق کرے وہ کفر سے بعید نہیں۔
بعض لوگ شکم پروری اور اُمراء کی خوشامد کے مرض میں مبتلا ہو کر کتمانِ حق کرتے ہیں۔
اللہ تعالےٰ ان پر رحم کرے اور ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قمر الدین
خطیب جامع اہلحدیث پنڈی پیراں

## جناب محترم مولانا عبدالقیوم صاحب
### نارو کی ماہجہ ضلع قصور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد

ننگے سر نماز ادا کرنے کا مسئلہ تمام کتبِ احادیث میں موجود ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کیوں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگے سر نماز پڑھی اور پڑھائی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی اس پر عمل کیا۔ چند احادیث درج ذیل ہیں۔

عن عبد الرحمان بن کیسانؓ قال رایت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر والعصر فی ثوبٍ واحد متلبسا
رواہ ابن ماجہ: باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ص۷۲
ناشران ادب منزل کراچی)

عن محمد ابن عبد الرحمٰن قال امّنا جابر ابن عبداللہ فی قمیصٍ واحدٍ لیس علیہ رداءٌ فلما انصرف قال ھٰکذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی قمیص واحد (ابوداؤد ص۶۵ ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

بیہقی باب الصلوٰۃ فی قمیص واحد قال ابو حنیفہ عن عطاء عن جابر انہ امہم فی قمیص واحد و عندہ فضل ثیاب یعرفنا بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسند امام اعظم ص۔۔)

باب جواز الصلوٰۃ فی الثوب الواحد۔ ابو حنیفہ عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی ثوب واحد متوشحا بہ فقال بعض القوم لابی الزبیر غیر المکتوبۃ قال المکتوبۃ وغیر المکتوبۃ (مسند امام اعظم ص۱۰۳)

باقی رہا خذوا زینتکم کا استدلال

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلیلبس ثوبیہ فان اللہ احق من دان یدین لہ (طبرانی بحوالہ مرعاۃ المصابیح باب السترۃ (۵۰۶)

سر کا ننگے ہونا یا نہ ہونا کوئی سوال نہیں۔

(مولانا) عبدالقیوم مرحوم ناروکی ما بجہ

ضلع لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مولانا محمّد یوسف صاحب

ناظم دار الحدیث (رجسٹرڈ) راجووال) ضلع اوکاڑہ)

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ — مزاج شریف!

حقیر نے ننگے سر کے متعلق ملک کے مشہور علمائے کرام مدظلہم العالی سے فتاوے حاصل کئے۔ ناچیز کی اس مسئلہ کے متعلق تسلی ہو چکی ہے۔ اب آپ صرف سر پر پگڑی باندھ کر نماز پڑھنے کے متعلق جو روایات ہیں، ان کا حال لکھیں (سائل مشتاق احمد۔ نبی پور پیراں)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔

گذارش آنکہ۔ عدیم الفرصت اور ناقص العلم ہوں۔ اور یہ کام عالم متبحر فی العلوم خصوصًا ماہر حدیث کا ہے تاہم مختصرًا عرض ہے۔ اسی پر اکتفا کریں۔

**حدیث نمبر ۱:** علیکم بالعمائم: حضرت علامہ تحفۃ الاحوذی نے جلد ۳ صفحہ ۵۰ میں فرمایا ہے۔

منہا حدیث علیکم بالعمائم اخرجہ ابن عدی والبیھقی فی الخلاصۃ وھو موضوع فقال فی اللآلی لا یصح یعنی یہ حدیث موضوع ہے۔ لآلی نے کہا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی بابت مجمع الزوائد میں لکھا ہے۔

فیہ عیسی ابن یونس مجھول: علامہ محمّد طاھر بن علی ھندی فتنی (تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵۵) میں لکھتے ہیں پگڑی کے متعلق جس قدر روایات آئی ہیں، تقریبًا سب ضعیف ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## حدیث ۲:

صلوٰۃ بعمامۃ تعدل بخمس و عشرین وجمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ۔

یعنی پگڑی باندھ کر نماز پڑھنے میں پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے اور ایک نماز جمعہ اگر پگڑی باندھ کر ادا کی جائے تو ستر جمعہ کا ثواب ہوتا ہے۔

## حدیث ۳

صلوٰۃ علی کور العمامۃ یعدل ثوابہا عند اللہ غزوۃ فی سبیل اللہ وضعہ ابراہیم۔

## حدیث ۴

الصلوٰۃ فی العمامۃ عشرۃ آلاف حسنۃ و فی المقاصد وھو موضوع تذکرۃ الموضوعات ص۱۵۶

"پگڑی باندھ کر نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ جہاد کرنے کا ثواب۔ پگڑی سے نماز پڑھنے میں دس ہزار نیکیاں زیادہ ملتی ہیں۔ زیادہ تفصیل کے لیے تذکرۃ الموضوعات باب اللباس و فضل الصلوٰۃ بالعمامۃ صفحہ نمبر ۱۵۵ کا مطالعہ کریں۔

علامہ محمد طاہر بن علی ہندی فتنی نے کتاب مذکور میں پگڑی کی موضوع روایات کی قلعی کھول دی ہے۔ جزاہ اللہ عنی وعن سائر اھل التوحید

اسی طرح ترمذی شریف جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی کے حاشیہ میں اشعۃ اللمعات کے حوالہ سے ایک گپوڑا درج ہے کہ پوشیدن عمامہ سنت ہے۔

" واحادیث بسیار در فضل آں وارد شدہ و آمدہ است کہ دو رکعت بعمامہ بہتر است از ہفتاد رکعت بعمامہ"

(پگڑی باندھنا سنت ہے۔ اس کی فضیلت میں کئی حدیثیں آئی ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مسئلہ ہے کہ دو رکعت پگڑی سے پڑھنا بغیر پگڑی کی ستر رکعت سے افضل ہے!

نوٹ: طلبہ حدیث کو چاہیئے کہ صحاح ستہ کسی لائق سلفی عالم سے پڑھیں اور احادیث کا مفہوم علیٰ تشریح المحدثین پڑھیں اور حاشیہ وغیرہ پر ہرگز اعتماد نہ کریں۔ کیونکہ حواشی میں عموماً علمائے یہود کی طرح تقلید کی وجہ سے اصل احادیث کے متن کی تحریف و تاویل کی گئی ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مثلاً ترمذی شریف جلد۲ صفحہ ۱۰۰ مجتبائی دہلی باب ماجاء فی الاخذ من اللحیۃ کے حاشیہ میں ہے۔

: بوجوب قطع ما زاد علی القبضۃ۔

"یعنی ڈاڑھی مٹھی بھر سے زائد ہو تو کاٹنی واجب ہے"

افسوس! حدیث پر یہ کس قدر زیادتی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق تحقیق مقصود ہو تو تحفۃ الاحوذی جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۱ کا مطالعہ کریں۔ علامہ عبدالرحمانؒ مبارکپوری نے علیٰ تشریح المحدثین اس حدیث کی خوب وضاحت کی ہے۔ اگر اردو میں تحقیق کرنا مقصود ہو تو مولانا عبدالقادر حصاریؒ کا مضمون اخبار اہلحدیث مرحوم سوہدرہ ۲۶ ذوالحجہ ۱۳۷۱ھ۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۲ء جلد ۴ شمارہ ۳۵۔ ۴ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۵۲ء ۱۹ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ ۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء جلد ۳ شمارہ ۳۸ ملاحظہ کریں۔ یہ مضمون جناب مولانا محمد علی لکھویؒ کے جواب میں مولانا حصاریؒ مرحوم نے لکھا تھا۔ علمائے حق نے اس مسئلہ کے متعلق تقریباً ہر زبان میں ان گنت کتابیں لکھی ہیں صرف حاشیہ محولہ پر اکتفا نہ کریں اور اس حدیث کو علیٰ تشریح المحدثین نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے ایک مخلص اہلحدیث عالم سے ناچیز کی مخلصانہ بحث ہوئی۔ جواب نہ آنے پر مولوی صاحب مذکور نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ڈاڑھی کٹواتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوئے دیکھا ہے ؛ نعوذ باللہ۔

راقم آثم نے جواباً صرف یہ عرض کی کہ :۔

" مسائل شرعیہ کی بنیاد کسی اُمتی کا خواب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ہمارے پاس علم الیقینی (علم وحی) اللہ تعالیٰ کی توفیق سے محفوظ ہے "۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان فتنوں سے محفوظ رکھے اور اپنے مخلص بندوں میں شامل فرمائیے

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

بندۂ خاطی : ابوالسلیم محمد یوسف الجامعۃ الکمالیہ عرف دار الحدیث راجووال اوکاڑہ

۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ ● ۴ ر اگست ۱۹۶۸ء

# حضرت مولانا محی الدین صاحب لکھوی

## مرکز اسلام ● دیپالپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المسئلہ :

۱۔ کیا ننگے سر نماز جائز ہے ؟

۲۔ کیا ننگے سر نماز منع ہے ؟

۳۔ سر ڈھانک کر نماز بہتر ہے یا ننگے سر ؟

(سائل : مشتاق احمد۔ نبی پور پیراں)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الجواب : واللہ الموفق للصواب

۱۔ جائز ہے۔

۲۔ منع کا کہیں ذکر نہیں۔

۳۔ بالصراحت کہیں ذکر نہیں آیا۔ قیاس یہی چاہتا ہے کہ ننگے سر زیادہ عاجزی کے قریب ہے۔ کیونکہ زیارت بیت اللہ کے وقت سر ننگا رکھنا ضروری ہے البتہ عورت کے ستر میں سر ڈھانپنا ضروری ہے۔

# دَلائِلِ اَحادِیث

۱:۔ عن عمرو ابن ابی سلمۃ قال رایتُ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یصلّی فی الثوب واحد مشتملا بہ فی بیت ام سلمۃ واضعًا طرفیہ علی عاتقیہ (متفق علیہ)

"عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھتے ہوئے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر دیکھا آپ کپڑے کے دونوں کناروں کو کندھے پر ڈالے ہوئے تھے (بخاری ومسلم) یہی معلوم ہوتا ہے کہ سر مبارک ننگا تھا۔"

۲۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لا یصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیہ منہ شیئٌ (متفق علیہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے ایک ہی کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ دونوں کندھوں پر کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

معلوم ہوا کہ سر ڈھانپنا ضروری نہیں۔

۳۔ وعنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول من صلى في ثوب واحد فليخالف بين طرفيه (رواه البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے" جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے چاہیئے کہ کپڑے کے دو پلڑوں میں مخالفت کرے (یعنی بغلوں کے نیچے سے دایاں پلڑا بائیں کندھے پر اور بایاں پلڑا دائیں کندھے پر ڈالے (بخاری شریف)

گویا کندھے ڈھانپے۔ سر ڈھانپنا ضروری نہیں۔

۴۔ عن سلمة ابن الاكوع قال قلت يا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رجلٌ اصيد افاصلی فی قميصٍ واحدٍ قال نعم وازروه ولو بشوكة (رواه ابو داؤد۔ مشكوة شريف)

"حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اس نے کہا میں نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میں شکاری آدمی ہوں کیا میں صرف قمیص میں نماز پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا: ہاں قمیص کو ٹانک لیا کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اگرچہ کانٹے کے ساتھ۔ (ابوداؤد)
اس حدیث میں بھی سر ڈھانکنے کا کوئی ذکر نہیں۔

۵۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرایتہ یصلی علی حصیر یسجد علیہ وقال رأیتہ یصلی فی ثوب واحد متوشحا بہ (رواہ مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُس نے کہا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپؐ ایک چٹائی پر نماز پڑھ رہے تھے۔ اسی پر سجدہ کرتے تھے۔ اس نے کہا میں نے آپؐ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا جسے آپؐ کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔ (مسلم شریف)

۶۔ عن محمد بن المنکدرؒ قال صلی جابرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ازار واحد قد عقدہ من قبل قفاہ وثیابہ موضوعۃ علی المشجب فقال لہ قائل تصلی فی ازار واحد فقال انما صنعت ذالک لیرانی احمق مثلک و اینا کان لہ ثوبان علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ البخاری)

محمد بن منکدرؒ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی چادر میں نماز پڑھی جسے گردن پر باندھ رکھا تھا۔ اور اس کے دوسرے کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ کسی نے کہا آپ ایک ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چادریں نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے صرف اس لیے ایسا کیا ہے تاکہ تیرے جیسا احمق دیکھ لے۔ ہم میں سے کون تھا جس کے پاس دو کپڑے ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں (بخاری)

۷۔ عن ابی بن کعب قال الصلوٰۃ فی الثوب الواحد کنا نفعله مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ولا یعاب علینا فقال ابن مسعود انما کان ذالك اذا کان فی الثیاب قلة فاما اذا وسع اللہ فالصلوٰۃ فی الثوبین ازکیٰ (رواہ احمد)

"حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے نماز ایک کپڑے میں سنت ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتے تھے۔ اور ہم پر کوئی عیب نہ تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ اس وقت تھا کہ جب کپڑوں کی قلت تھی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فراخی کر دی تو دو کپڑوں میں نماز بہتر ہے (امام احمد)

یہاں دو کپڑوں سے مراد قمیص اور تہ بند ہے۔ سر ڈھانپنے کا یہاں بھی ذکر نہیں۔

(فقط) محی الدین لکھوی

۔ ربیع الاوّل ۱۳۸۸ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# شرعی ڈاڑھی

مولانا عبدالقادر حصاری رحمہ اللہ
المتوفی ستمبر ۱۹۸۱ء

طبع دوم ۱۹۹۲ء

عبداللہ سلیم
ناظم جامعہ کمالیہ دارالحدیث منڈی راجووال اوکاڑا پاکستان
فون نمبر ۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# حرفِ آغاز

از: محمّد یوسف دارالحدیث راجووال

آج کا دور اس قدر پُر فتن ہے کہ جو اصل نیکی ہے۔ وہ بُرائی بن چکی ہے۔ شرک کو توحید سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بدعت کو سُنّت بنا لیا گیا ہے۔ اہلِ بدعت اہلِ سُنّت ہیں۔ تو اہلِ کفر، اہلِ توحید، غرضیکہ اصل اور صحیح اسلام کی ہر طرح سے تحریف کی جا رہی ہے۔ اور مسخ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

مثلاً تحصیل دیپالپور میں ایک مشہور عالم کا فتویٰ ہے کہ:۔

"لمبی ڈاڑھی سکھوں کی ہوتی ہے۔ ڈاڑھیاں لمبی نہ کرو۔ ڈاڑھی کٹوانا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت ہے۔ میں نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ ڈاڑھی کٹواتے ہیں"!

کس قدر المیہ ہے! کسی پر تہمت لگانا شرعاً حرام ہے۔ مولانا موصوف کو نہ صرف بیان کرتے ہوئے میں نے کانوں سے سُنا اور دیکھا بلکہ متعدّد بار بحث بھی ہوئی۔ بالآخر اپنی ذاتی تحقیق کو کتابچہ کی صورت میں لکھا۔ کاتب کو دینے ہی والا تھا کہ مولانا عبدالقادر حصاری غفرلہ الباری کا خط آیا کہ میرا مضمون متعلقہ شرعی ڈاڑھی ضرور شائع کریں۔ مجھے شائع کرنے سے متعدّد موانع پیش ہیں۔

لہٰذا مولانا کے رسالہ کو اپنے کتابچہ پر ترجیح دی۔ بفضلہ تعالیٰ حکم کی تعمیل کر دی۔ اب احباب کا فرض ہے کہ رسالہ ہٰذا کا مطالعہ کریں کرائیں اور اس کی اشاعت عام کریں۔

ڈاڑھی منڈوانے، ترشوانے، کٹوانے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ اہلحدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مدارس کے طلباء، اساتذہ، ائمہ مساجد کثرت سے اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اور طرہ یہ کہ رمضان المبارک میں ڈاڑھی منڈے حافظ قرآن سناتے ہیں۔ لوگ خوشی سے سُنتے ہیں۔ سُنّتِ نبویؐ کی توہین اور بے حرمتی پر غیرت نہیں آتی۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَکُمْ خِیَارَکُمْ۔ یعنی بہترین لوگوں کو اپنا امام بناؤ

ذیل میں آپ "اہلِ حدیث کا امتیازی وصف" کے عنوان کے تحت نہایت اختصار سے چند حوالے اور گزارشات ملاحظہ فرمائیں۔

# اہلحدیث کا امتیازی وصف

اہلحدیث کو بفرمانِ حق تعالیٰ اور بفرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ امتیازی وصف حاصل ہے کہ وہ عامل بالحدیث اور مُحِبّ سنّت ہیں۔ دیگر گمراہ فرقوں اور مبتدعین گور پرستوں اور شخصی مقلّدوں اور نفسانی خواہش پرستوں اور انگریزی دان ملحدوں کی طرح حدیث اور سُنّت سے نفرت نہیں کرتے اور اس سے انکار اور مذاق کرنے کو کفر سمجھتے ہیں ———— !

حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ مدارج جلد ا صفحہ ۲۴۲ میں فرماتے ہیں (فارسی عبارت کا مختصر اردو خلاصہ یہ ہے) کہ:-

" اصحابِ علمِ حدیث کو وہ نسبتِ خاص اور پہچانِ مخصوص آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے کہ دوسروں کو حاصل نہیں کہ ہمیشہ احوال وصفات کا ذکر ان کا وردِ زبان ہے۔ اور معرفتِ صفات اور شناخت احوال تعین و تشخّص خاص آپؐ کی ذات بابرکات کے ساتھ ان کو حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ اور ہمیشہ شکل جمال شریف کی ان کو ملحوظِ نظر اور نصب العین رہتی ہے۔"

اور شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ نے عجالۂ نافعہ میں اہل حدیث کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے ؎

اهل الحديث هموا اهل النبیؐ وان
لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

"یعنی اہلحدیث ہی اہلِ نبیؐ ہیں۔ اگرچہ ان کو آپ کی بالمشافہ صحبت حاصل نہیں آپ کے انفاس یعنی گفتار کی صحبت پائے ہوئے ہیں۔"

چونکہ ڈاڑھی رکھنا سُنّتِ واجبہ (یعنی واجب ہے کہ اس کے رکھنے کا حکم بصیغہ امر وارد ہے) اور سُنّتِ رسُولؐ بھی اور فطرت اور شعارِ اسلام میں بھی داخل ہے۔ پس جو شخص سچّا پکّا اہلحدیث ہوگا وہی اہلِ سُنّت والجماعت کہلا سکے گا اور اس کا نشانِ امتیازی یہ ہوگا کہ اس کی ڈاڑھی کو قینچی اور اُسترہ نہ لگا ہو۔ جیسے وہ طبعی طور پر نمودار ہوئی ویسے ہی جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا چلی گئی۔

حضرت ہود علیہ السّلام کی ڈاڑھی طبعی طور پر لمبی تھی۔"

(عینی شرح بخاری کتاب الانبیاء)

حضرت ہارونؑ علیہ السّلام کی ڈاڑھی بھی لمبی تھی جو ناف تک پہنچتی تھی (جیسا کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۳ حدیث معراج میں وارد ہے کہ:۔

ثم صعدنا الى السماء الخامسة فاذا انا بهارون ونصف لحيته بيضاء ونصفها سوداء تكاد لحيته تصيب سرته من طولها۔

یعنی پھر ہم پانچویں آسمان پر چڑھے تو اچانک میری ملاقات حضرت ہارون علیہ السّلام سے ہوئی۔ دیکھا تو آپ کی نصف ڈاڑھی سفید ہے۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نصف سیاہ ہے۔ اور اتنی لمبی تھی کہ ناف تک پہنچتی تھی۔
تفسیر درمنثور جلد اوّل صفحہ ۶۳ میں یہ حدیث مذکور ہے۔

عن جابر ان النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم قال لیس احد من اھل الجنّۃ الا وھم جرد مرد الا ما کان من موسیٰ بن عمران فان لحیتہ تبلغ سوتہ۔

" یعنی فرمایا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ سب بہشتی لوگ بغیر بال کے اور بغیر ڈاڑھی مونچھ کے ہوں گے مگر حضرت موسٰی بن عمران علیہ السّلام کے ڈاڑھی ہوگی جو ناف تک پہنچتی ہوگی۔

اسی طرح ہمارے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ڈاڑھی بھی سینہ تک تھی جو سینہ کو بھرے ہوئی تھی۔

پس ثابت ہوا کہ لمبی ڈاڑھی رکھنا سُنّتِ انبیاء ہے اور اس کو منڈانا، کترانا یا مُشت بھر رکھنا خلافِ سُنّتِ انبیاء ہے۔

خلفاء راشدین کی ڈاڑھی بھی لمبی تھی (طبعی طور پر جہاں تک پہنچی وہاں تک تھی) لہٰذا ڈاڑھی منڈانا اور کترانا خلافِ سُنّتِ خلفاءِ راشدین بھی ہے۔

جو لوگ لمبی ڈاڑھی کو بُرا مانتے ہیں اور مذاق کرتے ہیں وہ اہلِ سُنّت والجماعت سے خارج ہیں۔ کیونکہ تفسیر ابنِ کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۴۳ میں اہلِ سنّت کی تعریف یُوں درج ہے۔

ھٰذہ الامۃ ایضا اختلفوا من نبیھم علی نحل کلھا ضلالۃ الا واحدۃ وھم اھل السنّۃ والجماعۃ التمسکون بکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وبما کان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



علیہ الصدر الاول من الصحابۃ والتابعین وائمۃ المسلمین فی قدیم الدھر وحدیثہ کما رواہ الحاکم فی مستدرکہ انہ سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن الفرقۃ الناجیۃ منھم فقال من کان علی ما انا علیہ الیوم واصحابی۔

"یعنی پہلی امتوں کی طرح یہ امت محمدیہ بھی باہم اختلاف پیدا کر کے کئی فرقوں میں بٹ گئی جو سب گمراہ ہیں مگر ایک فرقہ حق پر قائم ہے۔ اور وہ اہلسنت والجماعت ہیں جو قرآن و حدیث کو مضبوط پکڑنے والے ہیں اور اس مسلک پر چل رہے ہیں جس پر پہلے زمانہ کے لوگ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور ائمہ دین چلے تھے۔ قدیم زمانہ نبوت اور اس کے بعد کے زمانہ میں بھی جس پر تعامل جاری رہا۔ یہی فرقہ ناجیہ ہے جو اس طرح کا عامل ہے ....."

چنانچہ اوپر اہل حدیث کا امتیازی وصف بیان ہو چکا ہے جو اس تعریف کا مصداق ہے۔ کیونکہ ہر فرقہ کا ایک امام اور مذہبی مقتدا ہوتا ہے۔ جس کی طرف وہ منسوب ہوتے ہیں۔ یا ان کا ایسا نام ہے جس سے ان کا طرز عمل نمایاں ہوتا ہے۔ اہل حدیث کے امام چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے نام کی طرف منسوب ہو کر محمدی اور آپ کی کلام کی طرف منسوب ہو کر اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۵۲ میں ہے۔

قال بعض السلف ھذا اکبر شرف لاصحاب الحدیث لان امامھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

"یعنی بعض سلف صالحین نے یہ کہا کہ یہ بہت بڑا شرف اہل حدیث کو حاصل ہے کہ ان کے امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اصل اہل سُنّت اہل حدیث ہی ہیں۔ غنیۃ الطالبین جلد اول مطبوعہ مصر صفہ ۹ میں ہے۔

اما الفرقۃ الناجیۃ فھی اھل السنّۃ والجماعۃ الملقب بہ اھل الحدیث۔

یعنی فرقہ ناجیہ اہلسنّت والجماعت ہیں۔ جن کا لقب اہل حدیث ہے۔

یہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جن کو تاج الاولیاء قرار دیا گیا ہے ـــــــــــ!

لوگوں نے اپنے الگ الگ امام اعظم بنا لئے ہیں۔ اور ہمارے امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں جو تمام انبیائے کرام کے بھی امام ہیں چنانچہ تفسیر ابن کثیر جلد ا صفہ ۲۶۷ میں ہے۔

فالرسول محمّد خاتم الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ وانما ھوالامام الاعظم الذی لو وجد فی ای عصر لکان ھوالواجب الطاعۃ المقدم علی الانبیاء کلھم ولھٰذا کان امامھم لیلۃ الاسراء مما اجتمعوا ببیت المقدس وکذالک ھو الشفیع فی المحشر فی اتیان الرب جل جلالہ لفصل القضاء بین عبادہ الخ۔

یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہی امام اعظم ہیں جو ہر زمانہ میں واجب الطاعت ہیں۔ اور تمام انبیاء پر مقدم ہیں۔ اسی وجہ سے معراج کی رات میں تمام انبیاء کے امام بنے تھے۔ جب کہ بیت المقدس میں جمع ہوئے تھے۔ اسی طرح ہی روزِ محشر میں آپ سب کے امام ہوں گے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فیصلہ کے لیے آئے گا۔

جب آپ کا سب کائنات سے مرتبہ رفیع اور بلند ہے تو آپؐ کا حکم ماننا فرض اور آپؐ کی سُنّت پر عمل کرنا واجب ہے۔ جو شخص آپؐ کے حکم کی تکذیب کرے گا یا آپ کی سنّت کی توہین اور تحقیر کرنے والا یا اس سے مذاق کرنے والا کافر ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں مشکوٰۃ ج ۱ صت۲۲ ) طبع کراچی حاشیہ ع۱۱

حضرت نے فرمایا چھ آدمیوں پر میں لعنت کر چکا ہوں ۔حدیث کا آخری جملہ یہ ہے وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي میری سُنّت کا تارک ملعون ہے۔ ملّا علی قاری فرماتے ہیں۔ ای المعرض عنها بالكلية او بعضها استخفافًا بها و قلة مبالاة فهو كافر و ملعون ۔ پنجاب کا مخلص درویش لکھتا ہے۔

کسی نبی دی سُنّت کارن کھٹھا کرے جے کوئی

بیشک کافر بیشک کافر خبر حدیثوں آئی

نوٹ: طلبا رحدیث کو چاہیئے کہ صحاح ستّہ کسی لائق سلفی العقیدہ باعمل عالم سے پڑھیں اور حدیث کا مضمون علی تشریح المحدثین پڑھیں۔ حاشیہ وغیرہ پر ہرگز اعتماد نہ کریں۔ کیونکہ حواشی میں مقلّدین علماء نے علمائے یہود کی طرح تقلید کی وجہ سے متن کی تحریف و تاویل اور اپنے عقیدے کے مطابق مذموم کوشش کی ہے۔ گو علماء اہلحدیث نے ان کی قلعی کھول دی ہے۔ ان کی خیانت کا راز فاش کر دیا ہے۔ مثلاً ترمذی شریف جلد ۲ صنا مجتبائی دہلی باب ما جاء فی الاخذ من اللحیۃ کے حاشیہ میں ہے۔

بوجوب قطع ما زاد علی القبضۃ یعنی داڑھی مٹھی بھر سے زائد ہو تو کاٹنی واجب ہے۔ افسوس حدیث پر کس قدر زیادتی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق تحقیق مقصود ہو تو تحفۃ الاحوذی جلد ۴ صا۱ کا مطالعہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امام علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ نے علی التشریح المحدثین اس حدیث کی خوب وضاحت کی ہے۔ اگر اردو میں تحقیق کرنا مقصود ہو تو مولانا عبدالقادر حصاریؒ المتوفی سنہ ۱۹۸۱ء کا مضمون اخبار اہلحدیث مرحوم سوہدرہ ۲۶ ذوالحجہ سنہ ۱۳۷۱ھ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۵۲ء جلد ۴ شمارہ ۳۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۲ھ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۵۲ء ۱۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۲ھ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۵۲ء جلد ۳۶ شمارہ ۳۸ ملاحظہ فرمائیں۔

یہ مضمون جناب مولانا محمد علی لکھوی المتوفیٰ

کے جواب میں مولانا حصاری مرحوم نے لکھا تھا علمائے حق نے اس مسئلہ کے متعلق ہر زبان میں ان گنت کتابیں لکھی ہیں۔ صرف حاشیہ محولہ پر اکتفاء نہ کریں اور اس حدیث کو علی تشریح المحدثین نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ ایک مخلص اہلحدیث عالم سے ناچیز کی مخلصانہ بحث ہوتی۔ جواب نہ آنے پر مولوی صاحب مذکور نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں داڑھی کٹواتے ہوئے دیکھا ہے (نعوذ باللہ) راقم آثم نے ادباً جواباً عرض کی کہ یہ شیطانی دھوکہ ہے کیونکہ مسائل شرعیہ کی بنیاد کسی اُمتی کا خواب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمارے پاس علم یقینی ہے (علم وحی) اللہ تعالیٰ کی توفیق سے محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

طالب الدعوات اثیم ابوالسلیم غفرلہ الکریم
محمد یوسف خادم جامعہ کمالیہ معروف دارالحدیث رجسٹرڈ راجووال
ضلع اوکاڑہ۔ پاکستان

۱۹۹۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ڈاڑھی بڑھانے کا شرعی حکم

مولانا عبدالقادر حصاریؒ

ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹانا اور پست کرنا شعارِ اسلام اور رأس الفطرت ہے۔ اور ملّتِ حنیفیہ کا عنوان ہے۔ اور یہود و نصاریٰ و مشرکین مجوس اور مسلمین موحدین کے درمیان فارق اور ما بہ الامتیاز ہے۔

یہ وہ علامتِ اسلام ہے جس پر کل انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام و ائمہ کرام کا مسلسل تعامل چلا آیا ہے اور اس کا حکم اور وجوب احادیثِ صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے۔

اور ڈاڑھی منڈانا اور کٹانا یہودیوں اور عیسائیوں اور مشرکین مجوس وغیرہ سے مشابہت ہے اور اسلام کے خلاف ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔ بایں ہمہ اس دَورِ ضلالت میں یہ بیماری وبا کی صورت میں تمام اسلامی ملکوں میں پھیل گئی ہے اور تمام عرب و عجم پر چھا گئی ہے اور حد سے گزر کر ایسی لاعلاج ہو گئی ہے کہ شفاءِ کلّی کی کوئی اُمید باقی نہیں رہی۔ پہلے یہ صورت گناہ محض تھی۔ اب کفر کی حد کو پہنچ گئی ہے کہ اس شعارِ اسلام کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مونڈی اور کٹی ہوئی مونچھوں پر اور بڑھی ہوئی ڈاڑھیوں پر ہنسی اور استہزاء کیا جاتا ہے۔ اور اس رأس الفطرت اور فرضِ دینی کا استخفاف کر کے پھبتیاں اُڑائی جاتی ہیں۔ اور آوازے کسے جاتے ہیں بلکہ ملحدین اور اہلِ ضلالت میں ڈاڑھی منڈانا اور کٹانا اسلام اور تقوےٰ اور دیانتداری کا نشان قرار پا چکا ہے اور ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں منڈانا علامتِ نفاق اور کفر و نشانِ بے ایمانی ٹھہر چکا ہے۔ گویا حالات برعکس ہو گئے ہیں اور ایسا انقلاب آچکا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسلام کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے اور پھر اس پر تعجب یہ ہے کہ علمائے اسلام خاموش ہیں بلکہ اکثر علماء تو صبغۃ اللہ یعنی رنگِ شرعی کو چھوڑ کر اہلِ ضلالت کے رنگ سے رنگیں ہو رہے ہیں۔ بجائے اس بات کے کہ وہ ایسے ملحدوں اور بے دینوں کی اصلاح کریں خود اسی شعارِ اسلام کو چھوڑ کر اس کے شرائعِ دین میں داخل ہونے کے ہی منکر ہیں۔ چنانچہ

# جماعتِ اسلامی

جو اپنے زعم و گمان میں اصلاح کا علَم بلند کر رہی ہے اور تمام لوگوں کو کتاب و سنّت کی دعوت دیتی ہے اس جماعت کے بانی جناب مولانا ابو الاعلیٰ مودودی ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳، ۴، ۵، ۶ صفحہ ۲۷ مطبوعہ ماہ مئی، جون ۱۹۴۵ء میں لکھتے ہیں کہ:-

"آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے اتنی ہی ڈاڑھی رکھنا سنّتِ رسولؐ یا اسوۂ رسول ہے۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عاداتِ رسولؐ کو بعینہٖ وہ سنّت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے رہے مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنّت کی صحیح تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنّت قرار دینا اور پھر ان کی اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریفِ دین ہے جس سے نہایت بُرے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔"

ناظرینِ اہلِ علم خصوصًا علماءِ اہلِ سنّت اس جماعت کے ارکین اور مبانی کے اس عقیدہ اور اصول پر غور فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور سنّت اور شعارِ ملّت کو بدعت قرار دے رہے ہیں اور پھر دعوٰے یہ ہے کہ ہم حکومت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رعایا کو کتاب و سُنّت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور ان کی اصلاح کرتے ہیں ؎

یہ دینِ خدا کی غیر کو دعوت کریں گے کیا ؟
خود گم ہیں غیروں کو ہدایت کریں گے کیا ؟
کمزور خود ہیں نصرتِ سُنّت کریں گے کیا ؟
بے جان خود ہیں زندہ شریعت کریں گے کیا ؟

اسی بدعقیدہ کا یہ اثر ہے کہ تمام جماعتِ اسلامی کے افراد پر طائرانہ نظر کی جائے تو تمام خاص و عام، عالم و جاہل کی ڈاڑھیاں منڈی ہوئی یا کٹی ہوئی نظر آئیں گی إلا ماشاء اللہ۔ کوئی قلیل بچا ہوا ہوگا وہ بھی کوئی اہل حدیث ہوگا جو ان کی ظاہری نمائش اور کتاب و سنّت کی اشاعتِ ظاہرہ سے دھوکا کھا کر ان میں بھرتی ہوا ہوگا۔

ان کی اسی بدعقیدگی کی وجہ سے اکابر علمائے اہل حدیث اور علمائے دیوبند جماعتِ اسلامی سے متنفّر ہوگئے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ مولانا مودودی منکرینِ حدیث کی طرح حجیّتِ حدیث کے انکاری نہیں ہیں۔ اس لئے ان کی گرفت ایسی آسان ہے کہ خود ان کی تصنیف ہی سے ان کی تغلیط و تکذیب کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ تفہیمات حصّہ اول کے ص۲۲۱ پر "رسالت اور اس کے احکام" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں اس عقیدہ اور اصول کی صاف تردید ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض منکرینِ حدیث کے جوابات میں جو مضامین میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھے ہیں ان میں بھی خود ان کی تردید ہے۔ تفہیمات کے ص۲۱۶ میں "اتباع و اطاعتِ رسول" کے عنوان سے جو مضمون درج ہے اس میں بھی ان کا رد لامرد ہے۔

بعض ملحد لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال کی تقسیم کرکے بعض قسموں کی اتباع و اطاعت ضروری قرار دیتے ہیں اور بعض میں نہیں اور بعض کام آپؐ کے بحیثیت بشریت قرار دیتے ہیں اور بعض بحیثیت رسالت تو ان کے جواب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مولانا مودودی نے فرمایا ہے کہ :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہوجانے کے بعد بہرحال بحیثیت رسول کام کرتے رہے اور آپ کی اتباع و اطاعت جملہ امور میں مطلقاً فرض ہے"

اور پھر اس دعوے پر آیاتِ قرآنی پیش کی ہیں۔ چنانچہ سورۂ احزاب کی آیت اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا پر لکھتے ہیں۔

اس آیت میں زمانہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ مومن اور مومنہ سے خالص عہدِ رسالت کے مومن مرد و عورت مراد نہیں لئے جا سکتے۔ اَمْرًا کا لفظ عام ہے جو ہر قسم کے معاملات پر حاوی ہے۔ خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی، اللہ اور رسول سے مراد اللہ اور رسول ہی ہیں ...... اور یہاں تمام مومنین و مومنات سے یہ حق سلب کرلیا گیا ہے کہ خدا اور رسول نے جس معاملہ کا فیصلہ کر دیا ہو۔ اس میں انہیں مجتمعاً یا منفرداً خود فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار باقی رہے۔ پھر فرمایا گیا ہے کہ جو اس کے خلاف عمل کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگا"

میں کہتا ہوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً اور فعلاً ڈاڑھی کا بڑھانا ثابت ہے۔ اور اہلِ کتاب اور مجوس مشرکین کی مخالفت کرنے کا آنجناب نے حکم دیا ہے۔ کَمَا سَیَاْتِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ جب اَمْرًا کا لفظ عام ہے جو ہر قسم کے معاملات کو حاوی ہے۔ تو یہ حجامت کے احکام و افعال کو بھی حاوی ہے۔ پس اس بارہ میں بھی مؤمنین سے حق سلب کرلیا گیا ہے کہ خدا و رسولؐ نے جو فیصلہ کر دیا ہے اس میں منفرداً خود علامہ مودودی یا مجتمعاً ان کی تمام جماعت خود فیصلہ کرے کہ یہ افعال و اقوال سنت نہیں یا اسوۂ رسول نہیں ہیں بلکہ یہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیتِ رسولؐ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



انجام دیئے ہیں ۔ لفظِ آمنوا بالعموم ان کو بھی شامل ہے۔ اب اس ہدایت اور سنت کے خلاف عمل کرنا یا اس کو بدعت اور تحریف قرار دینا خود گمراہی ہے جس کے باعث جماعت اسلامی گمراہی میں مبتلا ہے ۔

پھر صفحہ ۲۵۱ پر ایک آیت کا مطلب بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

" رسول پر ایمان لانے کا مدعا صرف یہ نہیں ہے کہ اس کو رسول مان لیا جائے بلکہ اس کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہے ۔ یہ اطاعت کا حکم نہ صرف اس آیت میں بلکہ قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی دیا گیا ہے مطلق ہے مقید نہیں ہے۔ کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں بتایا گیا کہ رسول کی اطاعت فلاں فلاں امور میں ہے اور ان امور کے سوا کسی دوسرے امر میں نہیں ہے پس قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے اس کا رسول ایک حاکمِ عام ہے جو حکم بھی وہ دے اس کا ماننا ضروری ہے "

ملّی عرض کرتا ہے کہ جب رسول پر ایمان لانے کا مدعا اطاعت ہے اور وہ مطلق ہے جو جملہ امور کو حاوی ہے جس میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم بھی داخل ہے۔ اور رسول حاکمِ عام ہے جس کا ہر حکم ماننا لازم ہے تو ڈاڑھی کا حکم جو احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ اعفوا اللحی (ڈاڑھیاں بڑھاؤ) اس کا ماننا بھی لازم ہے۔ پس جو ڈاڑھی منڈائے گا یا کٹائے گا وہ نافرمانِ رسول ہے اور جو اس حکم کو بدعت اور تحریفِ دین قرار دے گا اس کے کفر کا احتمال قوی ہے اور ظن غالب ہے ۔

نیز لکھا ہے کہ :۔

" نبی کی اطاعت اپنے جیسے انسان کی اطاعت نہیں ہے ... دراصل یہ خدا کی اطاعت ہے کیونکہ نبی جو کچھ کہتا ہے خدا کی طرف سے کہتا ہے اور جو کچھ عمل کرتا ہے خدا کی ہدایت کے ماتحت کرتا ہے وہ خود اپنے نفس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتا بلکہ خدا کی وحی کا اتّباع کرتا ہے۔
اس لئے تم کو مطمئن ہو جانا چاہیئے کہ اس کی پیروی میں کسی قسم کی گمراہی اور غلط روی کا خطرہ نہیں ہے۔"

راقم عرض کرتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا اور فرمایا وفّروا اللّحیٰ اور آپ نے اس پر خود بھی عمل کیا کہ آپ کی ڈاڑھی گھنی اور بھرپور تھی اور سینہ پر پھیلی ہوئی تھی کما لا یخفٰی علٰی اہل العلم تو یہ حکم اور عمل آپ کا خدا کی ہدایت کے ماتحت تھا۔ چنانچہ تاریخ ابن جریر جلد ۳ ص ۹۱-۹۰ میں اس کی صراحت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:۔

"میرے رب کا مجھے حکم ہے کہ میں ڈاڑھی رکھوں"

پس یہ عین خدا کی اطاعت ہے۔ نبی جو کچھ کہتا ہے خدا کی طرف سے کہتا ہے۔ اور جو عمل کرتا ہے وہ خدا کی ہدایت کے ماتحت کرتا ہے۔ اپنے نفس کی خواہش سے نہیں کرتا بلکہ خدا کی وحی کا اتّباع کرتا ہے لہٰذا جماعتِ اسلامی کو خصوصاً اور دیگر مسلمانوں کو عموماً مطمئن ہو جانا چاہیئے کہ ڈاڑھی بڑھانے میں کسی قسم کی گمراہی اور غلط روی کا خطرہ نہیں ہے بلکہ یہ عین اطاعتِ الٰہی ہے جو موجب نجات ہے۔ اب جو شخص اس کو بدعت یا تحریفِ دین کہے گا، اس کی گمراہی اور غلط روی نمایاں ہے۔ کما ھو الظاہر۔

پھر ص ۲۵۶ پر فرماتے ہیں:۔

"ہم پورے وثوق کے ساتھ یقین رکھیں کہ نبی کا قول اور عمل گمراہی اور کج روی اور اتّباعِ ہوائے اور بشری فکر و رائے کی غلطیوں سے قطعاً محفوظ ہے اور زندگی میں اس کا قدم مضبوطی کے ساتھ اس صراطِ مستقیم پر جما ہوا ہے جو ٹھیک ٹھیک خدا کی بتائی ہوئی ہے اس کی سیرت پاک اسلامی سیرت کا ایک ایسا معیاری نمونہ ہے جس میں کسی نقص کا شائبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تک نہیں ہے اور اللہ نے خاص طور پر اس کامل و اکمل نمونہ کو اسی لئے بنایا ہے کہ اس کے بندوں میں سے جو کوئی اس کا مقبول و محبوب بندہ بننا چاہے وہ بے خطر اسی نمونہ کی پیروی کرے۔ اس مقصد کو چھٹی اور ساتویں آیت میں کھول دیا گیا ہے چھٹی آیت میں فرمایا گیا ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ میں ایک "اسوۂ حسنہ" ہے اور ساتویں آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو محبوب الہٰی بننے کا واحد ذریعہ بتایا گیا ہے۔ یہاں پھر ہم کو کسی قسم کی تخصیص و تحدید نظر نہیں آتی۔ صریح تعمیم و اطلاق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو مطلقاً اسوہ حسنہ بتایا گیا ہے اور مطلقاً ہی آپ کے اتّباع کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس قدر زیادہ آپ کا اتباع کروگے اور اپنی زندگی میں سیرتِ پاک کا رنگ جتنا زیادہ پیدا کروگے اتنا ہی تقرب تم کو بارگاہِ الہٰی میں حاصل ہوگا اور حق تعالےٰ اتنا ہی تم کو پیار کرے گا۔ تا آخر اس لئے کہ محبوبیت کے لئے بجز اتّباع نبی کے اور کوئی راستہ ہی نہیں۔ فاتبعونی یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ انتھی کلامہٗ بحروفہٖ۔

اسی مدلّل اصول اور ضابطۂ شرعی سے ہم مسئلہ اعفاء اللحیہ کو سمجھتے ہیں تو یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ڈاڑھی بڑھانے کی بابت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور عمل اتّباع ہوئے اور بشری غلطی سے قطعاً محفوظ ہے۔ کیونکہ آپ کا قدم خدا کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم پر جما ہوا تھا۔ آپ کی سیرتِ اسلامی سیرت کا معیاری نمونہ ہے اور کامل و اکمل نمونہ ہے جس میں کوئی نقص نہیں ہے جو کوئی خدا تعالےٰ کا مقبول اور محبوب بندہ بننا چاہے وہ دیگر امورِ شرعیہ کی طرح اس مسئلہ ڈاڑھی میں بھی بے خطر اسی نمونہ کی پیروی کرے کیونکہ محبوبِ الہٰی بننے کا واحد ذریعہ یہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آیاتِ قرآنیہ میں کسی قسم کی تخصیص و تحدید نہیں ہے کہ یہ حکم اور اُسوۂ حسنہ فلاں مسئلہ میں ہے اور ڈاڑھی میں نہیں ہے بلکہ صریح تعمیم اور اطلاق ہے۔ اور آپ کی ذات مطلق اُسوۂ حسنہ ہے جس میں مطلقاً ہی اتباع کی ہدایت ہے جو ڈاڑھی کو بھی یکساں شامل ہے پس جس قدر اس بارہ میں آپ کی اتباع کرو گے اور آپ کی اس سیرت کا جتنا رنگ زیادہ اختیار کرو گے اور جتنی بھی ڈاڑھی زیادہ بڑھاؤ گے اتنا ہی تقرب بارگاہِ الٰہی میں ہوگا اور اللہ تعالےٰ تم کو پیار کرے گا کیونکہ بجز اتباعِ نبی کے محبوبیت کے لئے اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت فَاتَّبِعُوْنِیْ اس پر ناطق ہے۔

حضرات جماعت اسلامی کے مردود قاعدہ اور عقیدہ کا ردّ تو خود ان کے مُسلّمہ اُصول سے ہو گیا ہے جو کہ شرعی دلائل سے ثابت ہیں۔ اب ان کا فرض تو یہ ہے کہ یا تو ان اُصولوں سے انکار کریں پھر تو ان کے اسلام کی خیر نہیں ہے۔ وہ اُڑ جائے گا۔ یا مسئلہ ڈاڑھی کو تسلیم کر لیں اور سُنّت کے مطابق ڈاڑھیاں چھوڑ دیں اور ان سے کچھ متعرض نہ کریں۔ کیونکہ اُسوہ حسنہ میں قول اور عمل سے ڈاڑھی کا بڑھانا صاف ظاہر ہے۔ اور احادیثِ صحیحہ میں وارد ہے۔ یا اس تعمیم و اطلاق سے مسئلہ ڈاڑھی کا استثنا کریں اور اس کی تشخیص کسی دلیلِ شرعی اور اُصولِ اسلامی سے کریں کہ اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں ہے اور اُسوۂ حسنہ میں جو قول اور عمل پایا جاتا ہے منسوخ یا مخصوص ہے۔ اَلْخَصَائِصُ لَا تَثْبُتُ اِلَّا بِالدَّلَائِلِ

## ڈاڑھی بڑھانا سُنّتِ فریضہ ہے

لُغت میں سُنّت کا معنی طریقہ ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے۔

قَالَ الْحَافِظُ فِی الْفَتْحِ وَالْمُرَادُ بِالسُّنَنِ مَا یَتَلَقَّوْنَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجِبًا کَانَ اَوْ مَنْدُوْبًا اَرْ مَنْقُوْل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



از صیانۃ الانسان ص۳۴۷)

یعنی سنّت سے مُراد وہ طریقہ مشروعہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں نے لیا خواہ وہ واجب ہو یا مستحب "

یہ سُنّت یعنی طریقۃ الرسول دو قسم پر ہے۔

۱۔ سنّتِ فریضہ ۲۔ سنّت غیر فریضہ

چنانچہ حدیث میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسُّنَّۃُ سُنَّتَانِ سُنَّۃٌ فَرِیْضَۃٌ فَالسُّنَّۃُ الَّتِیْ فِی الْفَرِیْضَۃِ اَصْلُهَا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ اٰخِذُهَا هُدًى وَتَرْکُهَا ضَلَالَۃٌ وَالسُّنَّۃُ الَّتِیْ لَیْسَ اَصْلُهَا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ الْاَخْذُ بِهَا فَضِیْلَۃٌ وَتَرْکُهَا لَیْسَ بِخَطِیْئَۃٍ (رواہ الطبرانی فی الاوسط کذا فی مجمع الزوائد)

یعنی ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت دو قسم کی ہے۔ ایک فریضہ۔ دوم غیر فریضہ۔ فریضہ وہ ہے کہ جس کا اصل کتاب اللہ میں ہو۔ اس کا پکڑنا اور اس پر عمل کرنا ہدایت ہے اور اس کا ترک کرنا گمراہی ہے اور جس سنّت کا اصل کتاب اللہ میں نہ ہو اس کا لینا فضیلت ہے اور چھوڑنا گناہ نہیں ہے۔

اب داڑھی پر غور کر لیں کہ یہ سنّتِ فریضہ ہے یا غیر فریضہ؟ سو کچھ شک نہیں ہے کہ یہ سُنّتِ فریضہ ہے اور اس کا اصل کتاب اللہ میں موجود ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل دلائل سے ثابت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ا۔ پارہ نمبر ۲۱ میں لفظ فطرۃ اللہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فطرت کو لو اسی پیدائش کو لازم پکڑو کہ جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"ہر ایک بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔"

جیسا کہ ایک چارپایہ پوری پیدائش والا ہوتا ہے پھر اس کے کان وغیرہ کاٹ کر اسے بدل دیا جاتا ہے۔ اس کی تصدیق میں آپ نے یہ آیت پڑھی فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ الآیۃ ۔ یعنی "ہر بچہ اسلام کی اطاعت کے لئے پیدا اور تیار ہوتا ہے۔ اگر اس کے والدین مسلمان ہوں تو اس کو اسلام پر لگا دیتے ہیں اور وہ صحیح فطرت پر قائم ہو جاتا ہے اور اگر والدین یہودی، نصاریٰ یا مجوسی ہوں تو اس کو فطرت سے ہٹا کر دوسرے طریقہ پر لگا دیتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ حالت میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جیسے جانور پوری پیدائش کا پیدا ہو لیکن لوگ اس کے کان وغیرہ کاٹ کر تبدیل کر دیں۔

قرآن کریم کے پارہ نمبر ۵ میں ہے کہ:۔

"شیطان نے کہا کہ میں بنی آدم کو حکم کروں گا کہ وہ چارپایوں کے کان کاٹیں اور میں ان کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدائش کی تغییر کریں۔"

اس کے ساتھ یہ حدیث بھی ملا لیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ:۔

"ایسی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے جو مصنوعی حسن و جمال کے لئے بالوں میں بال ملاتی ہیں، چہرہ پہ خال نکالتی ہیں یا بال نوچتی ہیں، یا سامنے کے دانتوں میں چھید پیدا کرتی ہیں اور فرمایا یہ عورتیں اَلْمُغَيِّرَاتُ خَلْقَ اللّٰهِ (یعنی اللہ کی پیدائش بدلنے والی) ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جیسے عورت کی چھاتی پر قدرت نے پستان پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح مرد کے چہرہ پر ڈاڑھی پیدا کی ہے پس اس کو مونڈنا اور کاٹنا اللہ کی پیدائش میں تغیر اور فطرت اللہ کو تبدیل کرنا ہے۔ ہاں اگر اسلام کے حکم سے ہو تو وہ اللہ ہی کی پیدائش اور فطرت میں داخل ہے۔ وہ تغیر غیر شرعی نہیں ہے۔ تغیر و تبدیل غیر شرعی وہ ہے جو خدا کی پیدائش میں بغیر حکم اور رسول کے اپنی مرضی سے کیا جاوے۔ جیسے عورتوں نے بالوں سے بال ملائے اور پیشانی سے بال نوچے اور دانتوں کو چھیدا تو ان کو "مغیرات خلق اللہ" قرار دے کر ان پر لعنت کی گئی کہ انہوں نے اپنی طرف سے یہ تغیر کیوں کی؟ اسی طرح مردوں کی ڈاڑھیاں بحکم الٰہی پیدا ہوئیں تو یہ فطرت تھی جس کی تغیر اور تبدیل کا شارع نے کوئی حکم نہیں دیا۔ ہاں مونچھوں کے بال زیر ناف کے بال اور بغل کے بال دور کرنے کا حکم دیا ہے جو عین فطرت میں داخل ہے۔ لہٰذا مونچھوں کے بال نہ کٹانا اور ڈاڑھی کے بال کٹانا یا منڈانا خلاف فطرت ہے جو اپنی رائے سے ہے۔ سو یہ تغیر و تبدیل غیر شرعی ہے جو شیطانی کام ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم سے اس سنت کا اصل ثابت ہوا۔ پس یہ سنت فریضہ ہوئی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَۃِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْیَۃِ (الحدیث)

(رواہ احمد ومسلم والنسائی والترمذی)

کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں مونچھیں کٹانا اور ڈاڑھی بڑھانا ...... الخ۔

نیل الاوطار میں ہے:۔

اِنَّ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءُ اِذَا فُعِلَتْ اِتَّصَفَ فَاعِلُھَا بِالْفِطْرَۃِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الَّتِیْ فَطَرَ اللّٰہُ الْعِبَادَ عَلَیْھَا۔

یعنی "ان چیزوں پر عمل کیا گیا تو ان کا عامل اس فطرت سے موصوف ہوا۔ جس پر اللہ نے بندوں کو پیدا کیا ہے۔

پھر لکھا ہے کہ:۔

ھِیَ السُّنَّۃُ الْقَدِیْمَۃُ الَّتِیْ اِخْتَارَھَا الْاَنْبِیَاءُ وَاتَّفَقَتْ عَلَیْھَا الشَّرَائِعُ فَکَاَنَّمَا اَمْرٌ جِبِلِّیٌّ۔

(نیل، ج ا، ص ۱۰۹ ۔ مصری)

کہ یہ طریقہ قدیمی ہے جس کو تمام انبیاء نے اختیار کیا ہے۔ اور سب شریعتیں اس پر متفق ہیں کیونکہ یہ پیدائشی اور طبعی چیز ہے"

مخفی نہ رہے کہ ان دس چیزوں میں بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جو سُنّتِ موکدہ ہیں فرض نہیں ہیں۔ پھر اعفاء اللحیہ کس طرح فرض ہوگا۔؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جن چیزوں کے لئے خارجی دلائل سے یہ ثبوت یا قرینہ مل جائے کہ وہ سنّت ہیں اور واجب نہیں ہیں تو یہ ہمارے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ فطرتی چیزیں اور شعائرِ اسلام دو قسم کے ہیں۔

۱۔ واجبہ ۲۔ مستحبہ اور مسنونہ

مثلاً مسواک اور بغل کے بال دُور کرانے سُنّت ہیں۔ نیل میں ہے کہ:۔

سُنَّۃٌ بِالْاِتِّفَاقِ۔

اور قص الشارب (مونچھ کٹانا) اور اعفاء اللحیۃ (ڈاڑھی بڑھانا) سُنّتِ واجبہ ہیں۔ محلّی ابن حزم جز ثانی صفحہ ۲۲۰ میں ہے۔

وَاَمَّا فَرْضٌ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَۃِ۔

یعنی امورِ عشرہ فطرت میں سے یہ دو چیزیں فرض ہیں۔ مونچھ کٹانا اور ڈاڑھی بڑھانا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اگر ان کو سُنّت کہا جاتا ہے تو معنی طریقہ مسلوکہ کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ اصطلاحی لحاظ سے نہیں۔ چنانچہ نیل جلد ۱ صـ۱۱۱ میں ہے کہ:۔

وَلَوْ وَرَدَ بِلَفْظٍ مِّنَ السُّنَّةِ لَمْ يَنْتَهِضْ دَلِيْلًا عَلٰى عَدَمِ الْوُجُوْبِ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِهِ السُّنَّةُ اَيِ الطَّرِيْقَةُ لَا السُّنَّةُ بِالْمَعْنَى الْاِصْطِلَاحِيِّ الْاُصُوْلِ۔

جوہرنقی برہیقی جلد ۹ صـ۲۶۳ میں حدیث نَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا پر یہ لکھا ہے

اَيْ سِيْرَتَنَا وَطَرِيْقَتَنَا وَذَالِكَ قَدْرٌ مُّشْتَرِكٌ بَيْنَ الْوَاجِبِ وَالسُّنَّةِ الْمُصْطَلَحِ عَلَيْهَا۔

کہ سنّت سے مراد محض سیرت اور طریقہ نبویہ ہے جو واجب اور سُنّتِ اصطلاحیہ کے درمیان مشترک ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی بڑھانا سنّتِ واجبہ ہے۔

۲۔ دوسری دلیل کہ اس کا اصل کتاب اللہ میں ہے جو اس کے سُنّتِ فرلیضہ ہونے پر دال ہے یہ ہے کہ قرآن کریم میں وارد ہے۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

"جو رسول تم کو دے اس کو پکڑ لو اور جس سے روک دے اس سے باز رہو۔"

حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ (صحیح مسلم جلد ۱ صـ۱۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں پست کرنے اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے۔

مشکوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بال ملانے والیوں، سامنے کے دانت چھیدنے والیوں اور بال نوچنے والیوں کو مغیرات خلق اللہ قرار دے کر لعنت کی اور اس لعنت کو قرآن سے ثابت کیا اور یہ آیت مذکورہ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ پیش فرمائی جس سے ظاہر ہوا کہ یہ آیت اپنے اطلاق اور عموم سے تمام اوامر ومنہیات کو شامل ہے جس میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم بھی داخل ہے۔ پس حتی الامکان اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

مسلم شریف جلد ثانی صـ۲۶۲ میں ہے:۔

كَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَمَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَافْعَلُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس چیز سے میں تم کو منع کردوں اس سے تم بچو اور جس چیز کا حکم کردوں تو حسبِ طاقت اس کو بجالاؤ۔

پس آیتِ قرآن اور حدیثِ صحیح سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم دیا ہے یہ واجب العمل ہے۔

۳۔ قرآن کریم میں اُولوا العزم انبیاء کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ط کہ ان کی راہِ ہدایت کی پیروی اور اقتدا کر

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کی قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا میں کی اور افعالِ حج بھی کئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح عاشورہ کا روزہ حضرت موسٰے علیہ السلام کی موافقت میں رکھا۔ اور سورۃ ص کا سجدہ حضرت داؤد علیہ السّلام کی ریس میں کیا۔

اسی طرح ڈاڑھی رکھنا انبیاء کی سُنّت ہے۔ چنانچہ جن اٹھارہ انبیاءؑ کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔ ان میں ایک حضرت ہارون علیہ السّلام بھی ہیں جن کی ڈاڑھی بھی حضرت موسٰے علیہ السّلام نے غضبناک ہو کر ان پر حملہ کیا تھا تو انہوں نے فرمایا۔

لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ (پ۱۶) کہ "میری ڈاڑھی نہ پکڑ"

پس ان کی اقتداء میں ہم کو بھی ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے۔ اس سے ڈاڑھی کا اصل قرآن سے ظاہر ہو گیا۔ جس کا ثبوت قولاً و فعلاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے بھی ہے لہٰذا یہ سُنّتِ فرلضیہ قرار پائی جس کا ترک کرنا ضلالت ہے۔ کما مرّ ذکرہٗ۔

قرآن کریم میں ہے۔

وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ

یعنی "جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے ساتھ کئی باتوں کے تو پورا کیا اس نے ان کو"

وہ کلمات کیا تھے؟ اس بارے میں سلف صالحین حضرات ابن عباسؓ و سعید بن مسیب و مجاہدؒ و شعبیؒ و نخعیؒ وغیرہم سے منقول ہے کہ وہ خصالِ فطرت ہیں۔

اور انہی پر حدیث عائشہ صدیقہؓ ناطق ہے کہ:۔

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ الخ

نیل الاوطار جلد ا صـــ۱۱۳ میں ہے کہ:۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَ صَحَّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْكَلِمَاتِ الَّتِيْ ابْتَلٰى بِهِنَّ اِبْرَاهِيْمُ فَاَتَمَّهُنَّ خِصَالُ الْفِطْرَةِ"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی ہم نے تیری طرف وحی کی کہ ملتِ ابراہیم حنیف کی اتباع کی اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ صحیح طریق سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کلمات جن کے ساتھ ابراہیم کا ابتلاء ہوا اور انہوں نے ان کو پورا کیا۔ وہ خصالِ فطرت ہیں ۔"

اور خصالِ فطرت میں ڈاڑھی بڑھانا شمار کیا گیا ہے۔ پس اس کا اصل کتاب اللہ میں پایا گیا اور یہ سُنّتِ فریضہ ثابت ہوئی جس کا ترک گمراہی ہے۔

۵۔ اہلِ مذاہب اپنے چہروں اور جسم پر ایک خاص قسم کا امتیازی رنگ رکھتے تھے جس سے ان کی پہچان کی جاتی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے موحدین مسلمین کو فرمایا کہ:۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ (پ ۱) کہ اللہ تعالیٰ کی رنگت کو لازم پکڑ رد۔

جامع البیان میں ہے۔

وَهِيَ فِطْرَةُ اللّٰهِ فَإِنَّهَا حُلْيَةُ الْإِنْسَانِ

کہ اللہ کی رنگت سے مراد اللہ تعالےٰ کی فطرت ہے اور وہ مسلمان انسان کا حلیہ ہے ۔"

وہ امورِ فطرت دس ہیں جن سے مسلمان کا تعارف ہوتا ہے۔ ان میں ڈاڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔ لبیں لپست ہوں اور ڈاڑھی بڑھی ہوئی ہو تو اس حلیہ سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص محمدی مسلمان ہے بس یہی اللہ کی رنگت ہے جس کا التزام کرنا ہر مسلمان کا کام ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ صِبْغَةَ اللّٰهِ فِطْرَتُهُ (تحفۃ الودود)

اس لفظ سے بھی ڈاڑھی کا قرآن کریم سے اصل ثابت ہوا۔ پس یہ امورِ خمسہ بطورِ دلائل ذکر ہیں جن سے اعفاء اللحیہ کی اصلیت کتاب اللہ سے ثابت ہوئی اور ہم سابقاً حدیث سے ثابت کر چکے ہیں کہ جس سنّت کی اصل کتاب اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے ظاہر ہو وہ سنّت فریضہ ہے جس کا ترک ضلالت ہے۔ لہٰذا ڈاڑھی کا منڈانا اور کتّانا گمراہی ہے۔ پھر جو لوگ اس کو شرائع دین سے نہیں سمجھتے وہ گمراہ ترین ہیں جن کے کفر کا احتمال قوی ہے۔

## ڈاڑھی بڑھانا اور لبیں کٹانا شعارِ اسلام ہے

شعار کے معنے نشان اور علامت کے ہیں اور اصطلاح شرع میں اس مخصوص علامت کا نام ہے جس سے مسلمان دوسرے لوگوں مشرکین اور غیر مذہب یہود۔ نصارٰے، مجوس کافرین سے پہچانے جائیں۔ لڑائی کے میدان میں مسلمان فوج ایک دوسرے کو پہچان لے اور سفر میں ایک دوسرے کو جان لے کہ یہ شخص ہمارا بھائی ہے۔ دیہات اور شہروں میں اختلاط ہو تو اس نشانِ خاص سے مُوحّد اور مشرک کے مابین، مسلمان اور کافر کے مابین، یہودی، عیسائی، مجوسی اور محمدی مسلمان کے درمیان امتیاز ہو جائے۔ وہ ظاہری حلیہ مونچھیں نہایت پست کرنا اور ڈاڑھی بڑھانا ہے۔ اس حلیہ کو دیکھتے ہی سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہے اور اندرون ستر ختنہ ہے کہ اگر ڈاڑھی میں کچھ نقص ہو اور پھر کسی مسلمان انسان کا دوسرے کافر انسان سے فرق معلوم کرنا ہو تو دیکھ لیا جائے کہ ان میں مختون کون ہے؟ جو مختون ہوگا وہ مسلمان ہے کیونکہ ختنہ بھی شعارِ اسلام ہے۔

اب ہم لبیں کٹانے اور پست کرانے اور ڈاڑھی بڑھانے کا شعارِ دینِ اسلام ہونا ثابت کرتے ہیں کہ وہ نشان ہے کہ جس سے مسلمان اور مشرک اہلِ سنّت اور اہلِ کتاب کے درمیان پہچان کی جاتی ہے۔

اوّل یہ جاننا چاہیئے کہ جو علامت عہد نبوی میں مقرر ہو چکی وہی معتبر ہوگی۔ بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں اگرچہ اہلِ مذاہب اس میں تبدّل و تغیّر کرتے ہیں وہ معتبر نہ ہوگا۔ مثلاً اب مجوس ڈاڑھی بڑھالیں یا سکھ مشرکین ڈاڑھی رکھ لیں تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ عہدِ نبوی میں جو احکام مقرر ہو چکے ہیں۔ وہی معتبر اور مقبول ہیں۔ بہرکیف مندرجہ ذیل دلائل پر غور کریں۔

# مجوس مشرکین کا شعار

نواب صدیق حسن خانؒ اپنے رسالہ عشرہ کاملہ میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ صحیح ابن حبان میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت نے مجوس کا ذکر کیا تو فرمایا۔

اِنَّهُمْ يُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ وَيَحْلِقُوْنَ لِحَاهُمْ فَخَالِفُوْهُمْ

یعنی پارسی (آگ پرست) لوگ مونچھوں کو وافر کرتے ہیں اور ڈاڑھی کو منڈاتے ہیں لہٰذا تم ان کے خلاف کرو۔"

امام احمد کا لفظ ابوامامہ سے یہ ہے کہ ہم نے کہا اے رسول خدا!

اِنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّوْنَ عَثَانِيْنَهُمْ وَيُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ فَقَالَ قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِيْنَهُمْ وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ۔

"اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) اپنی ڈاڑھیاں کاٹتے ہیں۔ اور مونچھیں بڑھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اہلِ کتاب کا خلاف کرو۔ مونچھیں کاٹو اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔"

رسائل مسائل اللحیہ عربی مدنی کے ص۳۹ میں ہے کہ:۔

قَدْ وَرَدَ فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُسْنَدِهٖ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اَنَّ رَجُلاً مِّنَ الْمَجُوْسِ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَلَقَ لِحْیَتَہٗ وَاَطَالَ شَارِبَہٗ .....

یعنی ابن ابی شیبہؒ کی مسند میں روایت ہے کہ ایک پارسی مذہب کا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اس کا حلیہ یہ تھا) ڈاڑھی منڈی ہوئی اور مونچھیں دراز تھیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا حالت ہے؟ اُس نے کہا کہ یہ ہمارا دین ہے۔"

نووی شرح مسلم میں ہے:۔

وَکَانَ مِنْ عَادَۃِ الْفُرْسِ قَصُّ اللِّحْیَۃِ فَنَھَی الشَّرْعُ عَنْ ذَالِکَ۔

کہ پارسی مشرکین کی یہ عادتِ قبیحہ تھی کہ وہ ڈاڑھی کٹاتے تھے شریعتِ الٰہیہ نے اس سے منع کر دیا۔"

نیل الاوطار جلد ا ص ۱۱۱ میں ہے:۔

وَکَانَ مِنْ عَادَۃِ الْفُرْسِ قَصُّ اللِّحْیَۃِ فَنَھَی الشَّارِعُ عَنْ ذَالِکَ وَاَمَرَ بِاِعْفَائِھَا۔

کہ اہلِ فارس کی رسم تھی کہ وہ ڈاڑھی کٹاتے تھے، شارع نے اس سے منع کر دیا اور اس کے بڑھانے کا حکم دیا۔

اس تصریح سے ثابت ہوا کہ عہدِ رسالت میں ڈاڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا کفارِ مجوس کا شعار تھا۔ جس سے مسلمانوں کو منع کیا گیا اور اس کے برخلاف ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹانا اور پست کرنا شعارِ اسلام مقرر کیا گیا۔

مسلم میں ہے:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ

یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کٹاؤ اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔" پس ڈاڑھی بڑھانا مجوسی مشرکوں کے مقابلہ میں اسلام کا نشان ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے :۔

وَاللِّحْیَةُ جَمَالُ الْفُحُوْلِ وَتَمَامُ سِیْمَائِهِمْ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعْفَائِهَا ۔ ۔ ۔ وَقَصُّهَا سُنَّةُ الْمَجُوْسِ ۔

# اہلِ کتاب کا شعار

اہل کتاب یہود۔ نصارٰے کا شعار یہ ہے کہ وہ ڈاڑھی منڈاتے اور کٹاتے ہیں۔ اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّتِ مسلمہ کو حکم دیا کہ وہ ڈاڑھی چھوڑ دیں اور اہل کتاب کی مخالفت کریں۔

مسائل اللحیہ عربیہ مدنیہ ص۳۹ میں ہے۔

قَالَ اَبُوْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَهْلَ الْکِتَابِ یَقُصُّوْنَ لِحَاهُمْ وَیُوَفِّرُوْنَ شَوَارِبَهُمْ، فَقَالَ قُصُّوْا شَوَارِبَکُمْ وَوَفِّرُوْا لِحَاکُمْ وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْکِتَابِ (رواہ الامام احمد فی مسندہ)

یعنی ابوامامہ نے کہا کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! اہلِ کتاب (یہود و نصارٰی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اپنی ڈاڑھیوں کو کٹاتے ہیں اور مونچھوں کو بڑھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی مونچھوں کو کٹاؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور اہلِ کتاب کا خلاف کرو"
نیز مسائل اللحیہ ص ۸ پہ یہ حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْفُوا اللُّحٰی وَجُزُّوا الشَّوَارِبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی۔

(رواہ الامام احمد فی مسندہ عن ابی ھریرۃ)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ڈاڑھیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور مونچھوں کو کٹاؤ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہ کرو"

اِن حدیثوں سے ثابت ہوا کہ یہود و نصاریٰ کا شعار ڈاڑھی کٹانا اور منڈانا ہے اور مسلمانوں کا شعار ڈاڑھی کو بالکل چھوڑ دینا ہے۔ اب مسلمانوں کو اسلام کا شعار اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت اور مشاکلت کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

## عام مُشرکین کا شِعار

قریش عرب کے سوا عہدِ نبوی میں عام مشرکین ڈاڑھیاں منڈاتے اور کٹاتے تھے لیکن قریش اپنے آپ کو ملّتِ ابراہیمی پر قائم سمجھتے تھے اور وہ حضرت ابراہیمؑ کی ملّت کی اتباع کرتے تھے اس لئے وہ ڈاڑھیاں نہ منڈاتے تھے۔ مدینہ شریف میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تو مشرکین، نصاریٰ، مشرکین وغیرہم کو دیکھا کہ وہ ڈاڑھیاں منڈاتے اور کٹاتے ہیں تو اس سے آپ نے اپنی اُمّت کو منع فرمایا۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ بایں طور کہ مونچھوں کو خوب پست کرو اور داڑھیوں کو پوری طرح بڑھاؤ۔"

# اہلِ اسلام کا شعار

گزشتہ احادیثِ صحیحہ اور دلائلِ صریحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ کفار، مجوس، کفار یہود اور کفار نصاریٰ کا شعار مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹانا تھا۔ اس لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ اسلام کا شعار یہ قرار دیا کہ وہ ان کے خلاف مونچھیں کٹائیں اور داڑھیاں بڑھائیں پس مشرکین کفار اور اہلِ اسلام ابرار کے حلیہ میں یہ فرق ہے کہ جس کے داڑھی ہوگی اور مونچھیں کٹی ہوئی ہوں گی وہ مجوسی یا عیسائی یا کسی اور قسم کا مشرک و کافر خیال کیا جائے گا۔ یہ ظاہری پہچان ہے باقی باطنی حقیقت خدا کے سپرد ہوگی۔

عموماً یہی دیکھا گیا ہے کہ داڑھی کترے، داڑھی منڈے، مونچھوں والے فاسق، فاجر، بدمعاش، اوباش، بے دین، بدمذہب، ملحد، کافر، مشرک یہودی عیسائی، گمراہ، بدعتی ہی ہوتے ہیں۔ کوئی داڑھی منڈا یا داڑھی کترا متقی، مومن، مسلمان، موحد، اہلِ سنت، ولی اللہ، عارف باللہ اور نیک شخص نہیں دیکھا گیا۔ ضرور وہ عقیدۃً یا عملاً گمراہ تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# تشبّہ بالکفّار کا حکم

حدیث شریف میں آیا ہے:۔

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (رواہ ابوداود فی سننہ وابن حبان فی صحیحہ وقال الحافظ ابن حجر فی الفتح "ان سندہ حسن" وقال شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اسنادہ جید" قد احتج بہ الامام احمد وغیرہ) مسائل اللحیہ ص

کہ "جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا۔"

وروی البزار عن ابن عباس مرفوعًا۔

لَا تَشَبَّھُوْا بِالْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی۔

کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔

وروی الترمذی مرفوعًا۔

لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّہَ بِغَیْرِنَا لَا تَشَبَّھُوْا بِھِمْ (الحدیث)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ وہ ہماری اُمّت اور جماعت سے نہیں ہے جو غیر مسلموں کی مشابہت کرے تم ان کی مشابہت مت کرو۔

وروی الطبرانی مرفوعًا۔

لَمَّا فَتَحَ مَکَّۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ حَرَّمَ شُرْبَ الْخَمْرِ وَثَمَنَھَا وَقَالَ قُصُّوْا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی وَلَا تَمْشُوْا فِی الْاَسْوَاقِ اِلَّا عَلَیْکُمُ الْاِزَارُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بِسُنَّۃِ غَیْرِنَا۔ الحدیث

یعنی "جب مکّہ فتح ہو چکا تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا کہ لوگو! اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے تم پر شراب کا پینا حرام کیا ہے اور شراب بیچ کر اس کی قیمت لینی بھی حرام کی ہے تم مونچھوں کو کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور بازاروں میں تہمد باندھے بغیر نہ پھرو۔ اور جو شخص ہمارے سوا دیگر قوموں کے طور طریقے پر عمل کرے گا وہ ہمارا نہیں ہے"

دیلمی کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"مجھے ماننے والوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ڈاڑھیاں بڑھائیں اور مونچھیں پست کرائیں اور کسریٰ کو ماننے والے اس کا خلاف کریں۔ ہمارا طریقہ تو ان کے خلاف ہے"

اِن احادیث سے غیر مسلموں، غیر مذہبوں، غیر قوموں، کافروں، مشرکوں، فاسقوں، فاجروں کی مشابہت سے روکا گیا ہے اور منع کیا گیا ہے۔ پس غیر مسلموں کی مشابہت حرام ہے اور مشابہت دو قسم کی ہے۔

۱۔ مشابہتِ باطنہ ۲۔ مشابہتِ ظاہرہ

مشابہتِ باطنہ تو اُمورِ اعتقادیہ میں ہوتی ہے۔ جیسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے نور سے پیدا شدہ ٹھہرا کر اللہ تعالےٰ کی جُز بنانا اور بشریّت سے خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔

مشابہتِ ظاہرہ اُمورِ خارجیہ میں ہوتی ہے کہ اقوال و افعال میں غیر مذہبوں کی پیروی کرنا خواہ عبادات میں ہو یا عادات و رسومات میں۔ عبادات میں جیسے غیر اللہ کی نذر نیاز، غیروں کے نام کے وظائف اور اولیاء کی قبروں پر سجدے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عرس وغیرہ اور عادات جیسے طعام، لباس، مسکن، نکاح، حجامت، چال چلن وغیرہ۔ اِن مشابہتوں کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے۔ بعض حد کفر کو پہنچا دیتی ہے۔ اور بعض فسق وفجور کو۔ پس مشابہت مطلق حرام ہے اور مشابہتِ باطنہ، مشابہتِ ظاہرہ کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور مشابہتِ ظاہرہ، مشابہت باطنہ کا باعث بن جاتی ہے اس لئے ہر مشابہت سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ مشابہت سے اختلاط اور موالات پیدا ہوتی ہے جس کی بابت قرآن ناطق ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (المائدہ: ۵۱)

"جو شخص ان (یہود ونصاریٰ) کو دوست رکھے گا تم میں سے وہ انہی میں شمار ہوگا۔"

چنانچہ ڈاڑھی منڈے اکثر عیسائیوں، یہودیوں کی خصلتوں کو پسند کرتے ہیں اور انہی کی صورت سیرت کو اختیار کرتے ہیں اور انہی سے تعلق رکھتے ہیں اور انہی کی خوبیاں عیاں کرتے ہیں اور انہی سے تعاون اور موالات ہے اور ایسے بے دین ڈاڑھی والوں سے عداوت رکھتے ہیں۔ اور ڈاڑھی کی برائی بیان کرتے ہیں اور ڈاڑھی والوں سے مخول مذاق کرتے ہیں۔ اور مسائل حقّہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور مسلمین۔ موحدین، متّقین سے متنفّر رہتے ہیں۔ یہ سب معاملات کفر ہیں جو مشابہت سے پیدا ہوتے ہیں۔

# پیشگوئی نبویؐ کا ظہور

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

تم ضرور پہلے لوگوں کے قدم بقدم چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی ضرور داخل ہوگے۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں تو آپ نے فرمایا اور کون ؟

دیگر حدیث میں ہے کہ :۔

" جو باتیں بنی اسرائیل میں ہوئیں وہ ٹھیک ٹھیک سب میری اُمّت میں ہوں گی۔ حتیٰ کہ اگر ان سے کسی نے بے محابا اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو میری اُمت میں بھی کوئی ایسا بدبخت ہوگا جو اس بے حیائی کا ارتکاب کرے گا۔ نیز بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹے تھے اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹے گی۔"

پس اس پیشگوئی کا ظہور ہے کہ اکثر لوگ نام نہاد مسلمان تمام ممالک عرب و عجم میں اعتقادات، عبادات اور عادات میں یہود و نصاریٰ، مجوس وغیرہم کفّارِ مشرکین کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ صورتیں اور سیرتیں اسلام سے بدل کر ان کے مشابہ ہوگئی ہیں۔ چنانچہ ڈاڑھی کے مسئلہ کو لیجئے کہ یہ ہمارا مذہبی شعار تھا کہ ہم اپنے چہرہ پر ڈاڑھی رکھتے اور مونچھیں کٹاتے لیکن مسلمان کہلانے والے جابجا ڈاڑھی منڈے اور ڈاڑھی کترے پھرتے نظر آتے ہیں۔ خصوصًا مغرب زدہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ حکّام، سکول ماسٹر، بابو ٹائپ افراد اور وکیلوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ عیسائی معلوم ہوتے ہیں۔

اب اگر ان کو ڈاڑھی کے متعلّق احادیث سنائی جائیں تو ان کی تکذیب کرتے ہیں اور ذرا پرواہ نہیں کرتے۔ پس ایسے لوگوں کی یہود اور نصاریٰ سے مشابہت بالاعتقاد، مشابہت بالقول، مشابہت بالافعال، مشابہت بالعادات بدرجہ اتم ہوگئی ہے۔ لہٰذا ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

.....٭.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مِقدارِ لحیہ

پہلے اعفاءِ لحیہ کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ یہ واجب ہے اور اس کا منڈانا اور کتانا حرام ہے کیونکہ ڈاڑھی کے چھوڑنے اور لمبی کرنے کے بارہ میں جتنی حدیثیں وارد ہیں ان میں اکثر صیغے امر کے آئے ہیں اور امر کا حقیقی معنی وجوب کا ہونا مسلّم ہے پس واجب کا ترک حرام ہے۔ چنانچہ نورالانوار صـ۲۹ میں ہے۔

لِاَنَّ الْوُجُوْبَ هُوَ جَوَازُ الْفِعْلِ مَعَ حُرْمَةِ التَّرْكِ

کہ وجوب کہتے ہیں جوازِ فعل مع حرمتِ ترک کے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ڈاڑھی منڈانے اور کتر لینے والے سب گنہگار ہیں۔ یہ مذہب حق ہے۔ اب اس کے خلاف حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مشت بھر ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے باقی کٹانا واجب ہے۔ چنانچہ صاحب "نہایہ" لکھتے ہیں۔

اَللِّحْيَةُ عِنْدَنَا طُوْلُهَا بِقَدْرِ الْقَبْضَةِ وَمَا زَادَ عَلٰى ذَالِكَ يَجِبُ قَطْعُهٗ هٰكَذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْخُذُ مِنَ اللِّحْيَةِ مِنْ طُوْلِهَا وَعَرْضِهَا۔

یعنی ڈاڑھی ہمارے (حنفیہ) کے نزدیک ایک مشت کی مقدار تک ہے اور جو اس سے زائد ہو، اس کا کٹانا واجب ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ ڈاڑھی کو طول و عرض سے لے لیا کرتے تھے"۔

فتاویٰ عالمگیری جس کو پانچ سو حنفی علماء نے بادشاہ عالمگیر کے وقت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مرتب کیا تھا۔ اس میں ہے ۔

وَالْقَصْرُ سُنَّةٌ فِيهَا وَهُوَ اَنْ يَّقْبِضَ الرَّجُلُ لِحْيَتَهٗ فَاِنْ زَادَ مِنْهَا عَلٰى قَبْضَةٍ قَطَعَهٗ كَذَا ذُكِرَ فِي كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ ۔

یعنی ڈاڑھی کٹانا مسنون ہے اور اس کا اندازہ یہ ہے کہ مرد اپنی ڈاڑھی کو مٹھی سے پکڑ لے۔ پس اگر مٹھی سے زائد ہو تو اس کو کتر دے"

امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہؒ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور دیگر کتب فقہ میں بھی اسی طرح ہے۔ اسی مذہب کو ترقی دے کر بعض لوگ کٹاتے کٹاتے منڈانے لگے اور بعض ایک دو انچ اور بعض فرنچ فیشن دُمدار ڈاڑھی رکھنے لگے۔ اور بعض نے برائے نام چند بال رہنے دیئے۔ اور بعض نے برائے نام چند بال رکھ کر باقی کے اُڑا دیئے۔ اور دلیل سب کے پاس یہی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کے طول و عرض سے لیا کرتے تھے حدیث میں کسی مقدار کا ذکر نہ تھا۔ اس لئے ہر شخص حسب خواہش نفسانی ڈاڑھی کو طول و عرض سے کاٹنے لگا اور یہ وبا عام دنیا میں پھیل گئی چونکہ حنفی مذہب کی اکثریت تھی اس لئے ڈاڑھی منڈوں کی دنیا میں اکثریت ہوگئی۔ جس طرح خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدل لیتا ہے اس طرح ایک انسان بھی دوسرے انسان کی عادت قبول کر لیتا ہے۔ پس ہمارے اہل حدیث بھائی بھی حنفیت سے متاثر ہو کر اسی رنگ میں رنگین ہو گئے۔ چنانچہ اکثر اہل حدیث ڈاڑھی کٹانے لگے۔ اور ثبوت میں اسی حدیث کا سہارا لینے لگے جس کو مقلدینِ حنفیہ نے معرضِ استدلال میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ ہمارے علماء اہل حدیث بہ خوب جانتے ہیں کہ یہ "اخذ طول و عرض" کی حدیث ترمذی میں موجود ہے۔ اور بالکل مردود ہے۔ اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ مقلدینِ حنفیہ استدلال کریں تو کریں کیونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان کا مذہب ضعیف ہے، ان کے مسائل بھی ضعیف ہیں۔ اور مسائلِ اختلافیہ میں ان کے تمام دلائل بھی سراسر ضعیف ہیں۔ جب ان کے مذہب کی بنیاد ہی ضعیف چیزوں پر ہے اور وہ اعتقاداً و عملاً بھی بالکل ضعیف ہیں۔ اور ان کی کتبِ فقہ صحاح ستہ کے مقابلہ میں بالکل ضعیف ہیں تو ہمارے اہل حدیث علماء نے ان ضعیفوں کا مذہب کیوں اختیار کیا۔؟

کیا ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ صحیحین کی روایت جو اعلیٰ درجہ کی صحیح اور قطعی الثبوت ہے۔ اس میں علی الاطلاق یہ حکم وارد ہے کہ اَعْفُوْا، اَوْفِرُوْا، اَرْخُوْا کہ داڑھی بڑھاؤ، اسے اپنے حال پر چھوڑ دو اور اس سے کچھ تعرض نہ کرو۔

اس حدیثِ صحیح میں کوئی قید، حد اور مقدار مذکور نہیں ہے اور یہ حدیث طبقۂ اولیٰ کی کتابوں میں وارد ہے جو سب کتابوں سے ارجح ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث بھی باقی سب حدیثوں سے ارجح ہوئی۔ پھر یہ "روایت ترمذی" صحیح بھی نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ پھر اس سے استدلال کر کے حنفی مذہب کا رنگ اختیار کرنا اہل حدیث کی شان سے بالکل بعید ہے۔ خواہش نفسانی سے اور زمانہ کی رنگت سے بالاتر ہو کر اگر اس مسئلہ پر غور کریں گے تو آپ حضرات کو یہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے گا۔ اور اپنی غلطی کا ضرور احساس ہوگا

## روایتِ ترمذی پر بحث

ترمذی کی وہ روایت جس سے بعض لوگ ڈاڑھی کترانے پر استدلال کرتے ہیں۔ باسنادہٖ یوں ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاخُذُ مِنْ لِحْیَتِہٖ مِنْ عَرْضِہَا وَطُوْلِہَا ھٰذا حدیث غریب

یعنی عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی ڈاڑھی کے عرض اور طول سے بال لے لیا کرتے تھے۔"

کسی روایت کے صحیح ہونے کا دارو مدار راویوں پر ہوتا ہے۔ اگر راوی - عادل، حافظ اور ثقہ ہوں اور ان میں کوئی نقص اور عیب ظاہر نہ ہو تو وہ روایت صحیح سمجھی جاتی ہے اور اگر ان میں کوئی جرح ثابت ہو جائے تو وہ حدیث مخدوش ہو کر پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے۔

چنانچہ یہ روایت اسی قبیل سے ہے۔

اوّل اس پر جرح یہ ہے کہ یہ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہٖ کی ہے جو مختلف فیہ ہے۔ اس کی حجیّت میں محدّثین مختلف ہیں۔ چنانچہ نیل الاوطار جلد ا صنٓ ۱۱ میں ہے۔

وَفِی رِوَایَۃِ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ مَقَالٌ مَّعْرُوْفٌ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ۔

یعنی روایتِ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہٖ میں محدّثین کی گفتگو مشہور ہے (بعض اس کو ضعیف کہتے ہیں) اور بعض حجّت کے قابل سمجھتے ہیں چنانچہ امام ابن حبّان اس کو منقطع قرار دیتے ہیں۔

ترمذی میں یہ لکھا ہے۔

قَالَ اَبُوْعِیْسٰی وَمَنْ تَکَلَّمَ فِیْ حَدِیْثِ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ اِنَّمَا ضَعَّفَہٗ لِاَنَّہٗ یُحَدِّثُ مِنْ صَحِیْفَۃِ جَدِّہٖ کَاَنَّھُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رَأَوْا اَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ مِنْ جَدِّہٖ ۔ قَالَ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَ ذُكِرَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عِنْدَنَا وَاهٍ ۔

یعنی امام ترمذی نے کہا ہے کہ جو لوگ عمرو بن شعیب میں کلام کرتے ہیں۔ وہ اس وجہ سے اس کو ضعیف کہتے ہیں کہ وہ اپنے دادا کے صحیفہ سے روایت کرتا ہے۔ ان محدثین کا یہ خیال ہے کہ اس نے اپنے دادا سے ان حدیثوں کو نہیں سنا ہے (چنانچہ امام علی بن مدینی نے یحیٰی بن سعید سے ذکر کیا ہے کہ امام یحیٰی نے فرمایا کہ عمرو بن شعیب کی حدیث ہمارے نزدیک ضعیف ہے۔ حدیث مختلف فیہ ثابت ہوئی۔ اور احادیث اخفاء اللحیہ اصح الاحادیث ہیں۔ کیوں کہ وہ طبقہ اولیٰ کی ہیں۔ جن کو شہرت اور تلقی بالقبول کی وجہ سے درجۂ علیا حاصل ہے۔ پس طبقہ ثانیہ کی یہ مختلف فیہ روایت اصح حدیثوں کی معارض نہیں ہو سکتی اور نہ عدمِ تساوی کی وجہ سے ان مطلق حدیثوں کی مقید بن سکتی ہے۔ لہٰذا یہ متروک العمل ہوگی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ عمرو بن شعیب کی روایت کی حجیّت میں اگرچہ محدّثین مختلف ہیں مگر اکثر محدّثین کے نزدیک ان کی روایت حجّت ہے جب کہ اس کے سوا دیگر رُواۃ قابلِ احتجاج ہوں۔ یہ قول فیصل اور اصح الاقوال ہے۔ چنانچہ عون المعبود جلد ا ص۵ میں ہے۔

وَ فِيْ شَرْحِ اَلْفِيَّةِ الْعِرَاقِيِّ لِلْمُصَنِّفِ وَ قَدِ اخْتُلِفَ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِرِوَايَةِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّہٖ وَ اَصَحُّ الْاَقْوَالِ اِنَّهَا حُجَّةٌ مُطْلَقًا اِذَا صَحَّ السَّنَدُ اِلَيْهِ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ وَ هُوَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

یعنی عمرو بن شعیب کی روایت کے حجت ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ اصح قول یہ ہے کہ وہ مطلق حجت ہے جب کہ اس کے سوا باقی سند صحیح ہو۔ اکثر اہل حدیث کا یہی قول ہے۔

میں کہتا ہوں یہ اس وقت حجت ہے جب کہ اس کے معارض کوئی دوسری صحیح روایت نہ ہو۔ جب صحیح بلکہ اصح الکتب بخاری کی روایت اس کے معارض ہو تو پھر اُسی کو ترجیح دی جائے گی۔ سلعقۃ الضربہ فی توضیح شرح النخبہ صے۱ میں ہے کہ:۔

"صحیحین کی مقبولیت پر علماء کا اتفاق ہے .... حدیثِ متفق علیہ حدیثِ مختلف فیہ سے ضرور ارجح ہوگی اور اختلاف کی صورت میں حدیث بخاری حدیثِ مسلم سے ارجح ہوگی۔

پھر صہ۱۹ پر لکھا ہے کہ:۔

"شرائطِ صحت میں صحیح بخاری اقوٰے واکمل ہے کہ جب دو قسم میں تعارض ہوگا (صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ میں) تو اعلیٰ کو ادنیٰ پر ترجیح دی جائے گی۔" علیٰ ہذا القیاس۔

یہ اصول محدثین کا اس وقت ہے جس وقت صحیح حدیثوں کا باہم تعارض ہو یعنی اس حال میں صحیحین کی روایتوں کو باقی کتابوں کی صحیح روایتوں پر ترجیح حاصل ہے اور صحیح لذاتہ صحیح لغیرہ سے ارجح ہے۔ لیکن جب صحیحین کی حدیثوں کے معارض کوئی مختلف فیہ روایت یا ضعیف روایت آجائے تو وہ بالکل کالعدم اور لاشئے ہے۔ کیونکہ اصولاً صحیح حدیث کے مقابلہ اور معارضہ میں ضعیف حدیث یا مختلف فیہ روایت بالکل مردود اور متروک ہے۔ اور صحیحین کی حدیثوں کے مخالف کسی ضعیف یا مختلف فیہ روایت کا آجانا تو ہاتھی سے چیونٹی کے مقابلہ کے مترادف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیگر جواب یہ ہے کہ محدثین کے اس اصح الاقوال میں یہ قید مذکور ہے کہ عمرو بن شعیب کی حدیث اس وقت حجت ہوگی جب کہ اس کی باقی سند صحیح ہو۔ اگر باقی سند صحیح نہ ہوئی تو پھر یہ بالاتفاق مردود ہوگی۔ چنانچہ اس حدیث کی سند کا بھی یہی حال ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں عمر بن ہارون بن یزید ثقفی وارد ہے، جو متروک، کذاب اور خبیث ہے۔

چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے:۔

عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ بْنِ يَزِيْدَ الثَّقَفِيُّ مَوْلَاهُمُ الْبَلْخِيُّ مَتْرُوْكٌ وَكَانَ حَافِظًا ـــــ کہ عمر بن ہارون متروک ہیں۔"

شیخ الاسلام امام ذہبیؒ جو نقدِ رجال میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں۔

میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں:۔

قَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ وَاَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ اِنَّهُ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ يَحْيٰى كَذَّابٌ خَبِيْثٌ وَقَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُ ثِقَةٍ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ ضَعِيْفٌ جِدًّا وَقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيْ ضَعِيْفٌ جِدًّا وَقَالَ صَالِح جورہ كَذَّابٌ وَقَالَ الزَّكَرِيَا السَّاجِيُّ فِيْهِ ضُعْفٌ وَقَالَ اَبُوْعَلِيِّ النَّيْسَا فُوْرِيْ مَتْرُوْكٌ

یعنی ابن مہدیؒ اور احمدؒ اور نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ راوی (عمر بن ہارون متروک الحدیث ہے اور یحییٰ نے کہا کہ یہ کذّاب، خبیث ہے۔ اور ابوداؤد نے کہا کہ یہ ثقہ نہیں ہے اور دارقطنی نے کہا کہ بڑا ضعیف ہے اور ابن مدینیؒ نے بھی کہا ہے کہ نہایت ہی ضعیف ہے اور صالحؒ نے کہا کہ بڑا جھوٹا ہے اور زکریا ساجی نے کہا کہ اس میں ضُعف ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ابو علی نیشاپوری نے کہا کہ وہ متروک ہے ۔

اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے :۔

"قَدْ ضَعَّفَ عُمَرَ بْنَ هَارُوْنَ مُطْلَقًا جَمَاعَةٌ"

کہ عمر بن ہارون کو محدثین کی ایک جماعت نے مطلقاً ضعیف کہا ہے ۔

تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۵۰۲ میں ہے کہ :۔

"یحییٰ بن سعید نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس سے ایک بڑی کتاب لکھی وَ تَرَكُوْا حَدِيْثَهٗ (اور پھر اس کی حدیث کو چھوڑ دیا)

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ :۔

"یحییٰ بن معین نے عمر بن ہارون میں کلام کی ہے "

ابن جنید رازی نے کہا ہے :۔

" میں نے امام یحییٰ بن معین سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عمر بن ہارون کذاب ہے مکہ میں آیا تو جعفر بن محمدؒ سے حدیث بیان کرنے لگا حالانکہ حالانکہ وہ فوت ہو چکا تھا "

ابن ابی حاتم نے کہا کہ :۔

"میں نے اپنے باپ ابو حاتم سے عمر کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے اس میں کلام کی "

ابن مہدی نے کہا کہ :۔

" میرے نزدیک تو عمر ایک دھیلہ کا نہیں ہے ۔ایک بار مکہ میں آیا تو اس نے حدیثیں بیان کیں ۔جب دوبارہ آیا تو وہی حدیثیں ابن عباسؓ سے بیان کرنے لگا ۔ فَتَرَكَ حَدِيْثَهٗ پس اس کی حدیث چھوڑی گئی "

حسین بن حیان کرتے ہیں کہ :۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



"ابوزکریا نے کہا کہ عمر بن ہارون بڑا جھوٹا ہے اور ایسا خبیث ہے کہ اس کی حدیث کسی کام کی نہیں ہے۔ میں نے اس سے ایک بار حدیث لکھی اور رات اس کے گھر رہا۔ جب ہم اس کے ہمراہ نہروان گئے تو ہمیں اس کی حقیقت کا انکشاف ہوا۔ پھر میں نے اس کی تمام بیان کر حدیث جلا دی۔ اور ایک کلمہ بھی پاس نہ رکھا۔"

ابن معین اور ابوداؤد نے کہا کہ:۔

"عمر ثقہ نہیں ہے۔"

ابن ابی خیثمہ وغیرہ کہتے ہیں کہ:۔

"ابن معین نے کہا کہ "لَيْسَ بِشَيْءٍ" (عمر کوئی چیز نہیں ہے)"

ابوزرعہ نے کہا کہ:۔

"ابراہیم بن موسیٰ سے کہا گیا کہ آپ عمر سے حدیث کیوں نہیں روایت کرتے تو انہوں نے کہا کہ لوگوں نے اس کی حدیث ترک کر دی ہے۔"

نسائی اور صالح بن محمد اور ابوعلی حافظ نے کہا کہ:۔

"وہ متروک الحدیث ہے۔"

اور عجلی نے کہا کہ:۔

"عمر بن ہارون ضعیف ہے۔"

اسی طرح دیگر کتب اسماء الرجال میں ہے۔

پس عمرو بن شعیب کی روایت ایک تو طبقہ ثانیہ کی ہے جو طبقہ علیا کے مقابلہ میں کم تر اور مرجوح ہے۔

دوم عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت مختلف فیہ ہے جو احادیث صحیحہ قطعیہ کا معارضہ نہیں کر سکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوم اس حدیث کی سند نہایت درجہ ضعیف ہے جس میں عمر بن ہارون ثقفی راوی ضعیف، کذاب، خبیث اور متروک الحدیث وارد ہے جس کی روایت مردود ہے۔ لہٰذا کسی طرح بھی یہ حدیث حجّت نہیں ہے۔ خصوصًا بخاری و مسلم کی روایتوں کے مقابلہ میں اس کو پیش کرنا عالم بالحدیث کی شان کے ہی خلاف ہے۔ کیونکہ جب بعض ائمہ جارحین نے عمر بن ہارون کو کذّاب کہا ہے تو یہ حدیث کس طرح قابلِ قبول ہو سکتی ہے؟ قَالَ ثَعْلَبُ كُلٌّ كَذَّابٌ دَجَّالٌ۔

مجھے مقلّدینِ حنفیہ پر تو افسوس نہیں ہے کہ وہ اس مردُود حدیث سے وجوب کیوں ثابت کرتے ہیں، کیونکہ وہ علمِ حدیث سے بالکل لاپروا رہتے ہیں۔ ان کے ائمہ بھی قلیل الحدیث، یتیم فی الحدیث اور ضعیف الحدیث ہوتے ہیں۔ اور ان کی کتب فقہ میں بھی ضعیف روایتیں بلکہ موضوع روایتیں بھری ہوئی ہیں۔ گویا کہ تمام مذہب کی بنیاد ہی ضعیف ہے۔ محدّثین میں ان کا شمار نہیں ہے۔ مجھے تو زیادہ تعجّب ان علماء اہلحدیث پر ہے جو ایسی بیہودہ روایتوں سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ

## مولوی محمّد علی لکھوی

نے الاعتصام جلد ۴ ص۳ مطبوعہ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ میں ڈاڑھی کی مقدار پر اس ضعیف الاسناد حدیث سے استدلال کیا ہے کہ:۔

"امام ترمذیؒ نے اس کو ضعیف نہیں کہا بلکہ جس راوی پر تحفہ وغیرہ نے ضعف کا حکم لگایا ہے وہ محض تحکم ہے۔ خود امام ترمذیؒ نے اس کی تحسین اور تقویت بیان کی اور اس کی تقویت میں امام بخاریؒ کا قول بیان کیا ہے کہ عمر بن ہارون مقارب الحدیث ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں کہتا ہوں کہ مجھے مولانا کے اس غلط خیال پر بہت تعجب ہے کہ مولانا نے محدّثِ کامل فاضلِ اجل علّامہ مبارکپوری کے فیصلہ کو کیسے تحکم قرار دیا؟ حالانکہ ان کی ذات والاصفات ایسے تحکم سے بالکل بری ہے اور ان کی علمی شخصیت اور حدیث دانی پر علماء اہلحدیث کو بڑا فخر ہے۔ اور پھر فیصلہ ان کا بالکل صحیح اور حق ہے۔ اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

چنانچہ فقیہ کبیر، محدّثِ شہیر رحمہ اللہ تعالےٰ تحفۃ الاحوذی میں فرماتے ہیں کہ۔

وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ لِاَنَّ مَدَارَهٗ عَلٰى عُمَرَ بْنِ هَارُوْنَ وَهُوَ مَتْرُوْكٌ۔

کہ عمرو بن شعیب کی روایت ضعیف ہے کیوں کہ اس کا دار و مدار عمر بن ہارون پر ہے اور وہ متروک ہے۔"

اب غور فرمائیے کہ اس میں کیا تحکّم ہے؟ میں نے چودہ پندرہ محدّثین جارحین سے "عمر" مذکور کا ضعیف ہونا ثابت کر دیا ہے۔

قانون الموضوعات والضعفاء صفحہ ۲۸۲ میں ہے۔

عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ كَذَّابٌ تَرَكَهٗ جَمَاعَةٌ وَكَذَّبَهٗ ابْنُ مُعِيْنٍ۔

جب جمہور محدّثین نے اس کو ضعیف کہا ہے تو ایک امام بخاریؒ کے مقارب الحدیث کہنے سے یہ حدیث کیسے حسن یا صحیح ہو سکتی ہے۔ حالانکہ:۔

اَلْجَرْحُ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّعْدِيْلِ (جرح مفسّر تعدیل پر مقدم ہوتی ہے" کا اصول مسلّم ہے۔

اگر اکابر محدّثین کے مقابلہ میں جن میں امام بخاریؒ کے اساتذہ بھی شامل ہیں، امام بخاریؒ کا قول لے کر اس ضعیف حدیث کو حسن بنایا جائے گا تو یہ صریح تقلید شخصی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوگی جو حرام ہے ۔کیوں کہ ترجیح مرجوح ہی کا نام تقلید ہے ۔ فتدبّر ۔
پھر مولانا مدنی کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ امام ترمذیؒ نے اس کی تحسین بیان کی ہے بلکہ اس حدیث کو "غریب" کہہ کر امام ترمذیؒ نے اس کا ضعف ثابت کیا ہے ۔ چنانچہ امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے ۔

لَا اَعْرِفُ لَهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ اَوْ قَالَ يَنْفَرِدُ بِهٖ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْث ۔

کہ میں نے عمر بن ہارون کی کوئی ایسی حدیث معلوم نہیں کی، جس کا کوئی اصل نہ ہو لیکن یہ حدیث (اخذ لحیہ والی) ایسی ہے کہ اس کا کوئی اصل نہیں ہے یعنی منکر ہے "

چنانچہ یہی مطلب تحفۃ الاحوذی میں فتح الباری سے نقل کیا گیا ہے

قَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ بَعْدَ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَنُقِلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ رِوَايَةِ عُمَرَ بْنِ هَارُوْنَ لَا اَعْلَمُ لَهٗ حَدِيْثًا مُنْكَرًا اِلَّا هٰذَا ۔"

"پس یہ حدیث (اخذ لحیہ والی) امام بخاریؒ کے نزدیک منکر اور بے اصل ہے ۔اب بتلائے امام ترمذیؒ نے اس کی تحسین کی ہے یا تضعیف ؟ اسی طرح وکیل کا قول نقل کرنے سے بھی ضعف ظاہر ہے ۔کیونکہ اس روایت میں نصب منجنیق کا ذکر ہے جو ضعیف ہے ۔تحفۃ الاحوذی میں ہے ۔

قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ فَقُلْتُ لِيَحْيٰى اَبَلَغَكَ اَنَّهٗ رَمَاهُمْ بِالْمَجَانِيْقِ فَاَنْكَرَ ذَالِكَ وَقَالَ مَا نَعْرِفُ مَا هٰذَا ۔

یعنی امام اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن کثیر سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس کا کوئی ثبوت پہنچا ہے کہ اہلِ طائف کا جب محاصرہ کیا گیا تھا تو ان کو منجنیق چلائی گئی تھی تو یحییٰ بن کثیر نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ ہم تو اس کو جانتے ہی نہیں کہ یہ کیا بلا ہے؟

اس سے بھی یہ ظاہر ہوا کہ یہ عمر بن ہارون کا کذب ہے اور یہ روایت بھی ضعیف ہے یہی مطلب وکیع کا تھا کہ یہ راوی منکر روایت بیان کرتا ہے اور یہی مطلب امام ترمذیؒ کا ہے کہ اس کی روایت منکر ہے۔ اسی وجہ سے امام ترمذیؒ نے پہلے بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاَخْذِ مِنَ اللِّحْيَةِ منعقد کیا جس کے فقہاء کوفہ قائل تھے۔ پھر اس کے تحت حدیث عمر ذکر کر کے اس کا بے اصل ہونا واضح کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اس حدیث سے اخذ لحیہ کا دعوے ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے بعد بَابُ اِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ منعقد کر کے حدیث اعفاء کو ذکر کیا جو صحیح ہے۔ اس سے یہ ظاہر کر دیا کہ مذہب اعفاء اللحیۃ حق ہے لہٰذا اس پر عملدرآمد رکھنا چاہیئے۔

اب علامہ مبارکپوری کا فیصلہ پڑھیئے کہ آپ نے اس بحث کے آخر میں فرمایا ہے۔

قُلْتُ لَوْ ثَبَتَ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ الْمَذْكُوْرُ فِي الْبَابِ الْمُتَقَدِّمِ لَكَانَ قَوْلُ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَعَطَاءٍ اَحْسَنَ الْاَقْوَالِ وَاَعْدَلَهَا لٰكِنَّهُ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ لَا يَصْلُحُ لِلْاِحْتِجَاجِ بِهٖ۔

یعنی اگر عمرو بن شعیب کی حدیث ثابت ہو جاتی تو حسن بصری وغیرہ کا قول بہت اچھا اور انصاف والا تھا لیکن وہ حدیث ضعیف ہے، جو لائقِ استدلال نہیں ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ حدیث حسن ثابت ہو جاتی تو بھی حنفیہ وغیرہ کا دعوے مقدارِ قبضہ اس سے ثابت نہ ہوتا کیونکہ اس میں قبضہ کا ذکر نہیں ہے۔ صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عرض اور طول سے اس قدر بال لینے بھی مُراد ہو سکتے ہیں۔ جس سے ڈاڑھی کی صورت خوشنما ہو جائے۔ اور افراطِ لحیہ سے بدنمائی ظاہر نہ ہو۔ کیونکہ اگر ڈاڑھی حدِ اعتدال سے بڑھ کر زیادہ (ناف تک) ہی لمبی ہو جائے تو لوگ اس کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عطاءؒ اور حسنؒ کا قول ہے۔

اِنَّهُ يُؤْخَذُ مِنْ طُوْلِهَا وَعَرْضِهَا مَا لَمْ يُفْحِشْ وَعَنْ عَطَاءٍ نَحْوَهُ "

پھر وجہ بیان کی:۔

قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَوْ تَرَكَ لِحْيَتَهُ لَا يَتَعَرَّضُ لَهَا حَتّٰى اَفْحَشَ طُوْلُهَا وَعَرْضُهَا لَعَرَضَ نَفْسَهُ لِمَنْ يَسْخَرُ بِهِ۔

یعنی اگر آدمی اپنی ڈاڑھی کو بالکل چھوڑ دے اور اس سے کچھ تعرض نہ کرے تو طول و عرض میں بدصورتی نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور ایسا شخص اپنے آپ کو ٹھٹھے بازوں کے لئے نشانہ بنا لیتا ہے "

اس واسطے قاضی عیاض نے کہا۔

اَمَّا الْاَخْذُ مِنْ طُوْلِهَا وَعَرْضِهَا اِذَا عَظُمَتْ فَحَسَنٌ "

یعنی جب ڈاڑھی زیادہ بڑھ جائے تو طول و عرض سے بال لے لینے اچھے ہیں "

بہرحال اگر عمرو بن شعیب کی حدیث حسن ثابت ہو جائے تو پھر اس کا مذکورہ مطلب ہی صحیح ہوگا کیونکہ اس صورت میں تطبیق دی جا سکتی ہے کہ بحالتِ اعفاء اگر کوئی بال زیادہ ہی بڑھ جائے تو اس کو دوسروں کے برابر کر لیا جائے۔ اور ڈاڑھی کو حدِّ اعتدال سے زیادہ نہ بڑھنے دیا جائے۔ اس سے اعفاء کے اطلاق و عموم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں کوئی فرق نہیں آسکتا، کیونکہ مطلق امر بالعادۃ سے مقید ہوتا ہے اور نادر صورت کو عموم شامل نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۲۶ میں ہے۔

وَالْمُطْلَقُ مُقَيَّدٌ بِالْعَادَةِ كَمَا عُرِفَ فِي الْاُصُوْلِ وَالْعُمُوْمُ لَا يَشْمَلُ النَّادِرَ۔

اور اگر عمرو بن شعیب کی حدیث کا ضعف ثابت ہو جائے جیسا کہ ہم نے ثابت کیا ہے تو پھر حق مذہب یہ ہے:۔

تَرْكُ اللِّحْيَةِ عَلٰى حَالِهَا وَاَنْ لَّا يَتَعَرَّضَ لَهَا بِتَقْصِيْرِ شَيْءٍ اَصْلًا۔

کہ ڈاڑھی کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے اور اس سے بالکل تعرض نہ کرنا چاہیئے۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث (عمر بن ہارون والی) کے ضعف پر ایک اور ثبوت یہ ہے کہ دیگر احادیث سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کا جو حلیہ ثابت ہوتا ہے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کے بال بہت گھنے تھے۔

اور شمائل ترمذی میں ہے:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثَّ اللِّحْيَةِ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گنجان اور گھنی ڈاڑھی والے تھے۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَظِيْمَ اللِّحْيَةِ۔

کہ بیہقی نے دلائل میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بڑی ڈاڑھی والے تھے (نیل الاوطار جلد ا ص۱۴۸)

ابن عساکر کی روایت میں ہے :۔

كَانَتْ لِحْيَتُهُ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ هٰهُنَا إِلٰى هٰهُنَا وَ أَمَدَّ يَدَيْهِ عَلٰى عَارِضَيْهِمَا۔

یعنی حضرت انسؓ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی یہاں سے یہاں تک پھیلی ہوئی تھی۔ پھر اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر سمجھایا۔

اور شمم الطیب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے :۔

فَكَثُّ اللِّحْيَةِ تَمْلَأُ صَدْرَهُ۔

کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی گنجان تھی جو سینہ کو بھرے ہوئے تھی۔

ابو معمر نے جنابؓ سے دریافت کیا کہ تم ظہر اور عصر کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کو کس طرح پہچانتے تھے تو انہوں نے جواب دیا۔

بِاِضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ (بخاری) آپ کی ڈاڑھی کی حرکت سے

اضطراب اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ ڈاڑھی دراز ہو۔

پس ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ :۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کے بال بہت زیادہ تھے۔

آپؐ کی ڈاڑھی گنجان اور گھنی تھی نیز سینہ اور رخساروں تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور قراءت پڑھتے وقت ہلتی تھی۔

اس تصریح سے عمرو بن شعیب کی روایت کا بطلان ہوتا ہے کیونکہ اگر آپؐ طول و عرض سے بال کاٹتے اور تراش کر ایک مٹھی برابر رکھتے تو اس سے نہ تو آپ کی ڈاڑھی رخساروں تک پھیلی ہوتی اور نہ ہی سینہ کو پُر کرتی اور نہ ہی اس میں ایسا اضطراب ہوتا جو مقتدیوں پر اچھی طرح نمایاں ہو جاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پس ثابت ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان پر خود عمل کرتے ہوئے ڈاڑھی کو بڑھایا حتیٰ کہ وہ سینہ اور رخساروں تک پھیل گئی اور اس سے آپ کی جلالتِ شان ظاہر ہوتی۔

جیسا کہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں :۔

مَنْ عَظُمَتْ لِحْيَتُهٗ جَلَّتْ مَعْرِفَتُهٗ (کامل الصناعۃ ص۹۰)

جس کی ڈاڑھی لمبی ہو اور اس کی قدر بھی زیادہ ہوتی ہے۔

حدیث ترمذی کے ضعیف ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے خلاف ایک دوسری صریح قولی حدیث ہے جس کو خطیب بغدادی نے یوں روایت کیا ہے۔

لَا يَأْخُذَنَّ اَحَدُكُمْ مِنْ طُوْلِ لِحْيَتِهٖ۔

کہ تم میں سے کوئی اپنی ڈاڑھی کے طول سے بال نہ پکڑے۔

اس روایت کی مؤیدات احادیثِ صحیحہ اعفاء ہیں جو سب قولی ہیں اور فعلی پر مقدم ہیں۔ چنانچہ شرح نووی پر صحیح مسلم جلد ۱ ص۲۵۳ میں ہے۔

اِنَّهٗ تَعَارَضَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالصَّحِيْحُ حِيْنَئِذٍ عِنْدَ الْاُصُوْلِيِّيْنَ تَرْجِيْحُ الْقَوْلِ لِاَنَّهٗ يَتَعَدّٰى اِلَى الْغَيْرِ وَالْفِعْلُ قَدْ يَكُوْنُ مَقْصُوْدًا عَلَيْهِ۔

یعنی قولی و فعلی حدیثوں میں تعارض ہو جائے تو صحیح بات یہ ہے کہ قولی حدیث کو ترجیح ہے کیونکہ وہ غیر کی طرف متعدی ہے اور فعلی کبھی اپنے فاعل ہی پر بند رہ جاتی ہے۔

نیل الاوطار جلد ۳ ص۵ میں ہے۔

قَدْ تَقَرَّرَ فِي الْاُصُوْلِ اِنَّ فِعْلَهٗ (صلی اللہ علیہ وسلم) لَا يُعَارِضُ الْقَوْلَ الْخَاصَّ بِنَا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی یہ اصول طے ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل آپ کے اس قول کے معارض نہ ہوگا جو خاص اُمّت کے لئے صادر ہوا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ حدیثِ ترمذی کسی صورت بھی حجّت نہیں ہے۔ اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن یا صحیح کہا ہے تو بھی ترمذی کی تحسین و تصحیح قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ چنانچہ علاّمہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ نے صیانۃ الانسان ص۹۷ سے ص۱۱۲ تک اس پر بڑی بحث کی ہے اور ص۹۷ پر فرماتے ہیں۔

اِنَّ التِّرْمَذِیَّ مُتَسَاهِلٌ فِی التَّصْحِیْحِ وَالتَّحْسِیْنِ وَلِذَا لَمْ یَعْتَمِدِ الْعُلَمَاءُ عَلَیْهِ فِیْ هٰذَا الْبَابِ وَرَدُّوْا عَلٰی تَصْحِیْحِهٖ وَتَحْسِیْنِهٖ۔

کہ امام ترمذیؒ اس حدیث کی تصحیح و تحسین میں متساہل ہیں۔ علماء نے ان پر اعتماد نہیں کیا۔ اور جا بجا ان کی تصحیح و تحسین کو رد کر دیا ہے۔

امام بخاریؒ البتہ اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں لیکن جمہور محدثین کے مقابلہ میں وہ اکیلے حجّت نہیں ہو سکتے۔ نیز وہ خود اس حدیث کو منکر اور بے اصل قرار دے چکے ہیں۔

پھر مولانا لکھنوی ثم مدنی مدظلّہ نے تعاملِ صحابہؓ پیش فرمایا ہے کہ وہ اس ضعیف حدیث کو تقویّت دیتا ہے اس کا جواب مولانا محدّث مبارکپوری نے یہ دیا ہے۔

وَاَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّهٗ اِذَا زَادَ عَلَی الْقَبْضَةِ یُؤْخَذُ الزَّائِدُ وَاسْتَدَلَّ بِاٰثَارِ ابْنِ عُمَرَ وَعُمَرَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ فَهُوَ ضَعِیْفٌ لِاَنَّ اَحَادِیْثَ الْاِعْفَاءِ الْمَرْفُوْعَةَ الصَّحِیْحَةَ تَنْفِیْ هٰذِهِ الْاٰثَارَ فَهٰذِهِ الْاٰثَارُ لَا تَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهَا مَعَ وُجُوْدِ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ الْمَرْفُوْعَةِ الصَّحِیْحَةِ فَاَسْلَمُ الْاَقْوَالِ هُوَ قَوْلُ مَنْ قَالَ بِظَاهِرِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۱ اَحَادِیثِ الْاِعْفَاءِ وَکَرِہَ اَنْ یُّؤْخَذَ شَیْءٌ مِنْ طُوْلِ اللِّحْیَۃِ وَعَرْضِہَا۔

یعنی مُشت بھر ریش رکھنے کے دعویدار، آثار ابن عمرو عمرو ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے جو استدلال کرتے ہیں، یہ بالکل کمزور ہے کیونکہ احادیث مرفوع صحیح کے ہوتے ہوئے ان اقوال سے استدلال کرنا لائق نہیں ہے۔ احادیث مرفوعہ اعفاء ان اقوال کو ردّ کرتی ہیں۔ پس سلامتی والا مذہب ان لوگوں کا ہے جو احادیث اعفاء کے ظاہر کو لیتے ہوئے ڈاڑھی بڑھاتے ہیں اور طول و عرض سے لینا حرام کہتے ہیں ھذا مذھبنا و مذھب الجمھور المتقدمین۔

مولانا مرحوم و مغفور کا یہ فیصلہ بالکل صحیح اور حق ہے جس پر ہمارا بھی صاد ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے فاضل استاد اس کو تحکم قرار دیتے ہیں جو صریح بے انصافی ہے۔ اب اس کی تفصیل سنیئے۔ شیخ محمد طاہر حنفی مجمع البحار اور تذکرۃ الموضوعات میں فرماتے ہیں:۔

اَلْمَوْقُوْفُ مَا رُوِیَ عَنِ الصَّحَابِیِّ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ مُتَّصِلٍ اَوْ مُنْقَطِعٍ ھُوَ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ

کہ موقوف حدیث جو صحابی کا قول یا فعل، متصل یا منقطع مروی ہو، حجت نہیں ہے۔

فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ میں ہے۔

اِنَّ قَوْلَ الصَّحَابِیِّ حُجَّۃٌ فَیَجِبُ تَقْلِیْدُہٗ عِنْدَنَا اِذَا لَمْ یَنْفِہٖ شَیْءٌ اٰخَرُ مِنَ السُّنَّۃِ۔

ہمارے (حنفیہ) نزدیک قول صحابی اس وقت حجت اور قابل تقلید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ جب کوئی مرفوع حدیث اس کی نفی نہ کرے۔

نیل الاوطار میں یہ جا بجا لکھا ہے کہ "اقوالِ صحابہ حجت نہیں ہیں"۔

خود صحابہؓ نے صحابہ کے اقوال کو حدیثِ مرفوع کے مقابلہ میں حجت نہیں سمجھا۔ چنانچہ ایک شخص نے ابن عمرؓ سے سوال کیا کہ "موقف پر جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرلوں"۔ تو ابن عمرؓ نے کہا کہ "ہاں کرلو"۔ اس نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "موقف پر جانے سے پہلے طواف نہ کرو"۔ تب حضرت ابن عمرؓ نے حدیث پیش کی۔

حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَ الْمَوْقِفَ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو موقف پر جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا۔

پھر کہا:۔

فَبِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ تَاْخُذَ اَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا۔

یعنی اگر تو اپنے اسلام اور اتباعِ نبویؐ میں سچا ہے تو یہ بتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تجھے لینا زیادہ لائق ہے یا ابنِ عباسؓ کا قول"۔

کچھ شک نہیں کہ ایماندار یہ جواب دے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب القبول ہے (مسلم)

دوسرا واقعہ ابن عمرؓ کا ترمذی میں ہے کہ ایک سائل نے حضرت ابن عمرؓ سے تمتع حج کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواز کا فتویٰ دیا۔ سائل نے کہا کہ آپ کا باپ (حضرت عمرؓ) تو اس سے منع کرتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ بھلا یہ بتا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میرے باپ نے اس سے منع کیا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز کیا ہے تو کیا میرے باپ کی بات مانی جائے گی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی اتباع کی جائے گی؟ سائل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی جائے گی۔ عبداللہ بن عمر رضی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا ہے۔

طحاوی حنفی جلد ا صفحہ ۴۲۱ میں ہے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ فَسُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّؤْخَذَ مِنْ سُنَّةِ عُمَرَ۔

یعنی حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ عمر کی سنّت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت عمل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

نیز طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۸ میں ہے کہ:۔

"عروہ نے عبداللہ بن عباس رضی سے کہا کہ اے ابن عباس رضی تو نے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی نے کہا کہ اے عروہ! یہ کیسے؟ عروہ نے کہا کہ آپ لوگوں کو فتوے دیتے ہیں کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں تو احرام کھول دیں۔ حالانکہ ابو بکر رضی اور عمر رضی دسویں تاریخ تک لبیک کہتے رہتے اور مُحرم رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی نے فرمایا کہ تم ایسے کہنے سے گمراہ ہو گئے۔ کیونکہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں"

ان آثار اور تعامل صحابہ رضی سے واضح ہو گیا کہ احادیث نبویہ کے مقابلہ میں آثار صحابہ رضی پیش کرنا سوء ادب ہے اور بالکل ناجائز ہے۔ پس احادیث اعفاء کے مقابلہ میں تعامل ابن عمر وغیرہ پیش کرنا بالکل ناجائز ہے اور اگر کوئی کہے کہ ترمذی کی حدیث بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ساتھ ہے تو اس کی بابت عرض کیا گیا کہ وہ مردود ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے غریب کہا ہے اور غریب شاذ کو بھی کہتے ہیں اور وہ اقسام طعن فی الحدیث سے ہے۔

مقدمہ مشکوٰۃ میں ہے۔

وَالْغَرِيْبُ قَدْ يَقَعُ بِمَعْنَى الشَّاذِّ اَىْ شُذُوْذًا هُوَ مِنْ اَقْسَامِ الطَّعْنِ فِى الْحَدِيْث ۔

اور پھر جو تعاملِ صحابہؓ مولانا نے پیش کیا ہے اس کے خلاف بھی بعض صحابہ کا تعامل ہے۔ چنانچہ ترغیب ترہیب جلد ۳ صلا میں حدیث ہے کہ عبداللہ بن شداد کہتے ہیں۔

رَاَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ .... ضَرْبَ اللَّحْمِ طَوِيْلَ اللِّحْيَةِ حَسَنَ الْوَجْهِ

رواہ الطبرانی باسناد حسن والبیہقی۔

کہ میں عثمان بن عفانؓ کو جمعہ کے دن منبر پر دیکھا وہ ہلکے جسم والے۔ لمبی ڈاڑھی والے اور خوبصورت چہرے والے تھے۔"

اس سے خلیفہ ثالث کا بھی ڈاڑھی رکھنا ثابت ہوا۔ اگر وہ مشت برابر رکھتے تو طویل اللحیہ نہ ہوتے۔ فتامل وتدبر۔

امام طحاوی شرح معانی الآثار میں باسنادہ لائے ہیں کہ اسمٰعیل بن خالد نے کہا۔

رَاَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَوَاثِلَةَ بْنَ اَسْقَعَ يُحْفِيَانِ شَوَارِبَهُمَا وَيُعْفِيَانِ لِحَاهُمَا ۔

کہ میں حضرت انس بن مالکؓ اور واثلہ بن اسقع کو دیکھا کہ وہ مونچھوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتے اور اپنی ڈاڑھیوں کو بڑھاتے تھے۔

پھر اسی کتاب میں حضرت ابن عمرؓ، ابوہریرہؓ۔ ابوسعید خدریؓ۔ ابوسعید ساعدیؓ۔ رافع بن خدیجؓ۔ جابر بن عبداللہؓ۔ انس بن مالکؓ۔ سلمہ بن اکوعؓ۔ حضرت عثمانؓ اور واثلہؓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رضی اللہ عنہم کے متعلق لکھا ہے۔

یَفْعَلُوْنَ ذَالِکَ ۔ کہ یہ (صحابہ کرامؓ) بھی اسی طرح کرتے تھے۔

شمس الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ مصنفہ عبدالحلیم مکی میں ہے۔

کَانَ عَلِیٌّ عَرِیْضَ اللِّحْیَۃِ وَقَدْ مَلَأَتْ مَا بَیْنَ مَنْکِبَیْہِ

کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ چوڑی ڈاڑھی والے تھے اور ان کی ڈاڑھی نے کندھوں کے درمیان کا سارا حصّہ بھرا ہوا تھا۔

یہ گیارہ ہوئے رَأَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا ــــــ اب ان گیارہ نجوم کے ساتھ سراجِ منیر کی امامت و قیادت بھی تصوّر کر لیں۔ جیسا کہ "شفا قاضی عیاض" میں آپ کی ڈاڑھی کی کیفیت مذکور ہے۔

وَکَثُّ اللِّحْیَۃِ یَمْلَأُ صَدْرَہٗ ۔

کہ آپ کی ڈاڑھی گھنی تھی جو سینہ مبارک کو پُر کرتی تھی۔ کما تقدم

پس کیا ان گیارہ نجوم اور سراجِ مُنیر کے مقابلہ میں کوئی اور روشن ثبوت ہے جو ان کی روشنی کو مات کر دے۔ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اگر ہے تو کوئی مائی کا لال پیش کرے۔

پس جو شخص ان کا خلاف کرے گا وہ سُن لے خصوصًا حنفی حضرات کان کھول کر سُن لیں۔ کتاب طحاوی میں ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَطَعَ شَعْرَۃً مِّنْ لِحْیَتِہٖ لَا یُسْتَجَابُ دُعَاءُہٗ وَلَا تَنْزِلُ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ نَظْرَ رَحْمَۃٍ وَتُسَمِّیْہِ الْمَلَائِکَۃُ مَلْعُوْنًا وَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِمَنْزِلَۃِ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کہ "جس شخص نے داڑھی کا ایک بال بھی کاٹا تو اس کی دعاء قبول نہ ہوگی اور اس پر رحمت نازل نہ ہوگی ۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا اور فرشتے اس کا نام ملعون رکھیں گے ۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے قائمقام ہوگا "

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ احادیث مرفوعہ کے خلاف صحابہ کا تعامل معتبر نہیں اور جن صحابہؓ کا تعامل احادیثِ صحیحہ کے مطابق ہے وہ معتبر ہے اور ان کے خلاف جو تعامل ہے وہ حجت نہیں ہے ۔

دیگر جواب یہ ہے کہ اس صراحت سے صحابہؓ کے مختلف تعامل ظاہر ہو گئے ۔ تو اب اصول یہ ہے کہ ہم ان سب کو چھوڑ کر مرفوع حدیث کی طرف رجوع کریں گے ۔ جیسا کہ ہم نے حصہ اوّل میں اس اصول کو واضح کیا ہے کہ باہمی تنازعہ صحابہؓ کا ہو یا ہمارا ، قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا فرض ہوتا ہے ۔ نیل الاوطار جلد ۴ صـ۱۹۳ میں ہے ۔

وَالْحَاصِلُ اَنَّ الصَّحَابَةَ مُخْتَلِفُوْنَ فِیْ ذٰلِكَ وَ لَيْسَ قَوْلُ بَعْضِهِمْ بِحُجَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ وَالْحُجَّةُ مَا جَاءَنَا عَنِ الشَّارِعِ ۔

یعنی صحابہؓ اس بارہ میں مختلف ہیں تو کسی کا قول کسی پر حجت نہیں ہے ۔ حجت وہی ہے جو ہم کو شارع علیہ السلام سے پہنچا ہے ۔ (یعنی قرآن کریم اور حدیث نبویؐ)

نووی شرح مسلم جلد ۱ صـ۱۳ میں ہے ۔

وَاِذَا اخْتَلَفَ الصَّحَابَةُ لَمْ يَكُنْ قَوْلُ بَعْضِهِمْ بِاَوْلٰى مِنْ بَعْضٍ فَنَرْجِعُ اِلٰى دَلِيْلٍ اٰخَرَ ۔

کہ جب صحابہؓ کا اختلاف ہو جائے تو کسی کا قول کسی سے اولیٰ اور بہتر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہوتا پس ہم کو دوسری دلیل کی طرف رجوع کرنا چاہیئے "

پس ہم تو احادیثِ اعفاء کی طرف رجوع کریں گے جو صحیحین کی براہینِ قاطعہ ہیں اور ہمارے مخالفین حدیث عمرو بن شعیب کی طرف دوڑیں گے جو کہ مردود ہے۔ لہٰذا ان سب کی جدّوجہد مردُود ہوگی۔

دیگر جواب یہ ہے کہ جیسی حدیث ہمارے مخالفین کے پاس ہے۔ ویسی حدیث ہمارے پاس بھی ہے۔ چنانچہ کنوز الحقائق ص۱۶۷ میں حلیۂ ابونعیم کے حوالہ سے یہ حدیث درج ہے۔

لَا يَأْخُذُ الرَّجُلُ مِنْ طُوْلِ لِحْيَتِهٖ وَلٰكِنْ مِّنَ الصُّدْغَيْنِ۔

یعنی "کوئی شخص اپنی ڈاڑھی کے طول سے بال نہ لیا کرے لیکن کنپٹیوں سے لے لے "

پس یہ حدیث عمرو بن شعیب والی روایت کے معارض ہے۔ اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا۔

# آثارِ صحابہؓ کے الزامی جوابات

۱۔ اکثر اہلِ حدیث اور مقلدینِ مذاہب اربعہ کا عرب و عجم میں تعامل یہ ہے کہ جمعہ کو دو اذانیں کہتے ہیں۔ ایک جدید عثمانی۔ دوم قدیم نبوی۔ اذانِ عثمانی۔ تعاملِ عہدِ نبوی و صدیقی و فاروقی کے خلاف ہے۔ فتح البیان میں ہے۔

لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِدَاءٌ سِوَاهُ ثُمَّ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ بِالْكُوْفَةِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

یعنی اذانِ قدیم نبویؐ کے سوا کوئی اذان زمانہ نبویؐ و صدیقی و فاروقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



و علوی میں نہ تھی۔"

اذانِ جدید، عہدِ عثمانی میں ایجاد ہوئی۔ اسی پر جمہور کا تو ارشاد ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔

اَلْاَذَانُ الْاَوَّلُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ کَذَا فِی الْفَتْحِ رواہ ابنُ ابی شیبۃ۔

کہ "جمعہ کے دن اذانِ اوّل بدعت ہے۔"

لیکن حنفی اور اہل حدیث جو قولِ عمر پر ڈاڑھیاں کٹا رہے ہیں۔ اذانِ عثمانی رضی اللہ عنہ کو بدعت جان کر نہیں چھوڑتے مگر ہمارے مقابلہ میں قول ابنِ عمر پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ وہ متشدّد بالسنّہ تھے، ان کا قول معتبر ہے۔

۲۔ ضحیٰ کی نماز اہل حدیث اور حنفیوں کے نزدیک مشروع اور مسنون ہے۔ لیکن صحیح بخاری پ ۴ مع فتح الباری ص۴۷ میں ہے کہ:۔

"حضرت ابن عمر سے اس نماز کے بارہ میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے۔"

زادالمعاد میں پانچ اقوال لکھ کر قولِ سادس یہ لکھا ہے۔

اِنَّھَا بِدْعَةٌ صَحَّ ذٰلِكَ مِنْ رِوَایَةِ عُرْوَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

کہ یہ (نمازِ ضحیٰ) بدعت ہے چنانچہ عروہ کی روایت سے ابن عمر کا یہ مذہب صحیح ہو چکا ہے۔

کیا احادیثِ مرفوعہ کے مقابلہ میں اہلحدیث اور حنفی حضرات قولِ ابن عمر پر فتویٰ دے کر نمازِ ضحیٰ کے بدعت ہونے کا فتوے دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر "قطع لحیہ" پر ان کے فعل سے استدلال کر کے کیوں فتوے دیتے ہیں۔ مَا ھُوَ جَوَابُکُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فهو جوابنا۔

۳۔ نیلؔ اور نوویؔ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ابن عمر کا یہ فتوٰے ہے کہ قربانی میں مسنّہ جانور جائز ہے اور جذعہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے مگر اس قول کو نہ اہل حدیث مانتے ہیں اور نہ حنفی قبول کرتے ہیں لیکن ڈاڑھی کٹانے پر دونوں فریق ڈٹے ہوئے ہیں اور ثبوت میں ابن عمر کا قول پیش کرتے ہیں۔

۴۔ قربانی ایام تشریق میں کرنی مشروع ہے اور وہ چار دن ہیں۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ۔ اور یہ حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے نیل الاوطار وغیرہ ملاحظہ ہو۔ لیکن ابن عمر کا قول ہے۔

قربانی یوم الاضحیٰ اور دو دن اس کے بعد (۱۱، ۱۲ تک) ہو سکتی ہے۔"

چنانچہ حضرت عمر۔ علی۔ انس رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔

مگر ہمارے اہل حدیث قاطعین لحیہ ما زاد علی الکف" ان صحابہؓ کے اقوال نہیں مانتے اور تیرہ تاریخ کو بھی قربانی کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ فتامل فیہ

۵۔ اسی طرح ایک مجلس کی تین طلاق کو اہلحدیث ایک ہی رجعی طلاق قرار دیتے ہیں۔ اور عورت مطلقہ بتطلیقات ثلاثہ سے رجوع کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ اور ثبوت کے لئے مسلم کی ایک حدیث حکمی مرفوع پیش کرتے ہیں لیکن جمہور صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ کا یہ مذہب بتلایا جاتا ہے کہ وہ اس کو طلاق بائنہ مغلّظہ کہتے ہیں اور عورت کو حرام قرار دیتے ہیں۔"

لیکن اہلحدیث مسلم شریف کی حدیث کے مقابلہ میں ان تمام اقوال کو ٹھکرا دیتے ہیں اور جب ڈاڑھی کی باری آتی ہے اور نفس کو لمبی ڈاڑھی اچھی نہیں لگتی۔ تو احادیث مرفوعہ پر ہاتھ پھیر کر اقوال صحابہؓ کا سہارا لیتے ہیں اور ڈاڑھیاں تراش کر حنفیوں میں جا ملتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ کیا یہ انصاف ہے؟

انصاف کا اقتضاء یہ تھا کہ ڈاڑھی کے بارہ میں بھی قول ابن عمرؓ وغیرہ کا وہی جواب دیتے جو امام شوکانیؒ نے نیل میں دیا ہے۔

وَقَدِ اسْتَدَلَّ بِذٰلِكَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالرِّوَايَاتُ الْمَرْفُوْعَةُ تَرُدُّهٗ۔

کہ قول ابن عمرؓ سے بعض اہلِ علم قطع لحیہ پر استدلال کرتے ہیں۔ لیکن مرفوع حدیثیں اس کو ردّ کرتی ہیں۔

فَعَلٰى هٰذَا لَا تَقُوْمُ بِالْحَدِيْثِ حُجَّةٌ۔

کہ حدیث کے ضعف کی وجہ سے اس سے حجّت قائم نہیں ہو سکتی۔

یہ جواب منصفانہ اور محدّثانہ ہے لیکن مولانا مدنی اس کو تحکم قرار دیتے ہیں۔

؎ یہ کیا اندھیر ہے اے دشمنِ مہر و وفا تجھ سے
ہوس نے کام جاں پایا محبّت شرمسار آئی

# آثارِ صحابہؓ کا تحقیقی جواب

صحابہ کرامؓ پر ہمارا حسنِ ظن ہے کہ انہوں نے حج اور عمرہ کے بغیر عام طور پر ہمیشہ کَعَادَةِ اَهْلِ زَمَانِنَا ڈاڑھیاں نہیں کٹائیں کیونکہ یہ ڈاڑھی کے بالوں کا مثلہ ہے۔ چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے۔

لَا يَاْخُذُ مِنَ اللِّحْيَةِ شَيْئًا لِاَنَّهٗ مُثْلَةٌ

کہ ڈاڑھی کا کوئی بال نہ لے کیونکہ یہ مثلہ ہے۔

اور بالوں کا مثلہ ممنوع ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَلَاقٌ ( رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن )

کہ جو شخص بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حصہ نہیں ہے۔

چونکہ "اعفاء اللحیۃ" فطرت سے ہے اس لئے صحابہ فطرت کے خلاف نہیں کرتے تھے اور اسوہ حسنہ نبویہ سے ڈاڑھی قولاً و فعلاً طول و عرض میں بڑھانی ثابت ہے اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کا خلاف کیوں کرتے اور حقیقت یہ ہے کہ صحابہ نے یہ عمل حج اور عمرہ کے موقعہ پر کیا ہے۔ ہمیشہ نہیں۔ چنانچہ ان کے اقوال سے صاف طور پر یہی ثابت ہوتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب لکھوی صحیح بخاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں :۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ

کہ حضرت ابن عمر حج اور عمرہ سے فارغ ہو کر ایک مشت ( قبضہ ) سے زائد بالوں کو کاٹ لیتے تھے۔

اس عبارت میں إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ کے الفاظ صاف طور پر وارد ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل دائمی نہیں ہے بلکہ مخصوص بالحج و العمرۃ ہے۔ پس اس مقید اور مخصوص فعل سے عام دعوے کرنا کہ ہمیشہ ہر وقت مشت سے زائد ڈاڑھی کٹانا جائز یا مستحب ہے، بالکل باطل ہے۔

پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نُعْفِي السِّبَالَ إِلَّا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ

یعنی حج یا عمرہ میں ہم ( جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ) بڑھے ہوئے بالوں کو کاٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لیتے تھے۔"

یہاں مولانا نے ترجمہ میں اجمال سے کام لیا ہے۔ صاف ترجمہ نہیں کیا۔ پورا ترجمہ یوں ہے کہ "ہم ڈاڑھیوں کے بال بڑھاتے تھے مگر حج یا عمرہ میں بڑھے ہوئے بالوں کو کاٹ لیتے تھے۔"

اس اثر میں بھی حج اور عمرہ کے الفاظ موجود ہیں کہ ہمیشہ وہ ڈاڑھیوں کو بڑھاتے تھے مگر جب حج اور عمرہ کا موقعہ ہوتا تو مشت سے زائد بالوں کو کاٹ لیتے تھے۔ یہ تعامل بھی حج اور عمرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ عام نہیں بلکہ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ کے بغیر بالوں کو بڑھاتے تھے۔ اب یہ اثر ہماری دلیل ہے کہ ڈاڑھیوں کو بڑھانا چاہیئے۔

رہی یہ بات کہ حج اور عمرہ میں صحابہؓ کیوں کاٹتے تھے تو اس کی یہ وجہ ہے کہ یا تو یہ فعل، احرام کھولنے کے لئے کرتے تھے یا بال منڈانا اور کٹانا نسک میں داخل ہے۔ (نیل الاوطار جلد ۵ صفحہ ۶۹ میں ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْحَلْقِ هَلْ نُسُكٌ اَوْ تَحْلِيْلُ مَحْظُوْرٍ فَذَهَبَ اِلَى الْاَوَّلِ الْجُمْهُوْرُ

کہ "علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ بال کٹانے نسک میں شمار ہیں، یا یہ احرام کھولنے کے لئے ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ نسک میں داخل ہے۔"

اسی لئے عون المعبود میں یہ لکھا ہے :۔

وَفِي الْحَدِيْثِ اَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا يَقُصُّوْنَ مِنَ اللِّحْيَةِ مِنَ النُّسُكِ۔

کہ "حدیث (جابرؓ) میں یہ ذکر ہے کہ صحابہ کرامؓ نسک میں ڈاڑھی کے بڑھے ہوئے بال کاٹ لیتے تھے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس واسطے کچھ لوگوں کا مذہب ہے کہ ڈاڑھی کے بال کاٹنے ناجائز ہیں۔ صرف حج اور عمرہ کے موقعہ پر کاٹنے جائز ہیں۔ چنانچہ شرح صحیح مسلم میں ہے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ الْأَخْذَ مِنْهَا إِلَّا فِي حَجٍّ وَعُمْرَةٍ۔

اب اگر کسی صحابی سے بغیر قید حج یا عمرہ کے کوئی اثر مروی ہے۔ جیسے مولانا نے بعض صحابہ کا ذکر کیا ہے تو یہ مطلق بھی مقید بالحج والعمرۃ ہوگا کیونکہ حضرت جابر رضؓ نے اس فعل کو صحابہؓ کی طرف سے حج اور عمرہ میں محصور کر دیا ہے۔ اور مطلق کا مقید پر محمول کرنا واجب ہے۔

نیل الاوطار جلد ۲ صـ۱۹۳ میں ہے۔

حَمْلُ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ وَاجِبٌ عَلَى مَا هُوَ الْحَقُّ۔

تحفۃ الاحوذی ربع ۴ صـ۱۱ میں علامہ کرمانی سے منقول ہے کہ:۔

ابن عمر رضؓ نے حج میں حلق اور تقصیر کو جمع کرنے کے لئے ایسا کیا کہ پہلے سر منڈایا پھر ڈاڑھی میں تقصیر کی تاکہ قرآن کے دونوں کلموں "محلقین" "مقصرین" پر عمل ہو جائے اور وفروا اللحی کے حکم کو غیر حالتِ نسک پر محمول کیا کیونکہ حلق اور تقصیر داخل فی النسک ہیں۔"

علامہ کرمانی کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ مؤطا میں باب یوں منعقد ہے:۔

بَابُ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ بَعْدَ حَلْقِ رَأْسِهِ

یعنی یہ باب اس بارہ میں ہے کہ سر منڈا کر پھر ڈاڑھی کے بال کاٹے۔

پھر عبداللہ بن عمر رضؓ سے نقل کیا ہے:۔

كَانَ إِذَا حَلَقَ فِي حَجٍّ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ

کہ ابن عمرؓ جب سر منڈاتے حج میں تو ڈاڑھی اور مونچھ کے بال بھی لے لیتے یہ تقصیر لحیہ ایسا ہے جیسے عورتوں پر موقعہ حج تقصیر ہے۔ چنانچہ حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں ہے۔

لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ۔

کہ "عورتوں نے احرام کھولنا ہو تو ان پر سر منڈانا نہیں ہے۔ ان پر صرف تقصیر (کچھ بالوں کا کٹانا) ہے۔"

جیسے عورتیں صرف حج اور عمرہ کے موقعہ پر بال کٹا سکتی ہیں اور پھر ان کے لئے یہ (تقصیر) ناجائز ہے۔ اسی طرح مردوں کو صرف حج اور عمرہ کے موقعہ پر (جب کہ انہوں نے سر منڈا لیا ہو) ڈاڑھی کے بال کٹانے جائز ہیں۔ اس کے بعد جائز نہیں۔ فتذکر فیہ۔

غایۃ التوضیح شرح بخاری میں ہے:۔

فَإِنْ قُلْتَ إِذَا كَانَ الْإِعْفَاءُ مَأْمُوْرًا بِهِ فَلِمَا أَخَذَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ رَاوِي الْحَدِيْثِ قُلْتُ لَعَلَّهُ خَصَّصَ بِالْحَجِّ وَالنَّهْيُ هُوَ قَصُّهَا كَفِعْلِ الْأَعَاجِمِ۔

کہ "اگر تو یہ اعتراض کرے کہ جب ڈاڑھی بڑھانے کا حکم حدیث میں ہے تو حدیث کے راوی ابن عمرؓ نے ڈاڑھی کے بال کیوں کاٹے؟ تو جواب یہ ہے کہ شاید انہوں نے اس فعل کو حج کے ساتھ مخصوص کیا ہو اور نہی اس کٹانے سے ہے جو عجمیوں کی طرح ہمیشہ ہو۔"

دیگر نظیر نسک کی وجہ سے بال کٹانے کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سر پہ بال رکھا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى نِصْفِ أُذُنَيْهِ۔

کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک تھے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح دیگر حدیثوں میں بالوں کا اندازہ کمی بیشی کے ساتھ وارد ہے۔ اور یہ بھی وارد ہے کہ آپ بالوں میں مانگ نکالا کرتے تھے اور بالوں کو تیل لگایا کرتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ:۔

# سر پر بال رکھنے سنّت ہیں

اور بعض حدیثوں سے ثابت ہے کہ خارجیوں کی نشانی سر منڈانا ہے۔ اس پر فتح الباری میں لکھا ہے۔

اس میں یہ اعتراض ہے کہ علامت کے وجود سے ذی علامت کا وجود لازم آتا ہے پس چاہیئے کہ جو محلوق الرأس ہو وہ خوارج میں شمار ہو۔ حالانکہ یہ بات بالاجماع اس طرح نہیں ہے "

اس کا جواب علاّمہ کرمانی نے یہ دیا ہے:۔

اِنَّ السَّلَفَ کَانُوا لَا یَحْلِقُوْنَ رُؤُسَهُمْ اِلَّا لِلنُّسُكِ اَوْ فِی الْحَاجَةِ وَالْخَوَارِجُ اتَّخَذُوْهُ فَصَارَ شِعَارًا لَّهُمْ وَعُرِفُوْا بِهٖ۔

یعنی سلف صالحین حج اور عمرہ کے سوا اپنے سر نہیں منڈایا کرتے تھے یا کسی وجہ سے (جیسے حضرت علی بخوف جنابت کٹا لیتے) اور خارجیوں نے اس کو عادت بنا لیا تو یہ ان کا شعار ہو گیا جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں "

اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین بھی سر پہ بال رکھتے تھے اور صرف حج اور عمرہ میں کٹاتے تھے۔ نیز ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِیْ حَجَّتِہٖ۔

کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم حج کے موقعہ پر سر منڈاتے تھے "

پس بغیر حج اور عمرہ کے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام ؓ کا سر منڈانا ثابت نہیں ہے اور جو ثابت ہے وہ نابالغ بچوں کے لئے ہے جو بالوں کا اکرام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔

مَنْ کَانَ لَہٗ شَعْرٌ فَلْیُکْرِمْہُ

جس کے بال ہوں اُسے چاہیئے کہ ان کی عزت کرے۔

نیل الاوطار میں ہے:۔

فِیْہِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اِسْتِحْبَابِ اِکْرَامِ الشَّعْرِ بِالدُّھْنِ وَالتَّسْرِیْحِ وَاِعْفَائِہٖ عَنِ الْحَلْقِ لِاَنَّہٗ یُخَالِفُ الْاِکْرَامَ اِلَّا اَنْ یَّطُوْلَ لَہٗ۔

کہ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بالوں کو تیل لگا کر کنگھی کر کے ان کی عزت کرنی چاہیئے اور ان کو بڑھانا چاہیئے۔ کیونکہ منڈانا اکرام کے خلاف ہے۔ مگر یہ کہ حدِّ اعتدال سے بڑھ جائیں تو کاٹ دینے چاہیئں۔

آپ نے ایک شخص کو بکھرے ہوئے بالوں کی حالت میں دیکھا تو فرمایا۔

ثَائِرَ الرَّأْسِ کَاَنَّہٗ شَیْطَانٌ، کَاَنَّہٗ یَامُرُہٗ بِاِصْلَاحِ شَعْرِہٖ وَلِحْیَتِہٖ۔

پراگندہ بالوں والا گویا کہ شیطان ہے۔ یعنی آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی درستگی کرے "

بنا بریں نابالغوں کو اختیار ہے کہ وہ تمام سر کے بال رکھیں یا منڈائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لیکن بالغوں کے لئے شعارِ اسلام یہ ہے کہ سر پہ بال ہوں اور وہ بغیر حج اور عمرہ کے نہ منڈائیں کیونکہ منڈانا خارجیوں کا نشان ہے لہٰذا منڈانے کی ممانعت ہے چنانچہ نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ میں ہے:۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا تُوْضَعُ اِلَّا فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ (رواه الدارقطني في الافراد)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سر کے بال حج اور عمرہ کے بغیر نہ منڈائے جائیں۔"

وَيَقُوْلُ عُمَرُ لِصَبِيْغٍ لَوْ وَجَدْتُكَ مَحْلُوْقًا لَضَرَبْتُ الَّذِيْ فِيْهِ عَيْنَاكَ بِالسَّيْفِ۔

"اور حضرت عمرؓ نے صبیغ کو کہا کہ اگر میں نے تجھے سر منڈایا لیا تو تیری آنکھوں کے درمیان تلوار ماروں گا۔"

وَبِحَدِيْثِ الْخَوَارِجِ اَنَّ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ

"اور سر منڈانے کے ناجائز ہونے پر یہ دلیل ہے کہ یہ خارجیوں کا نشان ہے کہ ان کے سر مونڈے ہوئے ہوں گے۔"

قَالَ اَحْمَدُ اِنَّمَا كَرِهُوا الْحَلْقَ بِالْمُوْسٰى اَمَّا بِالْمِقْرَاضِ فَلَيْسَ بِهِ بَاْسٌ لِاَنَّ اَدِلَّةَ الْكَرَاهَةِ تَخْتَصُّ بِالْحَلْقِ۔

کہ امام احمد نے فرمایا کہ علماء استرے سے منڈانے کو ناجائز کہتے ہیں اور قینچی سے کٹانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ کراہت کی دلیلیں منڈانے سے مخصوص ہیں۔"

بہر کیف سر پہ بال رکھنے مسنون ہیں اور منڈانے مکروہ ہیں لیکن حج اور عمرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے موقعہ پر ان کے منڈانے کا جواز مسلّم ہے بلکہ ضروری ہے۔ اسی طرح ڈاڑھی کو بھی تصوّر کر لیں کہ حج اور عمرہ کے موقعہ پر بوجہ نسک اور تحلیل احرام کے اس کی کانٹ چھانٹ جائز ہے ورنہ نہیں۔

إِذَا زَالَ الْقَيْدُ زَالَ الْمُقَيَّدُ

یہ سب کچھ حاجات اور ضروریات کی بنا پر ہے جیسے عموماً ممنوعات اور مکروہات سے بعض بعض صورتیں شاذ و نادر مستثنیٰ ہوتی ہیں۔ ایسے ہی حج اور عمرہ کو مستثنیٰ سمجھ لیں۔ ہاں یہ یاد رہے کہ یہ جوابات علی سبیل التسلیم ہیں ورنہ ہم تو احادیث مرفوعہ کے ہوتے ہوئے کسی قول و فعل صحابی کے قائل ہی نہیں ہیں۔

طبع دوم ۱۹۹۲ء۔ ۱۴۱۲ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان المتوفی ۱۳۸۷ھ نے شرعی داڑھی کے متعلق ایک عالمانہ محدثانہ، فقیہانہ مقالہ آج سے ۴۳ سال پہلے تحریر فرمایا تھا۔ جو کہ ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور کی جلد اوّل میں ۱۹۴۹ء کو شائع ہوا تھا۔ اور تازہ ترین حالات میں تنظیم اہل حدیث لاہور ۱۹۸۷ء کی جلد نمبر ۱۳ میں بالاقساط شائع ہوا ہے۔ راقم نے اپنی یہ سعادت سمجھی کہ مولانا سلفی مرحوم کی یہ دماغی محنت، کاوش کو اس کتاب کی زینت اور محفوظ کر دیا جاتے۔ تاکہ موجودہ اور آیندہ نسلوں کو خاطر خواہ علمی فائدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اخلاص سے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبداللہ سلیم ناظم دارالحدیث رناوال (اوکاڑہ) مارچ ۱۹۹۲ء

# داڑھی کی مقدار

## قرآن اور سنت کی روشنی میں داڑھی کی شرعی حیثیت و اہمیت

داڑھی کے خلاف آج کل ایک عالمگیر نفرت ہے۔ مشرکین فرنگ، مشرکین مجوس و ہنود اور مشرکین یہود، مشرکین اسلام کے ساتھ اس نفرت میں پوری طرح متفق ہیں والمتفقہ نجون لھم بعد ذلک ظھیر اور اہل علم اس میں متساہل اور خاموش، روشن خیالی کی آرزو اور روشن ضمیری سے دستکش ہونے کے لیئے عملاً تیار۔ مسلک کے اہم مسائل کی آڑ میں تعلیم یافتہ طبقہ مصر ہے۔ کہ سنت نبوی کی جگہ انہیں سنت یورپ پر عمل کے لیئے کھلا چھوڑ دیا جائے۔ وقت کے اہم مسائل حل کرنیکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ عجیب حیلہ ہے ۔ اور ایک حیرت انگیز انکشاف گویا وقت کے اہم اور موسم کے مشکل مسائل کا حل صرف چہرے کے چند بالوں کے اڑا دینے پر موقوف ہے ہم قدامت پسندوں کے لیئے اس منطقی ربط کا سمجھنا قطعی ناممکن ہے۔ جوان مسائل اور بالوں میں پایا جاتا ہے۔ اس لیے ترقی پسند حضرات کی ہر سرزنش بجا اور برمحل۔

## اصلاح اور اثر

اسلام نے ایک جامع دعوت دنیا کے سامنے پیش فرمائی ہے۔ جس میں اعتقاد عمل اور جو آثار ان پر مرتب ہوتے ہیں سب کو یکساں ملحوظ رکھا ہے۔ اور ہر ایک کو دعوت میں مناسب جگہ دی ہے۔ اسلام کی نظر میں وضع کی درستگی اصلاح قلب کا لازمی سا اثر ہے۔ ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ وضع درست ہو اور دل درست نہ ہو لیکن یہ مشکل ہے کہ دل درست ہو۔ اور وضع پر اس کا کچھ اثر نہ پڑے۔ اسی لیئے ان آثار کی تبدیلی پر کوئی سزا نہیں دی گئی۔ اعتقاد و عمل کے بعد کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ تاکہ اس کا اثر خود بخود ظاہر ہو۔

اصلاح وضع میں داڑھی کے بالوں کو شرعاً خاص اہمیت حاصل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فطری عادت قرار دیا ہے۔ بعض احادیث میں خصائل فطرت پانچ آئی ہیں (بخاری) بعض میں ان کی کل تعداد دس بتائی گئی ہے (مسلم ابوداؤد) صحیح یہ ہے کہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ دائیں اور بائیں ہاتھ کے کاموں کا امتیاز اسی قسم کا تہذیبی مسئلہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دور تک انبیاء اور صلحاء ان عادات کے پابند رہے۔ اور ان عادات کی پابندی کو امتِ اسلامیہ کا شعار قرار دیا گیا۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(اقول) ھذہ الطہارات منقولۃ عن ابراھیم علیہ السلام متداولۃ فی طوائف الامم الحنیفۃ اللّٰہ بث فی قلوبہم ودخلت فی صمیم اعتقادھم علیہا محیاھم وعلیہا مماتہم عصرا بعد عصر ولذلک سمیت بالفطرۃ۔ وھذہ شعائر الملۃ الحنیفۃ ولا بد لکل ملۃ من شعائر یعرفون بہا الخ الحجۃ اللّٰہ البالغہ مصری ص۱۸۲ ج۱، ص۱۹۱ ج۲

یہ پاکیزہ عادتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہیں۔ تمام موحد قومیں ان کی پابند ہیں۔ ان لوگوں نے دِل سے اسے پسند کیا۔ اور ان کے معتقدات کی یہ عادتیں جزو بن گئیں۔ ہر ملت کے لیئے ایسے نشانات کی ضرورت ہے۔ جن سے وہ پہچانے جائیں۔ اور ضروری ہے ان کی وضع اس کی نظیر ہے۔

غرض اگر ملت کا دینی مزاج درست ہوگا تو یہ نشانات یقیناً اسے پسند ہوں گے۔ اگر دینی مزاج بگڑ جاتے تو ان مقدس عادتوں سے خود بخود انحراف شروع ہو جاتا ہے۔ مزاج ملت کے لیئے ایسے شعائر نبض کا حکم رکھتے ہیں۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ۔

## مسئلہ کی اہمیت

ان شعائر کے ترک کرنے سے خروج عن الملۃ یا ارتداد تو لازم نہیں آتا لیکن انبیاء اور دانش ورانِ فطرت کی راہ سے انحراف ضرور ہو جاتا ہے۔ ان دس خصلتوں میں تجمل اور نظافت کا بہت حد تک خیال رکھا گیا ہے۔ اسی سے نظافت پسند غیر مسلموں نے بھی نظافت کے نقطۂ نگاہ سے ان عادات کی پابندی کی کلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم،

مشرکین ہنود اور فرنگی تہذیب کی آمیزش نے عوام میں داڑھی بڑھانے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



متعلق عجیب قسم کے خیالات پیدا کر دیتے ہیں. ایک مختصر سی جماعت کے سوا جو اس کو دینی شعار سمجھتی ہے عوام کی غلط روی اس معاملہ میں واضح ہے کہ کسی نائی کی دوکان پر چند منٹ ٹھہر کر دیکھئے کہ وہاں کانٹ چھانٹ کے کتنے نمونے بنتے ہیں اور کتنے خوش منتظر چہرے حجام کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں. اور پھل چھلا کر فرسودگی سے واپس ہوتے ہیں. ان فی ذلک لعبرۃ۔

گناہ کے عموم سے بے حسی اس قدر بڑھ گئی ہے. کہ عوام تو خیر عوام ہیں. علماء بھی ان مسائل پر گفتگو کرنے سے ہچکچاتے ہیں. احادیث اعفاء کی تاویل اس طرح کی جاتی ہے. کہ مداہنت کا واہمہ بھی نہ ہو. روشن خیالی بھی قائم رہے. اور موجودہ فیشن پرستی کے لیئے سندِ جواز بھی حاصل ہو جائے۔

## اصحابِ عزیمہ

ایسے حالات میں اصحاب عزیمت کی رفتار تیز ہو جانی چاہیئے. سننِ نبویہ پر بوقت فساد عمل کرنے سے سو شہید کا ثواب فرمایا ہے. سنت کی ترویج اور اس اجرِ عظیم کے لیئے اس سے بہتر وقت کونسا ہوگا. روشن خیالی وہی درست ہوگی. جس کے ساتھ روشن ضمیری ہاتھ سے نہ جائے. ضرورت ہے امر بالمعروف کے تمام ذرائع اس وقت جمع کر دیئے جائیں تاکہ عوام کم از کم اتنا محسوس کریں. کہ وہ غلطی کر رہے ہیں. اور ان کے دلوں میں اعمال صالحہ اور سننِ صحیحہ کے لیئے جستجو اور خلش باقی رہے. وہ گناہ کو گناہ سمجھ کر کریں. اور غلطی کو غلطی سمجھیں. اس مسئلہ پر لکھتے وقت میں خود بھی سوچتا ہوں کہ اسے پڑھ کر عوام کے تاثرات کیا ہوں گے. جب کہ علماء کا شیوہ بھی تساہل کی انتہا کو پہنچ چکا ہے. یورپ زدہ ذہن تو یہ سننا بھی گوارہ نہ کریں کہ داڑھی شعائرِ اسلام سے ہے. تاہم میں بے امید نہیں.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چند آدمی بھی اس جمود عام میں اس سنت کے صحیح مقام کو سمجھ جائیں تو اس ظلمتان میں غنیمت ہوگا۔

## اِس معاملہ میں احادیث صحیحہ کا منشاء

۱۔ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خالفوا المشرکین وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب۔ (صحیح بخاری مع الفتح ص۲۷۳ ج۱)

۲۔ ایضاً عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھکوا الشوارب واعفوا اللحیٰ (حوالہ مذکور)

۳۔ عنہ ایضاً انہ امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ (صحیح مسلم ابو داؤد ص۱۲۹ ج۱)

۴۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشوارب واعفاء اللحیۃ الخ۔

۵۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزوا الشوارب وارجوا اللحی وخالفوا المجوس (ابو داؤد، مسلم ص۱۲۹ ج۱)

۶۔ وفی حدیث احفوا الشوارب وارجوا اللحی (مسلم ص۱۲۹ ج۱)

۷۔ وفی شمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان کث اللحیہ (شمائل ترمذی)

ان احادیث کا مفاد یہ ہے کہ لبوں کے بال منڈوا دیئے جائیں، یا جڑ سے کٹوا دیئے جائیں۔ اور داڑھی پوری طرح بڑھائی جائے۔ احادیث زیر قلم سے داڑھی بڑھانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بعض احادیث میں یہ ذکر بصیغۂ امر آیا ہے۔ اور بعض میں بلفظِ امر اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک بہت بھاری تھی۔ وجوب واباحت کی اصطلاحی مباحث کو نظر انداز کر کے بھی کسی کا جو مفاد ہو سکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ اور امران الفاظ سے جن نتائج کا خواہش مند ہو سکتا ہے۔ ان سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ جب یہ معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت امت پر فرض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی اطاعت پر امت مجبور نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صریح احادیث کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کے عمل کو اہمیت نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی تعارض یا ترجیح کسی دوسرے کا حق ہے۔ اگر تاویل کی ضرورت ہو تو امت کے اقوال و اعمال میں ہونی چاہیئے۔ پیغمبر کو امت کے تابع نہیں کرنا چاہیئے۔ صحابہ ہوں یا عام افراد امت مقام نبوت کی تقدیس کو نہیں پہنچ سکتے۔ اطاعت کا عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا ہے۔ افراد امت سے نہیں۔

## نص حدیث

حدیث میں اس مفہوم کو پانچ الفاظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اَوْفُوْ۔ اعفوا۔ ارخوا۔ ارجوا۔ وفروا۔ امام نووی فرماتے ہیں۔

معنی کلہا ترکہا علی حالہا ہذا ہو الظاہر من الحدیث الذی یقتضیہ الالفاظ وہو الذی قال جماعۃ من اصحابنا وغیرہم من العلماء (نووی ص۱۲۹ ج۱)

قال فی مجمع البحار ص۴۰۳ ج۲۔ فیہ امر باعفاء اللحی وہو ان یوفر شعرہا ولا یقص کالشوارب الخ اس میں داڑھی بڑھانے کا حکم ہے۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ ومعنی الکل ترکہا علی حالہا دیکس کا حلقہا وقصہا الخ ان تمام الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ نہ کترایا جائے نہ منڈایا جائے۔ قال النووی اترکوہا ولا تتعرضوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لہا بتغییر (ص۱۲۹ ج النووی) داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو، اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کرو۔ قال الطبری ذھب قوم الی ظاھر الحدیث فکرھوا تناول کل شیئی من اللحیۃ من طولہا وعرضہا (فتح ص۲۷۲ ج ۱۰) ایک جماعت نے حدیث کے صریح مفہوم کو پسند فرمایا۔ اور طول وعرض سے کٹانا ناپسند کیا ہے۔

قال عیاض یکرہ حلق اللحیۃ وقصہا وتحذیفہا الخ قاضی عیاض فرماتے ہیں۔ داڑھی منڈوانا کترانا اس میں کمی کرنا ناجائز ہے۔ لیکن طولِ فاحش میں کمی درست ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ یہ بھی ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔

## مفہوم لغوی

اب اعفاء، ارخاء، ایفاء، ارجاء، توفیر کے لغوی معنی پر غور فرمایئے۔ ان الفاظ میں تکثیر وتکمیل کے معنی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مفہوم کمی اور نقص کے منافی ہے۔ جو حلق اور تقصیر کا لازمی مفاد ہے۔ صاحب جامع الطیح رحمہ اللہ نے لغوی شہادت کے طور پر آیۃ سورۃ اعراف کا ذکر فرمایا ہے۔ حتی اذا عفوا اکثروا وکثرت اموالھم۔ یعنی ان کے مال اولاد میں بڑی کثرت ہوئی۔

قال ابن قتیبۃ حتی عفوا ای کثروا ومنہ الحدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر ان تحفی الشوارب وتعفی اللحی ای توفر (قرطین ص۱۶۹)

عفو کے معنی کثرت کے ہیں۔ اور حدیث اعفوا اللحیٰ کا بھی یہی مطلب ہے، ابن دقیق العید فرماتے ہیں۔ حقیقۃ الاعفاء الترک وترک التعرض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



للحیۃ یستلزم تکثیرھا (فتح الباری ص۱۷۳، جلد۱)

عفا الشیئ کثر و فی التنزیل حتی عفوا ای کثروا (ویقال) عفوت الشعر عفوا و عفیتہ واعفیتہ عفیا ترکتہ حتی یکثر ویطول ومنہ احفوا الشوادب واعفوا اللحی (مصباح المنیر مختصرًا)

قال الراغب اعفیت کذا ای ترکت یعفوا و یکثر ومنہ قیل اعفوا اللحی والعفاء ما کثر من الوبر والریش الخ (مفردات القرآن)

نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں۔ "مراد باعفاء گزاشتن ریش برحال اوست بدون حلق و تکثیر و انبوہ کردن او" (ہدایۃ السائل ص۱۲)

پھر فرماتے ہیں "ابو حنیفہؒ گفتہ اعفاء لحیہ ترک اوست تا آنکہ انبوہ و بسیار شود (ص۱۲)

قال عیاض قولہ امر باعفاء اللحی ای بتوفیرھا یقال عفا الشیئ اذا اکثر ویقال فیہ اعفیت الشیئ وعفیتہ اذا اکثرتہ وتفسیرہ فی الحدیث الاخر وفروا اللحی ومنہ فی الحدیث الاٰخر اذا دخل صفر وعفا الوبر الخ (مشارق الانوار ص۹۸ ج۲)

کذا فی القاموس والمنجد والنھایۃ واقرب الموارد وغیر ذالک من کتب اللغۃ وشروح الحدیث

ان تمام حوالوں کا منشا یہ ہے کہ عفو کے معنٰی لغت میں تکثیر اور انبوہ کے ہیں اور داڑھی کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مقصود ہے۔ کیونکہ اسلامی وضع میں یہ ایک اہم اسلامی شعار ہے۔

داڑھی بڑھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ اسکی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔ اور اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ یہ تو فطرت کا طبعی فعل ہے۔ اس کے لیے قانونی حد نہیں مقرر کیجا سکتی۔ کہیں چند بالوں تک یہ قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور کہیں پوری چھاتی اس کی لپیٹ میں آجاتی ہے۔ البتہ کترانا چونکہ انسانی فعل ہے۔ اسکی تحدید ضروری ہے اور دلیل بدنیۃ تدگی۔ ارخاء، رخا، استرخاء رخویۃ قریب المعنٰی الفاظ ہیں۔ جن میں نرمی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وسعت ملحوظ ہے۔ فرس رخاء ای وسیع الجری۔ ارخوا اللحیۃ کا معنی یہ ہو گا۔ کہ اسے اپنی طبعی رفتار سے لٹکنے اور بڑھنے کا موقعہ دیا جائے۔

وفار، ایفار، توفی یہ الفاظ تکمیل واتمام کی تعبیر کے لیئے مستعمل ہوتے ہیں۔

قال الراغب الوافی الذی بلغ التمام۔ یقال درھم واف وکیل واف واوفیت الکیل والوزن الموفون بعھدھم وغیرا سکلہ میں اتمام وتکمیل کا مفہوم ظاہر ہے۔ گویا ریش کا شرعًا کامل رکھنا ضروری ہے۔ کذا فی دواوین اللغۃ۔

ارجاء اس کے معنیٰ تاخیر اور مہلت کے ہیں۔ وآخرون مرجون لامر اللہ ارجوا اللحی۔ اسی محاورہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی بالوں کو چھوڑدو۔ اس تاخیر کے لیئے بڑھنا ضروری ہے۔ اور یہی شارع علیہ السلام کا مقصود ہے۔

وفر، وفور، توفیر، الوفر المال اتمام یقال وفرت کذا تممتہ وکملتہ ویقال ان جھنم جزاء کم جزاء موفورا ووفرت عرضہ اذا لم تنقصہ (مفردات القرآن) وفروا اللحی۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں جس کا مطلب ہوگا۔ کہ داڑھی کو مکمل کرو۔ اتمام وتکثیر اس کے معنیٰ میں ضروری ہیں۔ مصباح، مختار الصحاح ودیگر کتب لغت ان معانی پر متفق ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زبان جانتے تھے۔ تو پھر ان الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ان مرفوع احادیث کا مطلب تو یہی ہے۔ کہ داڑھی کو اپنی طبعی حد تک پہنچنا چاہیئے۔ نہ اس میں منڈانے کی گنجائش ہے۔ نہ قصر فاحش کی۔ بلکہ یہ سبزہ اپنی طبعی رفتار سے بڑھنا چاہیئے۔ اور اسے چہرے کی زینت رہنا چاہیئے۔

جہاں تک صحیح حدیث کا تعلق ہے۔ کوئی حدیث منڈانے یا کترانے کے جواز میں میری نظر سے نہیں گذری۔ جامع ترمذی میں ایک حدیث بواسطہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بایں الفاظ مروی ہے۔ ان النبی صلی اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



علیہ وسلم کان یأخذ من لحیتہ من عرضھا وطولھا (ترمذی مع تحفہ صہ۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی کے طول و عرض سے کچھ بال لے لیا کرتے تھے۔ یہ حدیث بشرطِ صحت پراگندہ بالوں کی دلیل ہو سکتی ہے۔ لیکن حدیث میں کئی وجوہ سے کلام ہے۔

۱۔ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ایسی نہیں جس سے خوبصورتِ انفراد کوئی حکم ثابت ہو سکے۔

۲۔ اگر اس میں نکارت نہ بھی پائی جاتے۔ تو بھی صحیحین کی احادیث اسکے خلاف ہیں۔

۳۔ اس کی سند میں عمر بن ہارون راوی ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ ان کی یہ روایت بالکل بے اصل اور منکر ہے۔

۴۔ عمر بن ہارون منفرد ہیں۔ اور ان کا کوئی متابع نہیں۔

۵۔ عمر بن ہارون تفرد کے علاوہ ضعیف ہیں۔ عبدالرحمٰن بن مہدی امام نسائی فرماتے ہیں۔ یہ متروک الحدیث ہیں۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں۔ کذاب اور خبیث ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں ثقہ نہیں۔ ابن مدینی اور دارقطنی فرماتے ہیں سخت ضعیف ہے (میزان الاعتدال تقریب)

ایسی روایات سے نہ کوئی مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی ترجیح دی جا سکتی ہے۔

## شعار المشرکین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ خالفوا المشرکین اس کی تفسیر میں مجوس اور یہود دونوں کا ذکر آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین میں منڈانے اور کترانے کی دونوں عادتیں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کے لیے حکم فرمایا۔ بلکہ تاکید فرمائی کہ ہم اپنی وضع ان سے جدا رکھیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ فانھم کانوا یقصون لحاھم ومنھم من کان یحلقھا۔ (فتح ص ۲۷۲ ج ۱) ایک قوم نے داڑھی منڈانا شروع کیا۔ اور یہ مجوس سے زیادہ بڑے ہیں۔ کیونکہ وہ کتراتے ہیں۔

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ مشرکین عموماً کترانے کے عادی تھے۔ منڈانے کا زیادہ رواج حافظ ابوشامہ کے زمانے میں ہوا۔ مجوس میں منڈوانے کی عادت کم تھی۔ گویا حدیث خالفوا المشرکین میں کترانے کو برا سمجھا گیا ہے۔ اس کے باوجود یہ دونوں فعل ناجائز ہیں۔ اور ممنوع۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین میں قصر فاحش کا رواج تھا۔ اسی سے بعض سلف نے قبضہ کو قصر کی آخری حد سمجھا۔ اس سے کم کرنا مشرکین کی شباہت ہے۔ جس سے حدیث میں بصراحت روکا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ مشرکین کی وضع اور رزی کے سخت مخالف تھے۔ جیسے کہ ان کے مکاتیب سے واضح ہے۔ کیونکہ جب اسلام زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی فرماتا ہے۔ تو پھر وضع کا شعبہ اس رہنمائی سے کیوں محروم ہو۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں۔

قصر اللحیۃ من صنع الاعاجم وھو الیوم شعار کثیر من المشرکین کالافرنج والھنود ومن لاخلاق لہ فی الدین من الفرق الموسومۃ بالقلندریۃ (مجمع البحار ص ۲۴۰)

داڑھی کٹانا اکثر فرنگیوں اور ہندو مشرکوں کی عادت ہے۔ اور ایک بے دین فرقہ قلندریہ کا بھی یہی شیوہ ہے۔

جب مشرکین میں قصر کا رواج زیادہ تھا۔ تو منڈانے کے ساتھ کترانا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔ مجوزین قصر کے نزدیک اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہوگا۔ کہ قبضہ سے کم نہ ہو۔ کیونکہ یہی قصر فاحش ہے۔ جو مشرکین کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے ان کی مشابہت سے روکا۔

اگر قصر کا معیار ہر شخص کی صوابدید کو قرار دیا گیا تو حدیث خالفوا المجوس بالکل بے مقصد رہ جائے گی۔ آخر وہ کونسا قصر ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اور حدیث نہی کا انطباق قصر کے کون سے افراد پر ہوگا۔ حضرات قارئین سنجیدگی سے تحدید قصر پر غور فرمائیں۔

## صحابہ کرامؓ

سنت صحیحہ کے بعد جہاں تک عمل واعتقاد کا تعلق ہے۔ کسی دوسرے شخص کیطرف توجہ کیضرورت باقی نہیں رہتی۔ تاہم صحابہؓ کے مقام کی رفعت معلوم ہے۔ ان کے اعمال وارشادات تسکینِ قلب میں اضافہ کا موجب ہیں۔ اس لیئے مذاہبِ صحابہؓ کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

## حضرت جابرؓ

عن جابرؓ کنا نعفی السبال الا فی حج وعمرۃ (ابو داؤد مع بذل المجہود صفحہ ۷۹) حج اور عمرہ کے سوا ہم داڑھی کے بال بڑھایا کرتے تھے۔

سبال سبلہ کی جمع ہے۔ شوارب کے آخری بالوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ اور سامنے کے بالوں کو بھی جو سینہ پر پھیلتے ہیں۔ (مجمع البحار ج ۲) یہاں دوسرا معنٰی مراد ہے۔ الفاظ حدیث سے جمہور صحابہ کے دائمی عمل کا پتہ چلتا ہے۔ کہ ان میں کٹانے کا رواج نہ تھا۔ بلکہ سب بڑھایا کرتے تھے۔ قرینِ قیاس بھی یہی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعًا بشرط صحت کترانا ثابت نہیں ہے۔ نواب صدیق حسن فرماتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## حضرت عمرؓ و عثمانؓ

لیکن عمر عثمان رضی اللہ عنہم را ریش دراز زاید بر قبضہ بود و این ناظر وارسال است ولہذا فقہاء ارسال را مباح داشتند و حلیہ مبارکہ نبویہ امدہ کث اللحیۃ یملاء الصدرہ یعنی انبوہ ریش کہ پر میکرد سینہ را الخ (ہدایۃ السائل ص۱۲)

حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کی داڑھیاں قبضہ سے زیادہ تھیں۔ یہ ارسال کی دلیل ہے۔ اس سے فقہاء نے ارسال کی اجازت فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ میں مرقوم ہے کہ حضرت کی داڑھی سینے پر چھائی ہوئی تھی۔

## حضرت عبداللہ بن عمرؓ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ وہ حج اور عمرہ سے جب فارغ ہوکر احرام کھولتے تو داڑھی کے زائد بال کٹوا دیتے۔ وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذ ؀ (الجامع الصحیح ص۲۷۲ ج ۱ ایضاً زرقانی مع المؤطا)

صحابہ عموماً اور عبداللہ بن عمرؓ خصوصاً اتباعِ سنت میں مشہور ہیں۔ لیکن ان کا یہ فعل سنتِ صحیحہ کے خلاف ہے۔

۱۔ اس لیے کہ موقوف آثار سنن صحیحہ سے متعارض نہیں ہوسکتے۔

۲۔ صحابہؓ کا اجماع یا جمہور صحابہ اگر عملاً کسی سنتِ صحیحہ کے خلاف ہوں تو حدیث کے مطلب پر غور کیے ضرورت ہے۔ لیکن افراد کے اختلاف میں سنتِ صحیحہ پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ پیش نظر مسئلہ بھی اسی نوعیت کا ہے۔

۳۔ عبداللہ بن عمرؓ حدیث اعفاء لحیہ کے راوی ہیں۔ آئمہ حدیث اور جمہور آئمہ اسلام کے نزدیک مرفوع صحیح حدیث ہی معمول بہا ہوگی۔ (خلافاً لجمہور الحنفیۃ) امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شوکانی فرماتے ہیں۔

ولا یضرہ عمل الراوی بخلافہ خلافا لجمہور الحنفیۃ ولبعض المالکیۃ لانا متعبدون بما بلغ الینا من الخبر ولم نتعبد بما فہمہ الراوی ولم یات من قدم عمل الراوی علی روایتہ بحجۃ تصلح للاستدلال

(ارشاد الفحول ص۵۲ کتاب الاحکام ابنِ حزم)

راوی کا عمل حدیث کے خلاف حدیث کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (اخلافا للحنیفہ) ہم اتباع حدیث کے پابند ہیں۔ فہم روایت کے پابند نہیں۔

جو لوگ عملِ روایت کو مقدم سمجھتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

۴۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ ابن عمر صرف حج یا عمرہ ہی میں ایسا کرتے تھے۔ (زرقانی ص۲۵) جامع صحیح میں بھی یہ تخصیص موجود ہے۔ جہاں یہ تخصیص نہیں۔ ممکن ہے تصرفِ رواۃ سے ایسا ہوا ہو۔

۵۔ سابقہ گذارشات ظاہر معنٰی کی بناء پر تھیں۔ اس کا یہ معنٰی بھی ہو سکتا ہے۔ کہ عبداللہ بن عمرؓ داڑھی کے پراگندہ بالوں کو اطرافِ لحیہ سے پکڑ کر درست فرما دیا کرتے تھے۔ اس اثر میں قبضہ سے مُراد پیمائشی قبضہ نہیں۔ جیسے قرآن میں ہے۔ ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا۔ یہاں قبض بمعنٰی اخذ آیا ہے۔

وانکر ابن التین ظاھر ما نقل عن ابن عمر فقال لیس المراد انہ کان یقتصر علی قدر القبضۃ من الحیۃ بل یمسک علیھا فیزیل ما شذ منھا فیمسک من اسفل ذقنہ باصابعہ الاربعۃ (فتح الباری ص۲۷۳ ج ۱)

ابنِ عمرؓ کا یہ منشا نہیں کہ قبضہ سے زائد داڑھی کاٹ دی جاتے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت عبداللہ ذقن کے نیچے کے بال چار انگلیوں سے پکڑ کر کاٹ دیا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی پراگندہ بال طول وعرض سے لے لیا کرتے تھے۔

یہ معنیٰ حدیث صحیحہ سے متعارض نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا جذبہ اتباعِ سنت اسی معنیٰ کا مقتضی ہے۔ جذبہ اتباعِ سنت سے، خلاف سنت کو سنت ثابت کرنا مضحکہ خیز استدلال ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کے داڑھی کٹوانے سے اگر کترانا سنت ہو سکتا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کا حکم اور عمل داڑھی بڑھانا سنت نہ ہوگا۔ آیا عبداللہ بن عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی سنت کی محبت زیادہ تھی۔ العجب۔

## تفردات صحابہؓ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً کوئی سنت ثابت ہو تو صحابہؓ کے اختلاف سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شغف بالسنۃ سنتِ ثابتہ کے خلاف استعمال نہیں ہونا چاہیئے۔ صحابہؓ سنت کے عاشق تھے۔ ان کا عمل اسی صورت میں دلیل ہو سکتا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً اس باب میں کچھ ثابت نہ ہو۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحت آجاتے تو اصل سنت وہی ہوگی۔ بعض صحابہ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تعداد ثابت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ نے ایک دفعہ کی تین طلاقات کو ایک سمجھا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں تین ہی نافذ فرمایا۔ (مسلم) حضرت عمر متعۃ الحج کو ناپسند کرتے تھے۔ (مسلم)

عروہ بن زبیر لڑکا ہو یا لڑکی ایک ہی بکری کافی سمجھتے تھے۔ (موطا معہ زرقانی صد ۹۴ ج ۳)

عبداللہ بن عمرؓ بھی عقیقہ میں عروہ بن زبیر سے متفق تھے۔ (زرقانی صد ۹۴ ج ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ابراہیم بن حارث چڑیا کیساتھ عقیقہ جائز جانتے تھے (موطا ص۹۸ ج ۲)
عبداللہ بن مسعودؓ رکوع میں تشبیک کے قائل تھے. حالانکہ سنت صحیحہ اس کے
خلاف ہے (ترمذی وغیرہ)
بعض صحابہ مُرغی اور انڈے تک کی قربانی جائز جانتے تھے. (محلی ابن حزمؒ)
حضرت عائشہ عورت کی ولایت کو جائز سمجھتی تھیں. (والحدیث علیٰ خلافہ)
ایسے مسائل میں صحابہ کے عمل سے سنت ثابت نہیں ہوگی. اور نہ ہی صحابہؓ پر
طعن کیا جائیگا. تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا
تسئلون عما كانوا يعملون جنگ جمل اور جنگ صفین سے اسی حقیقت
کو اور بھی واضح کر دیا ہے.

## حضرت عمرؓ اور ابوہریرہؓ

حضرت عمرؓ کا ایک اثر فتح الباری میں مجملاً آیا ہے. حافظ ابن حجرؒ نے اسے طبری
کے حوالہ سے ذکر فرمایا ہے. اور سند نہیں لکھی. عمدۃ القاری نے اس کی تھوڑی
سی تفصیل فرمائی ہے. حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو دیکھا اس کی داڑھی بہت لمبی
اور پراگندہ تھی. آپ نے اس کی داڑھی کاٹ دی. علامہ عینی نے یہ روایت بصیغہ
تمریض ذکر فرمائی ہے. امام احمدؒ نے مسند عمر میں اس کا ذکر نہیں فرمایا. یوں بھی اس
کا تعلق پراگندگی کے ساتھ ہے. اس میں داڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونیکا ذکر
بالاصالت نہیں. حضرت عمرؓ کا مقصد یہ ہے کہ گندا نہیں رہنا چاہیئے. بلکہ اس اثر
سے ظاہر ہوتا ہے. کہ اس وقت داڑھی کٹانے کا رواج نہیں تھا. لوگ سنت کے
مطابق داڑھی بڑھاتے تھے. حضرت عمرؓ اگر اسے گندا نہ دیکھتے تو کٹانے کی ضرورت
محسوس نہ کرتے. پہلے ذکر آچکا ہے. کہ حضرت عمرؓ کی ریش مبارک بھی قبضہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زیادہ تھی۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق مذکور ہے۔ کہ وہ قبضہ سے زیادہ کترا دیا کرتے تھے۔ یہ اثر ہی بے سند ہے۔ اور محدثین نے اس قسم کے آثار پر اعتماد نہیں فرمایا۔ نہ ہی ان کی اسانید کے متعلق کوئی ذمہ داری لی ہے۔

اگر صحیح سند سے اِن کا ثبوت بھی مِل جائے۔ تو احادیث سے تعارض کی صورت میں صحیح احادیث کو ترجیح دی جائے گی۔

ایک مرسل روایت کا ذکر صاحبِ اتحاف النبلاء نے بحوالہ فوائد ابنِ قیم ذکر فرمایا۔ ابنِ قیمؒ کی فوائد اور بدائع الفوائد چھپ چکی ہے۔ ان میں ایسی کوئی حدیث نہیں ملی۔ ویسے ہی یہ روایت بواسطہ ابوصالح السمان (ذکوان) مرقوم ہے۔ ابو صالح اوساط تابعین سے ہیں۔ ۱۰۱ھ میں انتقال فرمایا۔ اس لیئے حدیث مرسل ہو گی۔ مرسل کی حجیت آئمہ حدیث اور اہلِ حدیث کے نزدیک معلوم ہے۔ جن صحیح روایات کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ آثار و مراسیل کا یہ مختصر اور مشکوک ذخیرہ ان کے مقابل معرضِ حجت میں نہیں آ سکتا۔

## موجودہ فیشن

جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا تعلق ہے۔ حلق اور قصر فاحش معصیتہ ہیں۔ اور کبیرہ گناہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام کی مخالفت۔ تعجب یہ ہے کہ عوام کی بدعملی کے سبب اکثر پڑھے لکھے لوگوں نے بھی اس میں تاویل شروع کر دی۔ اور عوام کی خوشنودی کے لیئے تاویل اور حیل کا افتتاح فرما دیا۔ تاکہ عوام میں ان کی روشن خیالی کا چرچا ہو۔

مشرکین مجوس میں قصر فاحش کا عام رواج تھا۔ اور خالفوا المشرکین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فرما کر اسی قصر سے روکا گیا۔ اگر قصر کی تحدید شرعًا نہ کیجائے تو حدیث اعفوا اللحی بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گی۔ کیونکہ جنس اعفاء تو قصر اور حلق کی ہر صورت میں پائی جاتی ہے۔ جب تک مشرکین کے قصر کو سمجھ نہ لیا جائے۔ اس کی کوئی صورت ذہن میں نہ آجائے۔ ان کی مخالفت کا بھی کوئی مقصد نہیں ہو سکتا۔ حدیث خالفوا اور حدیث اعفاء صرف ایک قضیہ مفروضہ ہو کر رہ جائیگی۔ اس مقام پر عوام کیساتھ بعض اہل علم بھی مبتلا ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس مقام کو صحیح طور پر سمجھ لیا جائے۔ ليهلك من هلك عن بينة ويحيى من حى عن بينة۔

متذکرہ دونوں صورتیں قطعی طور پر خلاف سنت ہیں۔ ترک سنت چونکہ کفر نہیں۔ اس لئے عمومًا مجلسی طور پر اسے گوارا کیا جاتا ہے۔ اور شاید اسی وجہ سے یہ معصیت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس تساہل کو جواز و اباحت کی دلیل نہ سمجھا جائے۔ ہمارے معمولات میں اس قسم کی چیز حقہ ہے۔ اس کی حرمت میں بعض اہل علم کو تامل ہے۔ لیکن اس کی مضرت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور اس کا غیر مفید ہونا قریبًا مسلم ہے۔ اور سوسائٹی میں اس کا استعمال اس کثرت سے ہے۔ کہ بعض وقت سوسائٹی کی ذہنی افتاد پر افسوس ہوتا ہے۔ تاہم کثرت استعمال اور اس بلیہ کے عموم کو اس کے جواز یا استحسان کی دلیل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ اصحاب عزیمت کا فرض ہے کہ معاشرہ میں ایسی خرابیوں کے وقت اصلاح حال کی پوری کوشش فرماویں۔ بلیک مارکیٹ، ذخیرہ اندوزی، منافع بازی، سود کی بعض صورتیں ہمارے معاشرے میں عام ہو رہی ہیں۔ رشوت، کنبہ پروری ہمارے ذمہ دار طبقہ کا عام روگ ہے۔ لیکن اسے جواز یا اباحت کی دلیل نہیں تصور کیا جا سکتا۔ زیر قلم مسئلہ ہی کو دیکھئے۔ آپ اس کے خلاف کہیں تو لوگ تعجب خیز نگاہوں سے آپ کی طرف دیکھیں گے۔ لیکن یہ جواز کی دلیل نہیں قرار دیجا سکتی ہے۔ بعض لوگ قبضہ سے زائد کٹوا دیتے ہیں جس کے لیے حضرت عبداللہ بن عمرؓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور حضرت ابوہریرہؓ کے اثر سے استدلال کیا گیا۔ آثار کی بحث بلحاظ ثبوت پہلے گزر چکی ہے۔ نواب صدیق حسنؒ فرماتے ہیں۔

ہمچنیں حکایت ایں فعل بعض اہل علم از جماعتے از تابعین واستحسانش از شعبی وابن سیرین نقل کردہ اند و مذہب ابوحنیفہؒ و ابویوسفؒ و محمدؒ نیز ہمیں است کہ طول لحیہ بقدر قبضہ باید وقطع ماوراء او واجب است (ہدایۃ السائل ص۱۲)

تابعین کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ قبضہ سے زائد کٹا دینا ضروری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ میں کوئی حدیث منقول نہیں۔ کٹانے کے باب میں یہی حد ہے۔ جسے فعل صحابہؓ کی بناء پر مباح کہا جا سکتا ہے۔ کہ عام صحابہ کا عمل اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کا اثر بروایۃ ابوداؤد پہلے گزر چکا ہے۔

۴۔ داڑھی کے طول وعرض سے بکھرے ہوئے بال کترا دینا یہ صورت درست ہے۔ اور حدیث اعفاء کے خلاف بھی نہیں۔ سنن ابن ماجہ میں اصول کے طور پر اس کا ذکر آیا ہے۔

باب کراھیۃ الشعر عن وائل بن حجر قال رآنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولی شعر طویل فقال ذباب ذباب فانطلقت فاخذتہ فرآنی فقال انی لم اعنک وھذا احسن (ابن ماجہ اصح المطابع ص۲۶۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بال لمبے لمبے دیکھے۔ تو فرمایا یہ وہیں کیسی ہیں۔ میں نے جا کر بال کٹوا دیئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا۔ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا۔ لیکن یہ بہتر ہے۔

حضرت عمرؓ کے اثر کا مفاد بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اور وائل بن حجر کی حدیث کا ضعف کے باوجود اسی قدر مفاد ہے۔ ابن عمرؓ کے اثر کا جو معنیٰ ہم نے پہلے لکھا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ احادیثِ اعفار اور آثار قطع لحیہ میں اس سے تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔

## تجمل کے نقطۂ نظر سے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس مسئلے پر حُسن کے نقطہ نظر سے گفتگو ہونی چاہیئے لباس کے معاملہ میں شارع نے اسے کافی حد تک ملحوظ رکھا ہے۔ ان اللہ جمیل یحب الجمال سے اس اصل کا پتہ چلتا ہے۔ اس اُصول کے پیش نظر اگر بحیثیت مسلمان بحث کیجائے تو تجمل کی صحیح صورت تو وہی ہوگی۔ جسے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا۔ لیکن اگر عشق کی طغیانیاں اور حسن کی سرمستیاں کسی ساحلِ تحدید کی پابند نہ رہ سکیں تو اتنا تو سوچنا پڑے گا حُسن و تجمل کے لیئے دنیا کے پاس کوئی قطعی قانون تو ہے نہیں۔ یہ بالکل وقتی اور اضافی چیز ہے۔ متمدن شہروں میں فیشن ہفتوں مہمان ہوتا ہے۔ اس لئے مصنوعی حسن و تجمل کی تلاش میں حسن سازج کی حدود کو پھاندنا مناسب نہیں۔ حسن و تجمل کو جزوی حیثیت ہی دی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے لیئے قدرت کے اٹل قانون سے پیہم جنگ کوئی خوشگوار مشغلہ نہیں۔

اس اجمال کی تفصیل یوں سمجھئے کہ آغاز سبزہ سے جو جمالیاتی کیفیت اسی لیل و نہار کے اجتماع میں پائی جاتی ہے۔ اور نگاہیں جس قدر حظ اس قدرتی منظر سے پاتی ہیں۔ جو اس سیاہی اور سپیدی کے امتزاج سے پیدا ہوتا ہے۔ اسے اس مصنوعی شور زمین سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ جسے پر تکلف تراش و خراش کے بعد پوڈر اور کریم کی مدد سے پیدا کیا جاتا ہے۔ اس مصنوعی سپیدہ میں بالوں کی سیاہ کھونٹیاں گویا حسن کی سیاہ قبریں ہیں۔ جو اس کے ماتم کی زندہ و جاوید دعوت ہے۔ عوام کا ذوق ویسے بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن استدلال و بحث کے مقام پر تو عوامی رجحانات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی کوئی قیمت ہی نہیں۔ اور حسن کی اس ریاء کارانہ نمائش میں عوام کے عامیانہ جذبات کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جس پر ایک عقلمند فکر کر سکے۔ یا سوچنے کی تکلیف کرے۔

بڑھاپے میں جب کہ جمال وتزئین کا چراغ طلوع سحر کا پتہ دے رہا ہو، چہرے کی جھریاں بکھر کر تیاگ کی پریشانیوں کی غمازی کر رہی ہوں۔ چند بالوں کی پریشانی سے پریشان ہو کر سوسیٰ و مقراض کی دیوانہ وار احتیاج صرف پریشان خیالی ہی نہیں بلکہ عقل کی پراگندگی کا پتہ دیتی ہے۔ اور جب چہرہ قدرتی جمال کی رعنائیوں سے سرشار ہو، جوانی کی صبح پورے جوبن پر ہو۔ تازہ خون کی سیلاب آمیز موجیں چہرے پر مچل رہی ہوں، ان قدرتی عساکر کو حضری اور مصنوعی اسلحہ سے مسلح کرنا تحصیل حاصل ہے سچ جانیئے کہ یہاں تو بالوں کی پیچ پراگندگیاں وغیرہ چہرۂ دل آرام پر مشاطہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آج کی یہ پریشانی اور جمال وحسن کی آخری معراج ہے۔ اس پریشانی کی حفاظت کے لیئے عاشق اور شاعرشانہ سے برسرپیکار ہیں۔ وہ اس پریشانی کو پریشانی سے بچانے کے لیئے کس دعوے سے کہا جاتا ہے۔ حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را۔ کتنا ظلم ہوگا شانہ کیساتھ اس کی کھلی جنگ کے بعد حسن کا تمام اثاث البیت استرے اور قینچی کی نذر کر دیا جائے۔ ایسے حسن پرستوں سے حسن کی یہ فریاد کس قدر برمحل ہوگی۔

چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

یہاں یورپ کی تقلید کا جنون اسقدر سوار ہے۔ کہ اگر کہیں پیرس کی آوارہ مزاج اور حسن بدکش لیڈیوں نے سر منڈانے کا فیصلہ کر لیا۔ تو یہاں بلاتامل آمین کہہ دی جائے گی۔ اور عورت کی چوٹی اور مرد کا چہرہ دونوں پاش پاش ہوتے نظر آئیں گے۔ تجربہ شاہد ہے کہ ان ماہران جمالیات کی متاع گراں بہا تقلید یورپ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ہم ایسے قدامت پسند تقلید و نقل کی ان زنجیروں کو کیوں کر توڑ سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مجھے حسنِ مصنوع سے عداوت نہیں جہاں تک فطرت کی سادگی کا تعلق ہے. یہ بال ایک نوجوان چہرے کی عصمت آبرو ہیں. اس پر نائی کو دست درازی کا کوئی حق نہیں. •

اس آبرو کو پامال کرنا معصوم فطرت پر ایک ظلم ہے. جہاں تک اس موضوع کا فطرت کی صنعت کاری سے تعلق ہے میں نے جو عرض کیا وہ قطعی صحیح ہے. اگر اختلاق و تصنع پر ہی اصرار ہے تو ہر صناع و صراف کو حق ہے کہ اپنی رائے پر اعتماد کرے. اور وہ آزاد ہے کہ قدرت کے پیدا فرمودہ حسن میں جو تحریف و تبدیلی کر سکتا ہے کر گزرے.

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# قبروں پر اذان کہنا بدعت ہے

مولانا عبدالقادر حصاری غفراللہ لہ الباری
المتوفی، ستمبر ۱۹۸۱ء

| | | | |
|---|---|---|---|
| اشاعتِ اوّل ، | سنہ ۱۳۹۴ھ ، | سنہ ۱۹۷۴ء |
| اشاعت دوم ، | سنہ ۱۴۱۲ھ ، | سنہ ۱۹۹۲ء |

عبداللہ سلیم
ناظم جامعہ کمالیہ المعروف دارالحدیث منڈی راجووال اوکاڑا
فون نمبر ۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد سلیم عزیز کے والدین نے آپ کا نام فتح محمد تجویز کیا۔ مگر والد محترم نے (بانی دارالحدیث) والدین کے مشورہ سے عبدالفتاح تبدیل کیا۔ مگر مولانا موصوف نے سلیم عزیز کو ترجیح دی۔ مولانا سلیم عزیز نے تقریباً بارہ سال مسلسل پاک پتن مسجد اہلحدیث منڈی روڈ میں تدریس وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ فی الوقت دارالحدیث کی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔

موصوف نے دارالحدیث کی نمائندگی کو اپنی نجات کا سبب قرار دیا ہے۔ اس نمائندگی سے دعوت وارشاد کا کام بھی نہایت جانفشانی سے کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ یعنی قبروں پر اذان دارالحدیث راجووال میں طالب علمی کے زمانہ میں مولانا حصاری غفرلہ الباری سے دریافت کیا تھا عوام کے فائدے کے لیئے، اور یہ کہ مولانا حصاری رحمۃ اللہ کے یہ علمی شاہ پارے ضائع ہونے سے محفوظ ہو سکیں کی غرض سے شائع کیا جا رہا ہے۔

عبداللہ سلیم ناظم جامعہ کمالیہ دارالحدیث راجووال سنہ ۱۹۹۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# قبروں پر اذان کہنا بدعت ہے

سوال:۔ کیا حکم ہے شریعت محمدیہ کا اس مسئلہ میں کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر اذان کہی جاتی ہے۔ یہ مسنون اور مشروع ہے یا بدعت ہے؟ بعض اہل بدعت مولوی صاحبان نے اس کی بابت فتوے لکھے۔ اور بعض نے رسالے شائع کئے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جیسے انسان کی پیدائش کے وقت شیطان سے بچاؤ کے لئے اذان کہی جاتی ہے۔ ایسے ہی انسان کے مرنے کے بعد دفن کیوقت اذان کہی چاہیئے۔ تاکہ شیطان حساب ملائکہ پر اس میت کو گمراہ نہ کرسکے۔ یہ قیاس شرعی ہے۔ یا وسوسہ شیطانی؟ کتاب و سنت کی روشنی میں اور صحابہ کرام سلف صالحین کے تعامل سے اس کا جواب دیا جائے۔ (سائل محمد سلیم عزیز ولد محمد اسماعیل مرحوم جامعہ کمالیہ راجووال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین۔ فاقول وباللہ التوفیق

واضح ہو کہ شریعت محمدی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما کر اہل اسلام کو یہ خوشخبری سنائی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (پ۶۔ مائدہ)

یعنی آج میں تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور اپنی اس روحانی نعمت کو تم پر پورا فرما کر تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا (اسی کی پابندی کرو) اللہ کا نازل کردہ دین اسلام قرآن و حدیث کیصورت میں جمع ہوا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے سپرد فرمایا۔ چنانچہ مستدرک حاکم جلد اول ص۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماع عظیم سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ اگر تم نے ان کو مضبوطی سے پکڑ رکھا۔ تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ دو چیزیں یہ ہیں ۱۔ اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ۲۔ اس کے نبی کی سنت (حدیث)

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ تمام زندگی ان دونوں چیزوں کے پابند رہے۔ اس لئے ان کا زمانہ بہترین اور پاکیزہ رہا۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے قرآن و حدیث کا علم صحابہ کرام سے حاصل کیا۔ اور ان پر اپنی پوری زندگی نہایت پابندی سے عمل کرتے رہے۔ ان کو تابعین کہتے ہیں۔ ان کا زمانہ بھی بہتر اور پاکیزہ تھا۔ ان کے بعد جن لوگوں نے ان سے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اور ان پر عمل کیا۔ اور ان کو تبع تابعین کہتے ہیں۔ ان کا زمانہ بھی خیر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب الحدیث (مشکوٰۃ ص۵۵۴)

اے لوگو! میں تم کو اپنے صحابہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے تابع ہو کر ان کے نقش قدم پر چلنا۔ پھر جو ان کے تابع اور ملنے والے ہیں۔ ان کے بارے میں وصیت ہے۔ پھر جو ان تابعین سے ملنے والے ہوں۔ ان کے بارے میں وصیت ہے۔ پھر ان زمانوں کے بعد جھوٹ عام پھیل جائے گا۔ یعنی پھر ایسے لوگ ظاہر ہوں گے کہ ان کے عقائد اور اعمال صحابہ کرام۔ تابعین اور تبع تابعین کے خلاف ہوں گے۔ اور ان کا سلسلہ قیامت تک رد و بدل ہوتا رہے گا۔ تم ایسے لوگوں کے عقائد و اعمال کا اعتبار اور اتباع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہ کرنا کہ دن بدن اختلاف۔ تفرقہ اور شر قیامت تک دین میں پھیلتا جائے گا۔ کسی زمانہ کے لوگوں کے اعمال کا جو خلاف خیر القرون ہوں کچھ اعتبار نہیں سب باطل ہیں۔

مسلم شریف جلد اوّل ص۲۸۵، مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ص۲۷ میں سید الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ منقول ہے۔ آپ اما بعد کہہ کر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ۔

یعنی بہترین کتاب اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے۔ اور بہترین طریقہ عمل محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور آپ کی سیرت طیبہ ہے۔ اور سب سے بدتر وہ کام ہیں جو شریعت الٰہی میں نئے ایجاد کیے جائیں۔ اور ہر وہ کام جو دین میں نیا ایجاد کیا گیا وہ گمراہی ہے۔

جو نیا کام دین اور ثواب سمجھ کر کیا جائے وہ بدعت ہے۔ اور بدعت گمراہی کا موجب ہے۔ اور گمراہی دوزخ میں لے جانے کا موجب ہے۔ اس لئے بدعت سے بچنا واجب ہے کہ یہ شرک کے بعد تمام گناہوں سے بڑا اور بدترین گناہ ہے۔

پارہ ۲۱ سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو یوں خطاب فرمایا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝

یعنی تمہارے لیے اللہ کا رسول عمدہ نمونہ ہیں۔ اس شخص کے لیئے جو امید رکھتا ہے اللہ کی اور یوم آخرت کی اور اللہ کی یاد بہت کرتا ہے۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لیئے اسوۂ حسنہ اور عمدہ نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ تو ہر عمل اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نمونہ کے مطابق کرنا چاہیئے۔ دین میں نئے کام ایجاد کرنا خطرناک جرم ہے۔

اب نہایت سنجیدگی اور پورے غور و فکر کیساتھ اذان کی بابت اسوۂ حسنہ ملاحظہ کرو۔ شرق سے غرب جنوب سے شمال تک پوری اسلامی دنیا پر طائرانہ نظر دوڑاؤ کہ دن رات کے پانچ مقررہ اوقات میں جو اذان کہی جاتی ہے۔ یہی اذان عہد نبوی۔ عہد صحابہ کرام۔ عہد تابعین۔ عہد تبع تابعین۔ ائمہ محدثین و فقہاء دین سے آج تک جاری اور مروج ہے۔ میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبروں پر اذان کہنا اسوہ حسنہ میں قرون ثلاثہ میں۔ آئمہ دین کے زمانہ میں اس کا نام و نشان نہیں ملتا۔ اگر شریعت میں اس کا کوئی وجود ہوتا تو ضرور پانچوں اذان کیطرح نماز جنازہ کیوقت، دفن کے وقت، یا دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا منقول ہوتا۔ جب شریعت میں اس کا نشان ہی نہیں تو یہ کام شرالامور کی فہرست میں شمار ہو کر بدعت اور مردود ہوا۔ اس پر عمل کرنے والے سب بدعتی اور مردود ہوئے۔ چنانچہ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۷۷ میں حدیث ہے۔ قاسم بن محمد تابعی کہتے ہیں۔ مجھے حضرت عائشہ صدیقہ نے خبر دی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

ابوداؤد میں حدیث ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صنع امرا علی غیر امرنا فھو رد۔

یعنی جس شخص نے ایسا کام کیا جو ہمارے طریقہ کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔

نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام دفن میت کے بعد دعا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس میت کے بعد دعا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس میت کو فرشتوں کے حساب لینے پر ثابت قدم رکھے۔ دفن میت کے بعد قبر پر اذان کہنا طریقۂ نبوی اور عمل صحابہ کرام کے خلاف ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لہٰذا بدعت اور مردود ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی اپنی کتاب ردّ المختار عرف شامی جلد اوّل ص۵۹۱ میں لکھتے ہیں۔ وفی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارۃ انہ لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد الاٰن وقد صرح ابن حجر فی فتاویٰ بانہ بدعۃ۔

یعنی جو کچھ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ کہ قبروں کی زیارت اور دعا مشروع ہے اس پر اقتصار کرنا چاہیئے۔ اس میں اس بات پر اشارہ ہے کہ میت کے دفن کے وقت قبر پر اذان کہنا مسنون نہیں ہے۔ جیسا کہ اب بعض لوگوں میں رواج ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اپنے فتاویٰ میں یہ صراحت کی ہے۔ کہ یہ مروجہ اذان بدعت ہے۔

حنفیہ کی کتاب دُرالبحار میں ہے۔

من البدع التی شاعت فی الھند الاذان علی القبر بعد الدفن۔ یعنی ان بدعات میں سے جو ملک ہند میں رائج ہیں۔ ایک بدعت یہ ہے کہ دفن میت کے بعد قبر پر اذان کہتے ہیں۔

بریلویوں کی جاء الحق ص۳۰۳ میں لکھا ہے۔ وقد صرح ابن حجر بانہ بدعۃ وقال من ظن انہ سنۃ فلم یصب۔

یعنی امام ابن حجرؒ نے یہ صریح کر دی ہے کہ یہ اذان بدعت ہے۔ جو اس کو سنت خیال کرتا ہے وہ صحیح نہیں غلط ہے۔

پس علماء حنفیہ اور علماء شافعیہ سب کے نزدیک اذان علی القبر بدعت قرار پائی تو اس بدعت کے کرنے والے مردود ہوئے۔

حدیث میں ہے کہ بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج نہ زکوٰۃ وغیرہ چنانچہ ابن ماجہ میں حدیث ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بدعة حتی یدع بدعة.

یعنی اللہ تعالیٰ نے بدعتی کا عمل کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جب تک وہ بدعت سے تائب نہ ہو۔

بدعت کی تعریف یہ ہے کہ جو حنفیہ کی کتاب عمدۃ القاری جلد ۵ ص ۳۵۶ میں درج ہے۔ والبدعة فی الاصل احداث امر لم یکن فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی بدعت اصل میں نئی چیز پیدا کرنے کا نام ہے جو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھی۔ فتح الباری شرح بخاری ج ۴ ص ۲۱۹ میں ہے علامہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ والبدعة اصلها ما احدث علی غیر مثال سابق وتطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتکون مذمومة۔

یعنی بدعت اصل میں اس چیز کو کہتے ہیں جو بغیر کسی پہلے نمونہ کے نئی پیدا کی ہو۔ شریعت کی اصطلاح اور محاورہ میں بدعت کا اطلاق سنت کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ اس لیئے بدعت بُری ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں عرس کرنا۔ گیارہویں کرنا۔ میلاد کرنا۔ میت کا چالیسواں کرنا۔ تیجا کرنا۔ ساتا کرنا۔ جمعرات منانا کہ اس رات ارواح حاضر ہوتے ہیں۔ شب برات کو حلوہ وغیرہ پکانا۔ عاشورہ کو خاص کھانا۔ ستائیسویں ماہ رمضان کو شبانہ وعظ اور جلسوں کی شکل میں منانا۔ قبر کو پختہ کرنا۔ اور ان پر گنبد بنانا۔ خانقاہ بنانا۔ تعزیہ نکالنا پیروں کا گدیاں بنا کر اپنے اپنے مرید بنانا۔ مریدوں کا تدریس دینا۔ اولیاء کی منت ماننا مسجدوں میں نقارہ بجانا۔ جمعہ کیدن نماز جمعہ پڑھ کر پھر ظہر احتیاطی پڑھنا جمعہ کے دن تین خطبے کرنا۔ نماز عید مسجدوں میں پڑھنا ______ جیسا کہ آجکل مروج ہے قبروں پر چراغ جلانا۔ قبروں کا طواف کرنا۔ طعام پر ختم پڑھنا۔ میت کے گھر فرش بچھا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فاتحہ خوانی کرنا۔ آئمہ دین میں سے ایک ایک امام کا انتخاب کرکے ان کی تقلید کرنا۔ اور ان کے نام کے مذہب بنانا۔ کفنی لکھنا۔ قضاء عمری پڑھنا۔ نماز معکوس پڑھنا۔ میت کا اسقاط کرنا۔ درود ہزارہ اور درود تاج پڑھنا۔ دعا سریانی اور دعا گنج العرش وغیرہ وغیرہ بے شمار بدعات ہیں۔ جن کا نام و نشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں نہ تھا۔ یہ سب بدعات خیرالقرون کے بعد اہل بدعت نے اپنی اپنی رائے اور دین میں قیاس دوڑا کر ایجاد کی ہیں۔ اور نبی کے مقابلہ میں اپنا جعلی سکہ جاری کیا ہے یہ اختراعِ دین اسلام پر افتراء ہے۔ ان چیزوں کا اسلام میں کوئی وجود نہیں ہے۔ بلکہ مقلدین نے اپنی رائے سے یہ بدعات کا فتنہ قائم کیا ہے۔ مجمع الزوائد جلد ا ص ۱۷۹ میں حدیث ہے۔ عوفؓ بن مالک نے بیان کیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستفترق امتی علی بضع و سبعین فرقۃ اعظمھم فرقۃ قوم یقیسون الامور برأیھم فیحرمون الحلال ویحللون الحرام۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت ستر سے زیادہ کئی فرقوں میں بٹ جائیگی، ان میں سب سے زیادہ افتراق ڈالنے میں وہ قوم ہوگی۔ جو دینی اُموریں اپنی رائے سے کام لیکر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کریگی۔ دین میں رائے سے مسائل نکالنے والوں کو محدثین نے اصحاب الرای واہل الرای کا لقب دیا ہے۔ مثلاً نکاح حلالہ حرام ہے۔ اہل الرای اس کو ثواب جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ محل طلاق دہندہ پر احسان کرکے ماجور ہوگا۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ برہنہ) اسی طرح غیراللہ کے تقرب کیلئے جو اشیاء غیر کے نام پر پکاری گئیں۔ وہ حرام ہیں۔ فرقہ غالیہ ان کو حلال کہتا ہے۔ اسیطرح جو بدعات پہلے ذکر ہوئی ہیں۔ وہ سب حرام ہیں۔ لیکن فرقہ غالیہ ان کو حلال جان کر کرتا ہے۔ جن کی ان کے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ محض رائے سے ان کے مولویوں اور پیروں نے یہ رسمیں ایجاد کی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بھلے تقلیداً ان پر عامل ہو گئے۔ یہ تقلید شرک ہے۔ چنانچہ حنفیہ کی معتبر کتاب مجالس الابرار میں لکھا ہے۔ فمن احدث شیئاً یتقرب بہ الی اللہ من قول او فعل من غیر ما شرعہ اللہ تعالیٰ فقد اتخذہ شریکا ومعبوداً کما قال اللہ تعالیٰ فی حق اھل الکتاب اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ۔

یعنی جس شخص نے قول یا فعل سے کوئی ایسی چیز ایجاد کی جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ نے مشروع نہیں کیا تھا۔ تو اس نے بغیر اذن الٰہی کے دین میں اپنی شریعت جاری کی۔ بس جو لوگ ایسے موجد کی تقلید کرتے ہیں۔ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور اپنا معبود بناتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے حق میں فرمایا کہ انہوں نے اپنے علماء اور پیر مشائخ کو اللہ تعالےٰ کے سوا رب بنا لیا۔

آگے لکھتے ہیں۔

فقال عدی بن حاتم للنبیؐ علیہ السلام ما عبدوھم فقال علیہ السلام اطاعوھم فمن اطاع احداً فی دین لم یأذن بہ اللہ فقد عبدہ واتخذہ ربا۔ عدی بن حاتم نے جبکہ اس وقت عیسائی تھا کہا کہ یا رسول اللہ یہ غلط الزام ہے ہم ان کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ معبود نہیں جانتے۔ اور نہ ان کی عبادت کرتے ہیں، تب فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم ان کی بغیر اذنِ الٰہی کے تقلید کرتے ہو۔ پس جو شخص دین الٰہی میں بغیر اذنِ الٰہی کے کسی کی تقلید کرے وہ اس کی عبادت کرتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتا ہے۔

پھر مصنف مجالس الابرار حنفی المذہب لکھتے ہیں۔ فعلم من ھذا ان کل بدعۃ فی العبادات البدنیہ المحضۃ لا تکون الا سیئۃ۔

یعنی ہماری تصریح مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ عبادات بدنیہ میں جو بدعۃ ہو گی۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


سیہ ہوگی حسنہ نہیں ہوسکتی۔

میں کہتا ہوں کہ قرآن میں ارشاد ہے۔ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ۔ یعنی کیا ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کے ایسے شریک ٹھہرائے ہوتے ہیں جو ان کے لیے بغیر اذن الٰہی کے دین میں شریعت بنا کر دیتے ہیں؟

اس سے ظاہر ہے کہ جو پیر۔ ملا۔ مولوی۔ علماء۔ مشائخ اپنی طرف سے عبادات اختراع کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ سب مشرک ہیں۔ کیونکہ شریعت مقرر کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ جیسا ارشاد ہے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔ یعنی ہم نے تم سب کیلئے شریعت اور دین میں چلنے کا راستہ مقرر کر دیا ہے۔ اب اس دین اور شریعت میں جو شخص اپنی طرف سے کمی بیشی کرتا ہے۔ ایسے لوگ کافر ہیں۔ کہ قرآن ناطق ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے بعد زندہ رہیگا۔ وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ (ابوداؤد۔ ج ۲) یعنی اختلاف کیوقت تم میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت کو لازم پکڑ لینا اور خوب مضبوطی سے قابو رکھنا۔ اور تم دین میں نئی نئی چیزوں سے بچنا کیونکہ ہر نئی چیز دین میں بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس حدیث کی رو سے اہل بدعت نے جو جو رسمیں نکالی ہیں۔ وہ سب بدعت ہیں۔ ان سے بچ کر سنت نبوی پر عمل کرو کہ قبر میں میت کو دفن کر کے دعا کرو۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ قبر پر اذان کہنا اہل بدعت نے ایجاد کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لطف یہ ہے کہ اس پر شرعی دلیل بھی تا ہم نہیں کر سکتے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث میں قبر پہ اذان پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ بریلوی حضرات کی تجویز کردہ بدعت ہے اس سے بچنا واجب ہے اگر یہ عبادت کارِ ثواب ہوتی۔ تو صحابہ کرام اس پر ضرور عمل کرتے۔ انہوں نے میت دفنانے کے وقت ایسا نہیں کیا۔ کتاب السنن والمتبدعات متعلقہ اذکار و صلوٰت کے صفحہ نمبر ۵۔ اور الاعتصام علامہ شاطبی کے صہ ۱۳۲ میں ہے۔ قال حذیفة رضی اللہ عنہ کل عبادة لم یتعبدھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تعبدوھا فان الاول لم یدع للاٰخر مقالا فاتقوا اللہ یامعشر القراء خذوا الطریق من کان قبلکم ۔ یعنی حضرت حذیفہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ عبادت جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے نہیں کیا۔ وہ عبادت مت کرو۔ کیونکہ سلف الصالحین نے متاخرین کے لیئے تعبدی امور میں دخل دینے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ اے قاریو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلو (بدعتیں نہ نکالو) یہ جو اہل بدعت کہتے ہیں کہ نیکی کو اور نیک کام کو بڑھانا جائز ہے۔ یہ عقیدہ اور قول سراسر باطل ہے۔ ایسی نیکی اور نیک کام جو امور داعیہ کے ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے نہ کیا ہو۔ وہ نیکی اور نیک کام نہیں ہے بلکہ بدعت اور گناہ ہے۔ اگر کوئی مسجد میں ایسا کام کرے تو اس کو مسجد سے نکال دینے کا حکم ہے۔ چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب شامی جلد ۵ صہ ۳۵۰ میں لکھا ہے۔ عن فتاوی قاضی خان انہ حرام لما صح عن ابن مسعودؓ انہ اخرج جماعة من المسجد یھللون ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم جھرا وقال لھم ما اراکم الا مبتدعین۔ یعنی فتاویٰ قاضیخاں سے یہ منقول ہے کہ بلند آواز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے ذکر کرنا حرام ہے۔ کیونکہ صحیح روایت سے ثابت ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ بلند آواز سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ اور بلند آواز سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مسجد میں درود شریف پڑھتی تھی۔ تو ان کو مسجد سے نکال دیا۔ اور فرمایا میں بدعتی سمجھتا ہوں۔ (مسجدوں میں بدعتی کا کوئی کام نہیں)

اس سے ثابت ہوا کہ قبر پر اذان کہنے والوں کو قبرستان سے اور اذان کے بعد صلوٰتیں کہنے والوں کو مسجدوں سے نکال دینے کا حکم ہے۔ بریلویوں کی انوار ساطعہ کے صـ۳۸ پر بھی یہ روایت درج ہے۔ ابوداؤد جلد ۱۔ صـ۷۹ میں ہے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں۔ کہ میں ابن عمرؓ کے ساتھ تھا۔ ایک مسجد میں کسی شخص نے ظہر یا عصر کی نماز میں تثویب کردی تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ اخرج بنا فان ھذہ بدعۃ یعنی ہم کو یہاں سے لے چلو پس یہ بدعت ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگر اہل بدعت کو نہ نکال سکے۔ تو خود اس مسجد سے نکل جائے۔ غور کرو یہ کام نیک تھے۔ تب بھی صحابہ کرام نے ان کو بدعت کہہ دیا۔ سینہ سے زیادہ اوپر کو دعا میں ہاتھ اٹھائے تو ابن عمرؓ نے اس کو بدعت فرمایا۔ لیکن اہل بدعت کا مذہب یہ ہے۔ کہ اگرچہ بدعت تو پیدا ہو۔ اس کا کرنیوالا سنی ہی کہلائے گا۔ نہ بدعتی۔ پس شریعت محمدی ایک کھلونا بن گئی۔ جس کام چاہا نیک بنا کر رائج کر دیا۔ بدعت دنیا میں کوئی چیز ہی نہ رہی۔ یہ مذہب باطل ہے۔ اس بنا پر انہوں نے سر نیچے کر کے ٹانگوں کو اوپر کر کے نماز پڑھنا ثواب بنا دیا۔ جس کا نام معکوس رکھا۔ حالانکہ یہ بدعت ہے۔"

**اختتام**:۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میت کی قبر پر اذان کہنے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا۔ اس لئے یہ بدعت اور مردود ہے۔ اگر کوئی شخص قبر پر اذان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کہنے کا حکم یا فعل رسول یا صحابہ کرام کا قول یا فعل کسی صحیح صریح دلیل سے ثابت کردے۔ توہم اس پر عمل کریں گے۔ اور ایسے شخص کو مبلغ پانچصد روپیہ انعام پیش کریں گے۔ اگر کوئی اس کا مدعی ہے تو وہ ہمارے سامنے آکر ثبوت پیش کرکے انعام حاصل کرے۔ ورنہ اس بے ثبوت عمل اذان علی القبر کا مرتکب اس حدیث کا مصداق ہے۔ اصحاب البدع کلاب اهل النار (فتاویٰ افریقہ صد ۱۰۳) یعنی اہل بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔

## انعام جناب مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی بیس ہزار روپیہ

مولانا عبدالقادر حصاری نے قبروں پر اذان ثابت کرنے پر انعام پیش کیا ہے راقم الحروف کا اعلان ہے کہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ نبوت کی زندگی کل راتیں آٹھ ہزار دو سو اسی ہوتی ہیں۔ دنیا جہاں کا کوئی حنفی ان تمام راتوں میں سے کسی ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیس رکعت نماز تراویح کسی صحیح مرفوع متصل روایت سے ثابت کردے تو اس کو مبلغ بیس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

حافظ عبدالقادر روپڑی

بشکریہ تنظیم اهل حدیث لاهور

۱۵/۱۴ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ ۸/۱۵ فروری ۱۹۷۴ء، شمارہ ۲۵، جلد ۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# قبر پرستی

مندرجہ ذیل مضمون مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ ۱۹۲۵ء میں کتاب الوسیلہ "عربی کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے مقدمہ میں لکھا تھا۔ ایک دردمند موحد دل کی یہ پکار عبرت کے لئے شائع کی جارہی ہے۔ نصف صدی سے پیشتر یہ حالات تھے۔ آج کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ نام نہاد مسلمان حکومت شرک کی خود سرپرستی کرتی ہے۔ اور باقاعدہ تنظیم سے شرک کے راستے آسان کر دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ اہل اسلام کو فکر، اخلاص، توحید اور سنّت کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

ناظم دارالحدیث راجووال

---

حضرت انس رضی اللہ عنہ، بنی امیہ کے زمانہ میں رویا کرتے تھے کہ عہد اول کا دین باقی نہیں رہا۔ اگر ہمارے اس زمانہ کو دیکھتے تو کیا کہتے! کیا ہمیں مشرک قرار نہ دیتے۔ اور ہم انہیں کوئی بُرا نام نہ دیتے! کیونکہ اس وقت اور اس وقت کے اسلام میں اب کوئی مشترک چیز باقی رہ گئی ہے تو صرف لفظِ اسلام ہے۔ یا چند ظاہری و رسمی عبادتیں ہیں۔ اور وہ بھی بدعت کی آمیزش سے پاک نہیں ہے۔

کتاب اللہ جیسی کہ آسمان سے اتری تھی۔ اب تک بے غل و غش ویسی قائم ہے۔ سنّتِ رسول اللہ بھی مدوّن و محفوظ مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ مگر کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ دونوں مہجور و متروک ہیں۔ طاقوں اور الماریوں کی زینت ہیں۔ یا گنڈوں تعویذوں میں مستعمل ہیں۔ مسلمان اپنی عملی زندگی میں ان سے بالکل آزاد ہیں۔ اور باوجود دعائے اتباع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان سے مخالف چل رہے ہیں۔

اجمیر کا عرس دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو حامل قرآن علمبردار توحید تھے۔ آنجہانی پنڈت موتی لال نہرو نے اجمیر کی کیفیت دیکھ کر کہا تھا اب تک مجھے شک تھا کہ ہندو مسلمان میں اتحاد ہو سکتا ہے۔ مگر آج یقین ہو گیا کیونکہ ہمارے اور مسلمانوں کے مذہب میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف ناموں میں ہے۔ حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے۔ اور یہ انہوں نے سچ کہا کیونکہ اس وقت ہندو اور مسلمانوں کے شرک میں اگر کچھ فرق ہے تو ناموں اور طریقوں ہی کا ہے۔ ورنہ حقیقتاً تقریباً ایک ہے۔ ہندو بتوں کے سامنے جھکتے ہیں تو مسلمان قبروں کے سامنے۔ ہندو رام کرشن کی پوجا کرتے ہیں تو مسلمان جیلانی اور اجمیری کی۔

یہ کہنا کہ ہم پرستش نہیں کرتے۔ انہیں خدا نہیں سمجھتے بے معنی ہے۔ کیونکہ ہندو بھی اللہ واحد کے سوا کسی کو بھی خدا سمجھ کر پرستش نہیں کرتے اور نہ مشرکین عرب کرتے تھے ہاں یہ ضرور ہے کہ تم اپنی پرستش کو پرستش اور عبادت نہیں کہتے۔ کچھ اور نام دیتے ہو۔ مگر ناموں کے اختلاف سے حقیقت تو بدل نہیں سکتی۔

حساس آدمی کے لئے مسلمان مشرکوں کے حالات و خیالات معلوم کرنا ایک ناقابل برداشت مصیبت ہے۔ اس فرقہ میں عقل و نقل دونوں کا کال ہے۔ ایک طرف تسلیم کرتے ہیں کہ خدا علام الغیوب ہے "سمیع و بصیر" ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ بھی اس سے اوجھل نہیں اور نہ اس کی مرضی کے بغیر حرکت کر سکتا ہے۔ وہ ہم سے دور نہیں نزدیک ہے۔ اور اتنا نزدیک کہ اس سے زیادہ نزدیکی ممکن نہیں۔ پھر وہ رحمٰن و رحیم ہے۔ غفور و غفار ہے۔ سخی ہے۔ بے حساب دیتا ہے۔ جبار بادشاہ نہیں کہ کسی کو اپنے در پر آنے نہ دے۔ اس کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ اس کا ہاتھ ہر وقت پھیلا ہے۔ اس کا لنگر ہر وقت جاری ہے۔ یہ سب اور اس سے زیادہ مانتے ہیں۔ مگر۔ ۔ ۔ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مکفر" کے آگے عقل ودانش کی موت ہے۔ انسانیت اور انسانی شرافت کا ماتم ہے۔ "مکفر" کے بعد یہ ہے کہ قبروں کے سامنے جھکنا ضروری ہے۔ مُردوں کی منتیں ماننا ضروری ہے۔ سفارش و شفاعت کے بغیر اس دربار میں رسائی ناممکن ہے۔ یہ قبر غوث اعظم کی ہے۔ جو مر جانے کے بعد بھی غوث ہے۔ اور ملک الموت سے قبض کی ہوئی روحوں کا تھیلا چھین سکتے ہیں۔ یہ محبوب سبحانی ہیں۔ عاشق جاں نثار کو ضد کر کے مجبور کر دیتے ہیں۔ یہ غریب نواز ہیں اور مرنے پر بھی مٹھائی بھر بھر دیتے ہیں۔

چنانچہ انسانیت اور اسلام کے یہ مدعی جوق در جوق قبروں پر جاتے ہیں، ماتھے گھستے ہیں، ناک رگڑتے ہیں۔ اور وہ سب کچھ کرتے جو کوئی شریف النفس اور خوددار انسان کسی مخلوق کے سامنے کر نہیں سکتا۔

انسان کے پاس سب سے بڑی دولت اس کی اپنی انسانیت ہے۔ یہ جاتے ہیں اور اس متاعِ عزیز کو چونے اور اینٹ کے چبوتروں پر بڑی بے دردی سے قربان کر آتے ہیں۔ اگر کہا جائے دیکھو کیا کرتے ہو۔ شریعت نے منع کیا ہے۔ شرک ٹھہرایا ہے۔ جہنم سزا بتائی ہے۔ تو جواب میں اعراض و انکار ہے۔ تاویل و تحریف ہے۔ شریعت و حقیقت کی بحث ہے۔ ظاہر و باطن حجت ہے۔ وہابی حنفی کا فرق ہے۔ قرآن کی آیت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ میں حسن بصری، شبلی، جیلانی چشتی کے ملفوظات ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی شرک جائز نہیں رکھا۔ مگر کس سے کہا جائے۔ کان ہوں تو سنیں، آنکھیں ہوں تو دیکھیں۔ دل ہو تو سمجھیں۔

لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضل ۔

ان کے پاس دل ہیں مگر ان سے سمجھ بوجھ کا کام نہیں لیتے۔ آنکھیں ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مگر ان سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ کان ہیں مگر ان سے سننے کا کام نہیں لیتے وہ (عقل و حواس کا حواس کھو کر) چارپایوں کی طرح ہوگئے بلکہ ان سے بھی زیادہ کھوئے گئے"

یہ صرف عوام ہی کا حال نہیں کہ جہالت کی وجہ سے معذور کہے جائیں۔ ان لوگوں کا بھی یہی حال ہے جو اپنے آپ کو منہ پھاڑ پھاڑ کے "علماء امت وارث علوم نبوت" اور انبیائے بنی اسرائیل کا مشابہ بتلاتے ہیں۔ ایک طرف اسفار شریعت کے حامل دوسری طرف "حقیقت و طریقت" کے رازداں ہونے کے مدعی ہیں۔

دراصل یہی لوگ امتِ محمدیہ کے لئے اصلی فتنہ اور تمام تباہیوں اور بربادیوں کے سبب ہیں۔ یہ علماء سوء اس وقت کے فقیہی و فریسی و صدوقی ہیں۔ ہاروت و ماروت ہیں۔ رؤس الشیاطین ہیں۔

انہی نے شریعت کی تحریف کی ہے۔ انہی نے کتاب و سنت کا دروازہ مسلمانوں پر بند کیا ہے۔ انہی نے شریعت و بدعت کی تاریکی پھیلائی ہے۔ انہی نے اسلام کا نام لے کر اسلام مسلمانوں کے دلوں سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ تیرہ سو برس کی پوری تاریخ ہمارے سامنے کھلی رکھی ہے۔ وہ کون سی مصیبت ہے جو ان کے ہاتھوں نہیں آئی؟ وہ کون سا گمراہی کا جھنڈا ہے جو انہوں نے اپنے کاندھوں پر اٹھایا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن المبارک کہہ گئے ہیں۔

وهل بدّل الدين الا الملو　　ك واحبار سوء و رهبانها

الفاظ سخت ضرور ہیں اور شاید قابل مؤاخذہ بھی ہیں مگر دل و جگر میں اگھاؤ پڑے ہیں۔ اور زیادہ ماتم پر مجبور کرتے ہیں۔

کون انسان ہے جو تیس کروڑ انسانوں کی بے دردانہ تباہی دیکھے اور خاموش رہے کون مسلمان ہے جو امتِ مرحومہ پر یہ قزاقانہ تاخت اپنی آنکھوں سے دیکھے اور چپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رہے۔ کیا اس کے بعد بھی انسان دیوانہ نہ ہو جائے گا کہ دن کو رات بتایا جاتا ہے۔ سورج کو کالا ٹیکہ کہا جاتا ہے۔ حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھہرایا جاتا ہے۔ کون مسلمان ہے جس کے دل میں ذرا بھی نور ایمان ہو۔ اور شریعت کو ضلالت، سنت کو بدعت، ایمان کو کفر، توحید کو شرک اور شرک کو توحید ہوتے دیکھے اور جوش سے اُبل نہ پڑے۔

مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ کتاب و سنت کا فہم ناممکن ہے۔ لہٰذا اس سے دور رہو۔ اشخاص کی تقلید واجب ہے۔ لہٰذا بے چون وچرا ہمارے پیچھے چلے چلو۔ قبریں اونچی بناؤ۔ قبے بناؤ، اولیاء سے منتیں مانو۔ خدا تک مخلوق کو وسیلہ بناؤ۔ جو چاہو کرو بخشے جاؤ گے۔ کیونکہ شفیع المذنبین کی امت ہو۔ یہی دین ہے۔ یہی شریعت ہے۔ کیا ہم یہ سب سنیں اور خاموش بیٹھے رہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مصلحین امت اٹھیں۔ اور علماء سوء کے اس شر ذمہ مشئومہ کے چہرے سے نقاب الٹ دیں۔ تاکہ مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اور ان بڑی بڑی پگڑیوں کے نیچے شیطان کو سجدہ کرنے والے سر ہیں۔ اور ان لمبی لمبی گھنی داڑھیوں کے اوٹ میں کفر و ریا کی سیاہی چھپی ہوتی ہے۔

کیا مسلمان اپنے عالموں اور راہنماؤں کے اسلام و اصلاح کا حال سننا چاہتے ہیں۔ عبرت کے ساتھ یہ واقعہ نوٹ کر لیں۔ کہ ان کے ایک مستند عالم نے جو صوفی اور شاید پیر بھی ہیں۔ تحریک خلافت کے دوران میں تجویز کی تھی کہ علماء و مشائخ کا ایک وفد مرتب ہو کر اجمیر شریف جائے۔ اور خواجہ صاحب کو امت کا ایک ایک مصیبت سنا کر فریاد کرے۔ صرف تجویز ہی نہیں بلکہ سنا ہے عملاً یہ مولوی صاحب اپنے ہم مشربوں کے ساتھ شد رحال کر کے گئے۔ اور مزار پر خوب روئے۔ پیٹے بھی مگر افسوس وہاں سے کوئی جواب نہ ملا۔ اور بے مراد لوٹ چلے آئے۔

کیا یہی وہ توحید ہے جس کی بنیادیں قرآن نے قائم کی تھیں۔ جس کی حفاظت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے علماء دین مدعی ہیں۔ اور جس کے اتباع و تمسک پر مسلمانوں کو ناز ہے۔ اگر خواجہ صاحب امت محمدیہ کو اس کے مصائب سے نجات دلاسکتے ہیں تو رام وکرشن کی خدائی پر مسلمان کیوں منہ بناتے ہیں۔ اس اجمیری وفد کی تحریک پرائیویٹ نہ تھی۔ اخبارات کے کالموں میں علانیہ کی گئی تھی۔ مگر کسی عالم نے بھی اعلان کرنے والے کی زبان نہ پکڑی۔ کہ یہ شرک ہے بلکہ بہت سے مولویوں نے تو اس کی تحریرًا تائید کی۔ جیسا کہ اخبارات کے پرانے فائل گواہ ہیں۔

کیا یہی وہ حفاظت دین ہے جس کا بیڑا ہمارے علماء اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اے کاش! ضلالت و بدعت کی حمایت علماء کے اسی گروہ میں محدود ہوتی جسے بدعتی کہا جاتا ہے۔ اور اس گروہ میں منتقل نہ ہوتی جو اصلاح و تجدد کا مدعی ہے۔

یہ المناک واقعہ انتہائی رنج داندوہ کے ساتھ تاریخ کے حوالہ اور مسلمانوں کے گوش گزار کرتا ہوں کہ ابھی چند روز کی بات ہے کہ ایک جماعت کے ایک تعلیمی مرکز کے شیخ اعظم اور دوسرے مشائخ نے تعزیہ داری جیسی صریح بدعت بلکہ شرک کے خلاف فتوے دینے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ موجودہ حالات میں ایسا فتویٰ خلاف مصلحت ہے۔ کیا یہی طریقہ شریعت کی حفاظت کا ہے! کیا یہی نیابت انبیاء ہے جس کا فرض ہمارے علماء خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں!

کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان آنکھیں کھولیں۔ اپنے مذہبی پیشواؤں کی حقیقت معلوم کریں۔ اور دین کی حفاظت اور شرک و بدعت کے ازالہ کے لئے خود آگے بڑھیں اسلام میں نہ پاپائیت ہے اور نہ روحانی پیشوائی۔ وقت آگیا ہے۔ کہ یہ خود ساختہ پیشوائی ڈھا دی جائے۔ تا کہ اللہ کے بندوں کا رشتہ اللہ کے دین سے براہ راست استوار ہو جائے۔ (کتاب الوسیلہ اردو۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۵۱ء۔ بار دوم)

از مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# کیا خدا کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟

## ایک سوال کی دس شکلیں

اکثر مذہبی حلقوں میں یہ سوال کہ آیا خدا کے سوا (غیر اللہ) مشکل حل کر سکتا ہے؟ یا صرف خدا ہی اس پر قادر ہے۔ بڑے زور و شور سے اچھالا جاتا ہے۔ مگر فریقین میں سے کوئی بھی قائل نہیں ہو پاتا۔ ایک ذی شعور انسان کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے۔ تو وہ اس سوال کو مختلف پہلوؤں سے جانچتا اور پرکھتا ہے کہ کس طرح خدا کے سوا اور کوئی ہستی مشکل کشائی کر سکتی ہے۔ اس سوال کی دس مختلف صورتیں ہیں جن کا جواب علماء کرام سے مطلوب ہے۔ امید ہے وہ ہماری تسلی فرمائیں گے۔

زید کو کسی مشکل کا سامنا ہے وہ چاہتا ہے کہ میری مشکل دور ہو۔ وہ اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو پکارنا چاہتا ہے۔ جو اس کی مشکل دور کرے۔ اب

- اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتائیے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میل کی دوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے!
- بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلوں پر آواز سن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً سرائیکی والا سرائیکی میں مشکل پیش کرے گا۔ اسی طرح جرمن جرمنی زبان میں۔ انگریز انگریزی زبان میں۔ اور پٹھان پشتو میں آواز دے گا۔
- اگر یہ بات ثابت بھی کر دی جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں تو کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وہ ان سب کی مشکلات اسی لمحہ سن اور سمجھ لے گا۔ یا اس کے لئے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی۔

- کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے۔ یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے۔ اگر کبھی نیند آتی ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہیئے۔ کہ کب اس کو نیند آتی ہے۔ اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے۔ تاکہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جب کہ وہ سو نہ رہا ہو۔ یا وہ نیند میں بھی سنتا ہے؟
- ایک شخص بولنے سے قاصر ہے۔ وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے۔ کہ اس کا گلا بند ہو چکا ہے۔ اگر وہ دل ہی دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد بھی سن لے گا؟
- انسان کو پیدائش سے لیکر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کر سکتا ہے تو پھر غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر غیر ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی کیا حاجت؟
- اگر غیر اللہ مشکل کشا، تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑا خدا نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں۔ ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہیئے۔ کہ کون سی مشکلات خدا تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے۔ اور کون کون سی مشکلات غیر حل کر سکتا ہے۔ تاکہ سائل اپنی مشکل اسی کے سامنے پیش کر سکے جو اس کو حل کرنے پر قادر ہو؟
- کیا خدا کے سوا جو ہستی مشکل نکال سکتی ہے وہ مشکل ڈال بھی سکتی ہے۔ یا اس کی ڈیوٹی صرف حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل حل کر سکتی ہے تو پھر ڈالنے والا کون ہے؟
- بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ مشکلات ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا۔ بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مصر ہو اور دوسری مشکل حل کرنے پر۔ تو دونوں میں سے کونسی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے لیگی؟
- کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھتا ہو تو اس کی بخشش کیلئے اللہ کو آواز دی جائے یا کسی مشکلکشا کو؟

امید ہے کہ علماء کرام عاجز کو اس پتہ پر اپنے فیصلہ سے آگاہ فرمائیں گے۔

سائل: شیخ نور محمد۔ محلہ صدر آباد۔ گلی نمبر ۳۔ مکان نمبر ۱۰۰۔ ملتان شہر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# قبر پرستوں کا ایک عجیب فراڈ

اللہ کا شریک ٹھہرانا اور اس کا ساجھی ایک ایسا گناہ عظیم ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کے مرتکب کی سزا دائمی جہنم ہے۔ دیگر گنہگار اور خطار مومن اپنے اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی سزا بھگتنے کے بعد بالآخر جنت میں پہنچ جائیں گے۔ اور ان کے لیے جنت کے دربان جنت کے دروازے کھول دیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ دیگر گنہگاروں میں جسے چاہے گا معاف کر دے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں نہ صرف شرک سے بچنے کی تاکید فرمائی بلکہ ایسے امور کی بھی ممانعت فرمائی جو شرک کا موجب بنتے ہیں۔ شرک کے اسباب میں سے ایک سبب قبریں بھی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے اور چونا گچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت علیؓ کی ڈیوٹی لگائی جہاں پر کوئی قبر دیگر قبروں سے اونچی نظر آئے اسے فوراً مسمار کر کے دیگر قبور کے برابر کر دو۔

ہمارے ملک میں شرک کی بیماری پھیلنے کی سب سے بڑی وجہ یہ بڑے بڑے قبے روضے اور مزارات ہیں۔ وہاں پر دن رات شرک ہوتا ہے لیکن روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں۔ خود ارباب بست وکشاد ایسے امور میں شرکت کرتے ہیں۔ کبھی کسی بزرگ کی قبر پہ کوئی وزیر چادر چڑھاتا ہے کبھی کوئی پھول نچھاور کرتا ہے۔ کوئی وہاں پر شیرینی تقسیم کرتا ہے۔ اور کوئی ان کو حاجت روا سمجھ کر نہایت ادب واحترام سے ان کے سامنے فریاد رسی کی درخواست کرتا ہے حتےٰ کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض اشخاص ایسی قبروں کے سامنے جبین جھکانے اور ماتھا رگڑنے سے باز نہیں آتے۔ پھر وہاں پر جو صندوق ہوتا ہے اس میں نذر لانے کے طور پر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں روپلے ڈال کر برباد کرتے ہیں۔

مشرک کا یقین پختہ نہیں ہوتا۔ وہ وہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا مریض ہوتا ہے۔ ایمانی کمزوری کے باعث وہ اپنے حقیقی خالق سے رشتہ منقطع کر کے معبودانِ باطلہ سے تعلقات استوار کرتا ہے۔ اور مساجد میں اللہ کی بارگاہ میں سر جھکانے کی بجائے پکی قبروں کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور جہاں اسے پکی قبر نظر آتی ہے فوراً وہاں پیشانی رگڑتا ہے۔ اسے بوسہ دیتا ہے۔ اس کا طواف کرتا اور اس کے سامنے سرنگوں ہو کر مشرکین کے زمرہ میں پوری طرح داخل ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص ضعیف الاعتقاد اور وہم پرست ہر بات کو صحیح سمجھتا ہے۔ وہ تدبر و تفکر سے کام لیتا ہے۔ اور نہ تحقیق کی چھلنی میں سے چھانتا ہے۔ چنانچہ اس کی ضعیف الاعتقادی سے فائدہ اٹھا کر کچھ چالاک، عیار اور شیطانوں کے چیلوں نے اس کاروبار کو نفع بخش سمجھ کر شروع کر دیا۔ اس میں انہیں بڑی کامیابی ہوئی۔ ان کے پاس دولت کے انبار لگ گئے۔ لوگوں نے خود جا کر ان کی جیبوں اور جھولیوں کو نوٹوں سے بھرا۔

ہمارے ملک میں کئی ایک پکی قبور ایسی ہیں جن میں کسی انسان کی نعش نہیں بلکہ لوگوں نے کمائی کا ذریعہ بنانے کی خاطر لوگوں سے کہہ دیا کہ مجھے خواب میں تین مرتبہ اشارہ ہوا ہے کہ یہاں پر میری پکی قبر بناؤ۔ میں مدت سے یہاں پڑا ہوا ہوں۔ کسی نے میری قبر کی طرف توجہ نہیں کی۔ چنانچہ جو شخص پختہ قبر بناتا ہے وہ لوگوں میں مشہور کرتا ہے کہ یہاں پر ایک بہت بڑے بزرگ کی قبر ہے۔ اس کا کوئی فرضی نام رکھ لیتے ہیں۔ مثلاً بابا چھتری والا۔ بابا کانولا۔ بابا سگ شاہ۔ بابا بالے شاہ۔ بابا رڑی شاہ۔ اور بابا کالے شاہ وغیرہ۔

آج آپ کو ایک ایسی قبر کے متعلق انکشاف کرتا ہوں جو بالکل فرضی ہے۔ اس میں کسی انسان کی میت نہیں ہے۔ بس اپنی آمدنی کی خاطر ایک قبر بنا کر اس پر قبہ بنایا ہوا ہے۔ حکومت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کو چاہئے کہ ایسی قبروں پر چھاپے مارے اور فرضی قبروں کو مسمار کرے ۔

میرا بڑا لڑکا حفیظ الرحمان فوج میں ای ۔ ایم ۔ ای ٹریڈ میں کام کرتا ہے ۔ آج کل وہ کھاریاں چھاؤنی میں ہے ۔ دسمبر ۱۹۸۷ء کے اواخر میں چھٹی پر گھر آیا تھا ۔ اس نے بتایا کہ دسمبر ۱۹۸۷ء کے اوائل میں ہماری فوج نے کھاریاں چھاؤنی موداں اور سمبڑیال کی طرف کوچ کیا ۔ اور ان دونوں شہروں کے درمیان کسی مقام پر جنگل میں ہماری فوج ٹھہری ۔ ہم چند روز وہاں ٹھہرے ۔ ہمارے پاس ایک بوڑھا آدمی تقریباً ہر روز آتا اور بتاتا کہ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر ایک بزرگ کی قبر ہے جو بہت ہی کرنی والا ہے ۔ اس کے پاس دور دراز سے چل کر لوگ آتے ہیں ۔ اور فیض حاصل کرتے ہیں ۔ ان کی مرادیں اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں ۔ وہ کسی کو مایوس نہیں کرتا ۔ ہاں البتہ جو شخص اسے نذرانہ پیش نہ کرے ۔ اس کے متعلق یقین سے نہیں کہا جا سکتا ۔ اس کی قبر پر جمعرات کو میلہ لگتا ہے ۔ اور جن آ کر قوالی کرتے ہیں ۔ کوئی اولاد کی خاطر اس کے پاس آتا ہے کوئی بیماری سے شفا حاصل کرنے کی خاطر اس کی قبر کو سلام کرتا ہے ۔ کوئی مصیبت کے پنجہ سے رہائی حاصل کرنے کی خاطر ان کی قبر پر نذر و نیاز دیتا ہے ۔ اور کوئی اپنی حاجت براری کی خاطر اس پہ چادر چڑھاتا ہے ۔ اور کوئی اپنی دیگر دلی حاجات پورا کرانے کی خاطر اس بزرگ کے آگے فریاد کرتا ہے ۔ میری عمر ساٹھ سے متجاوز ہو چکی ہے ۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسا کامل بزرگ حاجتیں پوری کرنے والا سنا ہے نہ دیکھا ہے ۔ آپ بھی کسی وقت وہاں پہ جا کر بابے کی زیارت کریں ۔ آپ کی طبعیت خوش ہو جائے گی ۔ ایک طرف قوالی کی آواز آ رہی ہوتی ہے ۔ اور دوسری طرف چاروں خوشبو مہک رہی ہوتی ہے ۔ اور باباجی کی قبر کے سرہانے کے پاس جا کر فرداً فرداً لوگ اپنی حاجت براری کی خاطر دعا کرتے ہیں ۔ اور باباجی کی قبر ایک چھوٹا سا سوراخ ہے ۔ اس میں ہاتھ ڈال کر سوال کرتے ہیں ۔ یہ بزرگ سوالی کے ہاتھ پر کوئی میٹھی چیز رکھ دیتے ہیں ۔ کسی کو لڈو ۔ کسی کو جلیبی ۔ اور کسی کو برفی سے نوازتے ہیں ۔ اکثر بامراد لوٹتے ہیں ۔ لیکن جس پہ وہ ناراض ہوں ۔ تو اس کے ہاتھوں میں کوئلہ اور مینگنیاں جیسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نکمی چیزیں دیتے ہیں۔ لیکن ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے۔ کیونکہ جو شخص وہاں پر جاتا ہے تو وہ بابا جی کو ناراض کرنے کے لئے تو نہیں جاتا۔"

میں نے جو کچھ اس بزرگ کے متعلق ذکر کیا ہے وہ بہت کم ہے۔ ان میں اس سے کئی گنا خوبیاں زیادہ ہیں۔ اگر انسان اللہ کو ملنا چاہے تو ان کے مزار کا رخ کرے۔ اور وہاں پر سجدے میں پڑ کر بابا جی کو راضی کرے۔ آپ کسی وقت جمعرات کو بابا جی کے مزار پر جا کر بچشم خود مشاہدہ کریں۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے ایسے گھرانے میں پیدا کیا ہے جو شرک کے نام سے بھی متنفر ہے اور شبانہ روز شرک و بدعات کے خلاف نبرد آزما۔

بنا بریں مجھے اس فریب خوردہ اور شیطان کے جال میں بری طرح پھنسے ہوئے بوڑھے کی باتوں کا قطعاً کچھ اثر نہ ہوا۔ البتہ جنوں کی قوالی اور دیگر امور کا خود مشاہدہ کرنے میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ میں نے اپنے دو دوستوں سے کہا ہم اس بزرگ کی قبر پر جا کر دیکھیں تو سہی کہ وہاں پر کیا کیا فواحش اور منہیات کا لوگ ارتکاب کرتے ہیں۔ نیز جنوں کی قوالی کا نظارہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک جمعرات کو ہم تینوں نے وہاں پر جانے کا پروگرام بنایا۔ جب رات کے دس بج گئے اور تمام لوگ اپنے اپنے بستروں پر محو خواب ہو گئے۔ تو ہم اس قبر کی طرف چل دیئے جو جنگل میں تھی۔ اس کے آس پاس کوئی بستی نہیں تھی۔ جب ہم قبر کے پاس پہنچے تو ہمیں قوالی کی آواز سنائی دی۔ میرے ساتھی کہنے لگے بوڑھا سچ کہتا تھا کہ وہاں پر جن قوالی کرتے ہیں۔ میں نے تھوڑی دیر تک قوالی کی آواز سنی۔ اور الفاظ پر غور کیا تو مجھے انسانی آواز سے ملتی جلتی آواز سنائی دی۔ قوالی کے الفاظ اردو میں تھے لیکن پوری طرح سمجھ نہیں آرہی تھی۔ میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور ادھر ادھر بڑے غور اور متجسسانہ نگاہوں سے دیکھا۔ لیکن مجھے کوئی شے دکھائی نہ دی۔ میں نے ہنس کر کہا کہ بوڑھے کی بات تو سچی ثابت ہوئی۔ اب دوسری بات کا بھی مشاہدہ کریں۔ قبر سے غلاف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



اٹھا کر سوراخ دیکھیں۔ میرے ساتھی کہنے لگے اس بات کو چھوڑ و۔ ہم نے اس سے کیا لینا ہے ہم اس سے مرادیں مانگ کر اپنے پروردگار کو ناراض کر لیں گے۔ اور ہم مشرکوں کے زمرہ میں داخل ہو جائیں گے۔

مَیں نے کہا کہ بھائی صاحب! میرا عقیدہ آپ سے زیادہ پختہ ہے۔ ہم یہاں شرکیہ امور نہیں کرنے آئے۔ ہم نے تجربہ کرنا ہے۔ اور دیکھنا ہے کہ باباجی ہمیں کیا کہتا ہے۔ وہ کہنے لگے اچھا پھر آپ اپنا ہاتھ سوراخ میں ڈالیں۔ میں نے بیٹری کے لائٹ سے قبر کے اندر نظر کی لیکن مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ اور تجربہ کے طور پر قبر کے سوراخ میں اپنا ہاتھ ڈال کر کہا

"باباجی ہم بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہمیں بھی کچھ عنایت کرو"

قبر سے ایک بھاری آواز آئی۔

"بیٹا کیا چاہتے ہو؟"

مَیں نے کہا۔ مجھے بیٹے کی خواہش ہے۔ اگر آپ عنایت فرمائیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی؟

اس کے بعد فوراً میرے ہاتھ پر جلیبی رکھی گئی۔ مَیں نے ہاتھ باہر نکالا تو دیکھا کہ تازہ جلیبی ہے۔ مَیں نے ہنس کر ساتھیوں سے کہا کہ باباجی تو واقعی بڑی کرنی والا ہے۔ دیکھو قبر میں بیٹھا جلیبیاں نکال نکال کر سائلوں میں تقسیم کر رہا ہے۔ وہ یہ ماجرا دیکھ کر بہت متعجب ہوئے۔ اور کہنے لگے عجیب ماجرا ہے۔ آج تک کسی بزرگ نے اپنے ماننے والوں اور مریدوں کو جلیبیاں کبھی نہیں دیں۔ یہ اس معاملہ میں گویا سب سے سبقت لے گیا۔ اسی لئے تو لوگ اسے بابا جلیبی شاہ کہتے ہیں۔ پھر مجھے کہنے لگے آؤ واپس چلیں۔ مَیں نے کہا بھئی مَیں نے تو قبر میں جا کر باباجی کی زیارت کرنا ہے۔ اس کی زیارت کئے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔ وہ کہنے لگے قبر کا سوراخ چھوٹا ہے۔ اور کسی طرف سے کوئی راستہ نہیں۔ آپ باباجی کو کیسے ملیں گے؟ میں نے کہا آپ صبر سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل پیدا کر دے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چنانچہ مَیں اس قبر کے ارد گرد چل پھر کر دیکھا لیکن مجھے کہیں سوراخ نہ مل سکا۔ جو یندہ یا بندہ کے مطابق، بالآخر قبر سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک پختہ اینٹوں کا استنجا خانہ بنا ہوا نظر آیا۔ قبر اور استنجا خانہ کی درمیانی جگہ پر برسیم کی فصل اگی ہوئی تھی۔ اور کسی کو وہاں جانے کا وہم و گمان بھی نہیں آسکتا تھا۔ لیکن چونکہ میں اس جستجو میں تھا کہ اس میں کیا راز ہے۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی۔ مَیں استنجا خانہ کی طرف چل پڑا۔ جب اس کے پاس گیا تو وہاں پر ایک ٹوٹا ہوا لوٹا بھی نظر آیا۔ میں استنجا خانہ میں داخل ہو گیا۔ اس کا فرش پختہ سلوں کا بنا ہوا تھا میں نے اس پر زور سے پاؤں مارا تو اس میں دھمک پیدا ہوئی۔ اور آواز آئی۔

مَیں نے ساتھیوں کو آواز دی کہ اِدھر آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری مشکل حل کر دی۔ جب وہ میرے پاس آئے تو میں نے کہا کہ اس فرش پر جو سلیں لگی ہیں۔ ان میں سے اس سل کو اٹھاؤ۔ انہوں نے جب سل کو اوپر اٹھایا۔ تو ہم کیا دیکھتے ہیں۔ اس میں ایک سرنگ بنی ہوئی ہے جو اس قبر کی طرف جاتی ہے۔ مَیں نے پھر ساتھیوں سے کہا آؤ اندر چلیں اور تمام حالات کا جائزہ لیں۔ انہوں نے پھر مجھے روکنا چاہا۔ اور کہا کہ تم جان بوجھ کر موت کے منہ میں جاتے ہو۔ مَیں نے کہا کہ موت کا وقت مقرر ہے۔ وہ آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ اگر ہماری موت یہیں مقرر ہے تو ہم یہاں سے جا نہیں سکتے۔ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر تم ڈرتے ہو تو میں آگے آگے چلتا ہوں۔ تم میرے پیچھے پیچھے چلتے آنا۔

چنانچہ بیٹری کی لائٹ کر کے سرنگ میں گھس گئے۔ آگے جا کر ہم نے دیکھا کہ دو آدمی لحاف اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے پاس ٹیپ ریکارڈ چل رہی ہے۔ اور ان کے پاس چند تھیلیاں پڑی ہیں۔ کسی میں لڈو۔ کسی میں جلیبی۔ کسی میں مینگنیاں اور کوئلے ہیں۔ جب ہم نے روشنی کی اور ہمارے پاؤں کی کھڑکھڑاہٹ ہوئی تو وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہم سے دست و گریباں ہونا چاہا۔ ہم کو دھمکیاں دینے لگے کہ تم یہاں کیا لینے آئے ہو۔ اگر اپنی جان کی خیر چاہتے ہو۔ تو یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ ہمارے پاس ہتھیار ہیں۔ ہم تمہیں گولی مار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیں گے ۔

جب انسان کے دل میں خوفِ خدا جاگزیں ہو تو دنیا کی کسی شے سے نہیں ڈرتا ۔ چنانچہ میں نے خوف زدہ ہونے کے بجائے زوردار آواز سے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے کلاشنکوف دینا ۔ میں ان کی اچھی خبر لیتا ہوں ۔ یہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں ۔ میں ان کو سب کو جو یہاں پر موجود ہیں موت کے گھاٹ اتارتا ہوں ۔ میری دھمکی سے مرعوب ہو کر وہ مکار کہنے لگے کیا تم فوجی ہو ؟ میں نے کہا تمہیں ہمارا لباس نظر نہیں آتا ۔ میری باتیں سن کر سہم گئے ۔ اور ڈرتے ہوئے کہنے لگے ہمیں معاف کر دو ۔ ان کے پاس ایک ٹیپ ریکارڈ تھی ۔ اس میں قوالی کی کیسٹ لگی ہوئی تھی ۔ ایک آدمی قبر میں سوراخ کے پاس لیٹا ہوا تھا ۔ اس کے پاس چند تھیلیاں تھیں ۔ ان میں کسی میں جلیبیاں وغیرہ تھیں ۔ اور کسی میں کوئلے اور مینگنیاں تھیں ۔ جس کی حاجت پوری کرتا اسے جلیبی یا کوئی میٹھی شے دیدیتا ۔ اور جس کی مراد پوری نہ کرتا اسے کوئلے اور مینگنیاں دیتا انہوں نے یہ سب فراڈ بنایا ہوا تھا ۔ ہم نے ان دونوں کو باہر نکال لیا ۔ جب باہر نکلے تو رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر وہ فوراً بھاگ کر غائب ہو گئے ۔ ہم نے بھی ان کے تعاقب کی کوشش نہ کی ۔ کیونکہ میرا ارادہ تھا کہ صبح کو اپنے افسر سے اس قبر کے خفیہ راز کا انکشاف کروں گا اور اس کا خود مشاہدہ کرنے اور مسمار کرنے کا مشورہ دوں گا ۔ انہیں خیالات میں ڈوبے ہوئے ہم اپنی قیام گاہ پر پہنچے اور بستروں میں لیٹ گئے ۔ ہم رات کو بارہ بجے واپس پہنچے اور صبح چار بجے ہمیں وہاں سے کوچ کرنے کا حکم مل گیا ۔ چنانچہ طلوع آفتاب سے پہلے ہی ہم وہاں سے چلے آئے ۔ اور پھر اُدھر جانے کا موقعہ نہیں ملا ۔ میرے دل میں افسوس رہا ۔ کہ ہم اس قبر کو مسمار کیوں نہ کر سکے ۔ چونکہ ہمارا سفر رات کو ہوتا ہے ۔ اس لئے ہمیں کوئی علم نہیں ہوتا کہ ہم کس طرف سے آئے ہیں ۔ اور کہاں جا رہے ہیں ۔ بس افسرانِ بالا کو علم ہوتا ہے ۔ اسلئے اب اس قبر کی صحیح نشان دہی مشکل ہے ۔ ہاں البتہ ملو وال اور سمبڑیال کے درمیان کسی جگہ پر ہے [1]

مولانا سیف الرحمٰن الفلاح ۔ صمد پورہ ۔ گلی نمبر ۲ اوکاڑہ

---

[1] ہفت روزہ "الاسلام" لاہور مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۸۸ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فضیلتِ علم و علماء

## اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ

## جہالت و علم کی توضیح

علم کا معنیٰ جاننا۔ یقین کرنا۔ پہچاننا ہے۔ اس کے خلاف، اس کی ضد جُہل، جہالت ہے۔ اس کا معنیٰ نہ جاننا، نادانی، بے وقوفی، بے علمی، حماقت۔ بخاری شریف میں حضرت جابرؓ کا واقعہ ہے کہ وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے سر ننگا تھا۔ کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے۔ محمد بن مُنکدِر ان کے پاس گئے تو ان کے اس طرح نماز پڑھنے پر سوال کیا۔ کہ اے ابو عبداللہ! (کنیت جابر) آپ کے پاس چادر موجود ہے۔ پھر ایک کپڑے میں اس طرح نماز کیوں پڑھ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔

اَحْبَبْتُ اَنْ یَّرَانِیَ الْجُھَّالُ مِثْلُکُمْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ کَذَا۔

دوسری روایت میں ہے۔

فَقَالَ اِنَّمَا صَنَعْتُ ذَالِکَ لِیَرَانِیْ اَحْمَقٌ مِثْلُکَ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جاہل ۔ احمق کا ایک ہی مفہوم ہے ۔

حضرت ابن عمرؓ نے ایک بار حیض کی حالت میں طلاق دے دی ۔ ان کی بابت حدیث میں ہے ۔ "اَرَأَیتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ ۔ یعنی بھلا بتلا اگر وہ عاجز ہوا اور حماقت کا کام کرنے لگا ۔ یہی مطلب جہالۃ، جاہلیۃ کا ہے ۔

حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے کوئی برا کلمہ بولا تو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اِنَّکَ امْرَأٌ فِیْکَ جَاھِلِیَّۃٌ ۔ یعنی تو ایسا آدمی ہے کہ تیرے میں زمانہ جاہلیت کا اثر ہے ۔

## جاہلیت کا زمانہ

جاہلیت کا زمانہ عربوں کا وہ زمانہ ہے جو اسلام سے پہلے گذرا ۔ جب نہ ان کو دین کی خبر تھی نہ ایمان کی ۔ نہ اللہ و رسول سے واقف تھے ۔ نہ احکامات شرع کے ۔ بس لڑائی جھگڑا ، لوٹ مار ۔ خون ریزی ، فخر تکبر ۔ شرک ، خواہشات کی پیروی ۔ ظلم ، فساد ۔ جہالت ۔ ضلالت کے کام تھے ۔ اندھیر پھیلا ہوا تھا علماء نے لکھا ہے " خَلَقَ اللّٰہُ الْجَھْلَ مِنَ الْبَحْرِ الْاُجَاج (کھاری سمندر سے) ظُلْمَانِیًّا (سیاہ تاریک) فَقَالَ لَہٗ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اَقْبِلْ فَلَمْ یُقْبِلْ (سامنے منہ کو اس نے نہ کیا ، عذر کیا) فَقَالَ لَہٗ اِسْتَکْبَرْتَ فَلَعَنَہٗ ۔

جہل دو قسم ہے ۔ جہل بسیط ، یعنی کسی بات کا نہ جاننا ۔ دوسرا جہل مرکب ہے ۔ یعنی کسی بات کا نہ جاننا اور پھر یہ سمجھنا کہ ہم جانتے ہیں ۔

جہل بسیط کا علاج علم پڑھنا پڑھانا ہے ۔ جہل مرکب کا علاج مشکل ہے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# جہالت کے اقسام

جہالت کی تین قسمیں ہیں ۔

۱:۔ اصل معنیٰ علم سے خالی ہونا ۔

۲:۔ کسی شے کے متعلق غلط عقیدہ رکھنا ۔

۳:۔ کسی کام کو اس طرح انجام نہ دینا جس طرح انجام دینے کا حق ہے ۔

پہلی قسم کی مثالیں تو ظاہر ہیں ۔ دوسری قسم کی مثالیں یہ ہیں کہ (۱) پتھر کے بُت بنا کر ان کو پوجنا ۔ (۲) قبر اور خانقاہ کسی بزرگ کی بنا کر اس کو پوجنا ۔ دونوں کام جہالت ہیں ۔ اسی طرح تمام غلط عقائد جہالت ہیں ۔ تیسری قسم کی مثال ہے کہ روزہ رکھ کر کھانے پینے سے رک جانا ۔ اور جھوٹ ، غیبت ، بے ایمانی ، فریب کاری ، گالی گلوچ وغیرہ سے نہ رکنا ۔

دیگر مثال ۔ حدیث شریف میں ہے ۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الاشعریِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا لَا یُتِمُّ رُکُوْعَہٗ وَیَنْقُرُ فِیْ سُجُوْدِہٖ وَھُوَ یُصَلِّیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ مَاتَ ھٰذَا عَلٰی حَالِہٖ مَاتَ عَلٰی غَیْرِ مِلَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَہٗ وَیَنْقُرُ فِیْ سُجُوْدِہٖ مِثْلَ الْجَائِعِ (بھوکا) یَاْکُلُ التَّمْرَۃَ وَالتَّمْرَتَیْنِ لَا یُغْنِیَانِ عَنْہُ شَیْئًا ۔ (ترغیب)

یہ جہالت ہے ۔ اسی سے جاہلیت کا لفظ بنا ہے ۔ جہالت کی حالت کا نام ہے ۔ شرع میں اس کی تعریف بیضاوی رح ا<u>۱۹۶</u> میں یہ لکھی ہے ۔ والمراد بالجاھلیۃ الملّۃ الجاھلیۃ الّتی ھی مُتابعۃُ الھوٰی ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جاہلوں سے پناہ مانگی کہ وہ اپنے نفس کی پیروی کرتے ہیں اور جو منہ پر آتا ہے کہتے ہیں ۔

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۝

ایسے جاہلوں سے اعراض کا حکم ہے ۔

وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے ناجائز سوال کرنے پر تنبیہ فرمائی

فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا ۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۝

یہ تربیت فرمائی ہے ۔ تب یہ دعاء ہمیشہ رہی رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۔

لفظ جہالت اور جاہل کی پہچان سے علم اور عالم کی پہچان بھی ہوگئی ۔ کہ علم کا معنیٰ جاننا ، یقین کرنا ۔ واقف ہونا ہے ۔ شرعی علم سے مراد کتاب وسنت کا علم ہے جس کا حاصل کرنا علم کا فرض ہے ۔ حدیث میں ہے ۔

طلب العلم فريضةٌ على كل مسلمٍ ۔

ایک طویل حدیث میں سے جو حضرت معاذ ؓ سے مروی ہے ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَاِنَّ تَعَلُّمَهٗ لِلّٰهِ خَشْيَةٌ وَطَلَبَهٗ عِبَادَةٌ ۝

خشیت علم سے پیدا ہوتی ہے ۔ اس لئے اللہ کا فرمان ہے ۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قرآن میں حکم ہے وَاخْشَوْنِي. خشیت بغیر علم کے پیدا نہیں ہوتی. تو علم کا سیکھنا واجب ہوا. کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے۔

اللہ تعالےٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور جابجا قرآن حکیم میں عبادت کا حکم وارد ہے۔ لیکن علم کے بغیر عبادت نہیں ہو سکتی. تو علم کا سیکھنا اور سکھانا واجب ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

فَضْلُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ وَخَيْرُ دِيْنِكُمُ الْوَرَعُ (بخاری)

علم پڑھنا خود عبادت ہے، اور دوسری قسم کی تمام عبادتوں کا ذریعہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِاْئَةَ رَكْعَةٍ وَلَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عَمِلَ بِهٖ اَوْ لَمْ يَعْمَلْ بِهٖ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ (ترغیب)

## طالب علم مجاہد ہے

حدیث شریف میں ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ جَاءَ مَسْجِدِيْ هٰذَا لَمْ يَأْتِهٖ اِلَّا الْخَيْرَ يَتَعَلَّمُهٗ اَوْ يُعَلِّمُهٗ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (ترغیب)

دیگر حدیث ہے۔ فرمایا۔

مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔

اس لئے طالب علم کو زکوٰۃ دینی جائز ہے. کہ وہ مجاہد ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# حج کا ثواب

عَنْ ابی امامۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من غدا الی المسجد لا یرید الا ان یتعلم خیرا او یعلمہ کان لہ کاجر حاج تاما ۔ (ترغیب)

معلم اور متعلم دونوں برابر ہیں ۔

# مُعلّم کا درجہ

حدیث شریف میں ہے ۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ ۔

آنحضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ۔

# مُتعلّم کا درجہ

قبیصہ بن مخارق کہتے ہیں کہ میں دربار رسالت میں حاضر ہوا ۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یا قبیصۃ ! ما جاء بک ؟

انہوں نے کہا کہ حضور عمر بوڑھی ہو گئی ۔ ہڈیاں نرم ہو گئیں ۔

فَاَتَیْتُکَ لِتُعَلِّمَنِیْ مَا یَنْفَعُنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ ۔

آپ نے فرمایا

یا قبیصۃ ! مَا مَرَرْتَ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ وَلَا مَدَرٍ اِلَّا استغفرلک

یا قبیصۃ ! اِذَا صَلَّیْتَ الصُّبْحَ فقل ثلاثا ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وبحمدہٖ تعالیٰ فی من العمی والجذام والفلج۔

یا قبیصۃ قل اللّٰھم انی اسئلک ما عندک وافض علی من فضلک وانشر علیّ من رحمتک وانزل علی من برکاتک۔

## جنّت کا راستہ علم سے طے ہوتا ہے

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من سلک طریقًا یلتمس فیہ علمًا سھل اللہ لہ بہ طریقًا الی الجنۃ

## طالب علم کی تعظیم فرشتے کرتے ہیں

زر بن جیش کہتے ہیں۔ کہ میں صفوان بن عسّال مرادی کے پاس گیا۔ انہوں نے پوچھا آپ کیسے آئے! میں نے کہا کہ علم طلب کرنے کے لئے صفوانؓ نے فرمایا کہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من خارج خرج من بیتہٖ فی طلب العلم الا وضعت لہ الملائکۃ اجنحتھا رضیً بما یصنع (رواہ الترمذی)

## گناہ طالب العلم کے بخشے جاتے ہیں

ترغیب میں ہے کہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انتعل عبدٌ قط ولا تخفف (موزہ پہنتا ہے) ولا لبس ثوبًا فی طلب علم الا غفر اللہ لہٗ ذنوبہٗ حیث یخطو اعتبۃ داره (دہلیز)

دیگر حدیث میں ہے۔

لہ ترغیب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مامن عبد یطلبُ العلم الا کان کفّارۃً لما تقدّم ۔

## طالب علم کیلئے جنّت کا دروازہ کھل جاتا ہے

عن ابی الدرداءؓ قال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من غدا یُرِیدُ العلمَ یتعلّمہٗ لِلّٰہِ فتح اللہُ بابا الی الجنۃِ و فرشت لہ الملائکۃ اکنا فہا۔ (پَر بچھاتے ہیں) وصلّت علیہ ملائکۃُ السمٰوٰت وحیتا ن البحرِ ۔

## طالبُ العلم غازی ہے

حدیث شریف میں ہے ۔

مَا مِنْ عَالِمٍ یخرُجُ فِی طَلَبِ العلمِ مخافۃً اَن یموتَ اَوِ انتَسَاخہٗ مَخَافۃَ اَنْ یَدْرُسَ اِلّا کان کالغازِیْ الرَّائح فِی سبیلِ اللّٰہِ

## طالب العلم فوت ہوا تو شہید ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاءَ الموتُ لطالب العلم وھو علی ھٰذہ الحالۃ ماتَ وَھو شہید ۔ (ترغیب)

غازی مرا تو شہید اگر زندہ رہا ۔ اور فتح یاب ہوا ۔ تو مال غنیمت لایا ۔ اسی طرح طالب علم مرا تو شہید ۔ اگر زندہ رہا اور علم میں کامیاب ہوا تو انبیاء کا وارث ہوا ۔ العلماء ورثۃ الانبیاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# وراثتِ انبیاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں گئے اور یہ منادی کی کہ اے بازار والو! تم کو کس چیز نے عاجز اور کمزور کر دیا ہے؟

لوگوں نے کہا کہ ابوہریرہ! کیا بات ہے؟۔

انہوں نے فرمایا۔

ذَاكَ مِيرَاثُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُقَسَّمُ وَأَنتُم هٰهُنَا. أَلَا تَذْهَبُونَ؟ فَتَأْخُذُونَ نَصِيبَكُم مِنْهُ

انہوں نے پوچھا کہاں ہے!

قَالَ فِي الْمَسْجِدِ ہ

پس لوگ دوڑتے گئے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں کھڑے رہے۔ وہ لوگ واپس آگئے۔ آپ نے پوچھا کیا ہوا! جلدی واپس آگئے۔

انہوں نے کہا کہ ہم مسجد میں گئے تو وہاں کچھ بھی تقسیم ہوتے نہیں دیکھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تم نے مسجد میں کچھ دیکھا بھی ہے! انہوں نے کہا۔ ہاں دیکھا تو ہے۔

ما رأينا قوما يصلون وقوما يقرؤن القرآن وقوما يتذاكرون الحلال والحرام۔ فقال لهم ابوهريرة رضی اللہ عنہ ويحكم (تم کو خرابی ہو) فذاك ميراث محمد صلى الله عليه وسلم۔

اس سے ظاہر ہے کہ وراثتِ نبوی کتاب و سنت کا علم ہے۔ جو آپ پر نازل ہوا۔ اسی علم کی آپ تعلیم دیتے رہے۔

يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



والحکمۃ۔

یہی ترکہ شرعی علم کا آپ چھوڑ کر گئے ہیں۔ مستدرک حاکم جلد اصد ۹۳ میں حدیث ہے۔

یا ایھا الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابدًا کتاب اللہ و سنۃ نبیہ۔

دوسری روایت میں ہے۔

ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدھما کتاب اللہ وسنتی

## انسان اس علم سے درجہ نبوت کے قریب ہوتا ہے

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاءہ اجلہ و ھو یطلب العلم لقی اللہ ولم یکن بینہ وبین النبیین الا درجۃ النبوۃ۔

عالم، متعلم دونوں انبیاء کے مقرب ہیں۔

## دو علم

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم علمان علم فی القلب فذاک العلم النافع وعلم علی اللسان فذاک حجۃ اللہ علی ابن ادم (ترغیب)

## علم شرعی خزانہ ہے

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من العلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کھیئۃ المکنون لا یعلمہ الا العلماء باللہ تعالیٰ فاذا نطقوا بہ لا ینکرہ الا اہل العزۃ باللہ عزوجل (ترغیب)

کنزالعمال میں ہے۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ کہ

قال العلم خزائن ومفاتحھا السوال فاسئلوا یرحمکم اللہ فانہ یوجر فیہ اربعۃ السائل والمعلم والمستمع والمحب لہم۔

## عالم کی نیند جاہل کی نماز سے بہتر ہے

عن سلیمانؓ نوم علی علم خیر من صلوٰۃ جہل۔

نائم مرفوع القلم ہے۔ جاہل نمازی جہالت سے نماز میں غلطیاں کرتا ہے۔ پھر علم بھی عبادت نماز بھی عبادت۔ لیکن نماز فراغت پر ختم۔ علم قائم و دائم۔ یہ عبادت سونے میں بھی موجود، بیداری میں بھی موجود۔ جاہل کی نماز اعضاء پر ہے۔ عالم کا علم دل اور دماغ پر ہے۔ ظاہر کی عبادت سے باطن کی عبادت افضل ہے۔ اس لئے یہ لکھا ہے۔

عن انسؓ طالب العلم بین الجہال کالحی بین الاموات۔

میت سے کچھ فائدہ نہیں زندہ سے فائدہ ہے۔

## طالب العلم سے فائدہ

ایک شخص مچھلیاں پکڑتا تھا۔ ادھر تین طلباء ایک تصویر پر بحث کرتے ہوئے آئے۔ کہ یہ تصویر کس کی ہے۔ ایک نے کہا کہ مذکر کی ہے۔ دوسرے نے کہا کہ مؤنث کی ہے۔ تیسرے نے کہا کہ مخنث کی ہے۔ بحث بڑھ گئی تو انہوں نے مچھیرے کو ثالث تجویز کر لیا۔ اور اس کو مذکر، مؤنث اور مخنث کے معانی پڑھا دیئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور تصویر سامنے رکھ دی کہ اس کا فیصلہ کر لو۔ مچھیرے کی عقل میں جیسا آیا کہا۔ مگر وہ تین لفظوں کا عالم ہو گیا۔ اس نے طلبا، کو مچھلیاں دے کر رخصت کیا۔ اور خود اپنے کام میں مصروف رہا۔ جال میں ایک سنہری مچھلی بہت خوب صورت ہاتھ لگی۔ جس کو وہ بادشاہ کے پاس تحفہ کے طور پر لے گیا۔ کہ اس کو اپنے زنانہ حوض میں رکھیں بادشاہ نے تحفہ قبول کیا۔ اور وزیر کو کہا کہ مچھیرے کو پانچ صد روانعام دے دو۔ وزیر بخیل تھا۔ اس نے انعام ٹالنے کو بادشاہ سے کہا کہ آپ اس ایک سنہری مچھلی کا کیا کریں گے۔ یہ مذکر ہے اس کا جوڑا مونث چاہیئے۔ جب یہ مچھیرا دوسرا جوڑا لائے گا تو انعام پائے گا۔ بادشاہ خاموش رہا۔

مچھیرے نے کہا جناب عالی! یہ مچھلی ایک نئی قسم کی ہے۔ نہ یہ مذکر ہے۔ نہ یہ مونث ہے یہ تو مخنث ہے جس کا جوڑا نہیں ہوا کرتا۔

وزیر تو کھسیانہ ہو گیا۔ بادشاہ کو ہنسی آ گئی۔ اور وزیر سے کہا کہ خزانچی کو حکم دو کہ خزانہ سے مچھیرا کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے۔ ایک مچھلی کا انعام دوسرا معقول جواب کا انعام۔ چنانچہ وزیر خزانہ نے ایک ہزار روپیہ انعام دے دیا۔ یہ ایک طالب العلم کا فائدہ ہے۔

## عالم کا فائدہ

عالم کا فیض اس سے بڑھ کر ہے۔ ہُد ہُد نے بلقیس کے تخت اور اس کی حکومت کی اطلاع حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی۔ قصہ طویل ہے حضرت سلیمانؑ نے ملکِ سبا سے بلقیس کا تخت فی الفور طلب کیا۔ اور جنوں، انسانوں کے دربار میں سب کو خطاب کیا۔ کہ کوئی ایسا ہے کہ بلقیس کے تخت کو ہمارے پاس جلدی سے جلدی حاضر کرے۔ کہ بلقیس ہماری ملاقات کے لئے بالکل قریب آ رہی ہے۔ ایک سرکش دیو عفریت بولا جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کا نام صخرا تھا۔ کہ میں دربار کے برخواست ہونے تک حاضر کر سکتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خیال کیا کہ یہ بہت دیر تھی۔ آخر ایک صالح عالم بولا۔ کہ

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ۔

کہ آپ کی نگاہ کسی کو جلتے دیکھے پھر اسے دیکھ کر واپس آئے تو تخت موجود پائے۔ یہ کہتے ہی اسم اعظم پڑھا۔ تو تخت حکم الٰہی سے پندرہ سو میل کے فاصلہ سے بیت المقدس میں حاضر ہوا۔

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

یہ علم کی برکت تھی جو سب پہ غالب آئی۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔

## واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کو حُسن نے تو قید کرایا لیکن علم نے ان کو تخت پر بٹھایا بادشاہ کو خواب آیا کہ جس کی تعبیر سے سب عاجز رہے۔ لیکن حضرت یوسفؑ علم تعبیر سے عالم تھے۔ انہوں نے صحیح تعبیر دی تو قید سے نکال کر ان کو وزارت اور پھر مستقل حکومت سپرد کر دی گئی۔ حضرت صدیقؑ کا اعتراف ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۔

## حضرت آدم کا مقابلہ ملائکہ سے

حضرت آدم علیہ السلام کا علمی مقابلہ اللہ تعالیٰ نے خود ملائکہ سے کرایا تو ملائکہ فیل ہو گئے۔ اور بہ اقبال کہا۔

لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۔ الآیۃ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حضرت ابن عباس کا فرمان ہے۔

لما اراد الله ان یظھر فضل آدم علی الملائکة علمه مالا یعلمون۔

حضرت آدم علیہ السلام عالم تھے۔ وہ پاس ہو کر مکرم ہوئے کہ ملائکہ نے سجدہ کیا

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۔

## حضرت ابراہیمؑ نمرود پر علم کی رو سے غالب ہوئے

قرآن پاک میں یہ قصہ صاف موجود ہے۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ۔

## حضرت موسیٰ مرسل کو غیر نبی حضرت خضر کا بوجہ علم خادم ہونا

حضرت موسیٰ علیہ السلام بمعہ خادم یوشع سفر اٹھا کر مجمع البحرین پہنچے اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور یہ کہا کہ

هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝

حضرت خضر علیہ السلام نے جواب میں فرمایا

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ۝

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔

سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ سب علم کی وجہ سے پیروی ہے۔ جیسے بیٹے کو باپ کی پیروی اور فرمانبرداری کا حکم ہے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو یہ فرمایا۔

یَا اَبَتِ قَدْ جَاءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ٥

حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ تھے رسول تھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے باپ تھے دو شخصوں کا ایک کھیت کے نقصان پر فیصلہ ہوا۔ اور دو عورتوں کا ایک بچہ پر جھگڑا ہوا۔ تو باپ بیٹا کے فیصلہ میں اختلاف تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ زیادہ مناسب ثابت ہوا۔ قرآن حکیم ناطق ہے۔

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَیْمَانَ وَكُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ٥

بہر حال علم و عقل کو سب چیزوں پر فوقیت ہے۔

## علم سیکھو

حدیث میں ہے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا ایها الناس انما العلم بالتعلّم والفقه بالتفقّه ومَن یُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وانما یخشی اللّٰه مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۔ (ترغیب)

علماء صحابہ کرام سے تا این دم علم، تعلّم، تعلیم کا سلسلہ شروع ہے۔ اسی سے دین کا قیام ہے۔ جب علم اٹھ گیا تو اسلام اٹھ جائے گا۔

## عالم اور جاہل کا فرق

جیسے نور اور ظلمت برابر نہیں۔ دھوپ اور سایہ برابر نہیں۔ زندہ اور مُردہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بینا اور نابینا برابر نہیں۔ حق اور باطل برابر نہیں۔ مومن اور کافر برابر نہیں۔ جنتی اور دوزخی برابر نہیں۔ ایسے ہی عالم اور جاہل برابر نہیں۔ جیسے قرآن مجید سے ثابت ہے۔ تو علم ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ علماء نے لکھا ہے۔

لا نجاۃ الا بالطاعۃ والطاعۃ بالعلم والعلم بالتعلم و التعلم بالعقل۔

کتے کو تعلیم دی جاتی ہے۔ تو اس کا شکار حلال ہو جاتا ہے۔ بے علم کتے کا حرام ہے۔

## علم عبادت سے افضل ہے

حدیث شریف میں ہے۔

قلیل العلم خیرٌ من کثیر العبادۃ وکفیٰ بالمرء فقہا اذا عبد اللہ وکفیٰ بالمرء جہلاً اذا اعجب برأیہ (ترغیب)

اپنی خواہش اور رائے پر خوش ہونا اور فخر کرنا بڑی جہالت ہے اس سے اتباع ہوٰی پیدا ہوتی ہے۔ علم سے اطاعت پیدا ہوتی ہے۔

## قول و عمل دونوں علم کے محتاج ہیں

چنانچہ سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح کی جلد اول ص۱۶ میں اس طرح تبویب کرتے ہیں۔

بَابُ الْعِلْمِ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ لِقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ وَاَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ وَمَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ بِہٖ عِلْمًا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ وَقَالَ اِنَّمَا یَخْشَی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ۔ وَقَالَ وَمَا یَعْقِلُھَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ
وَقَالَ وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ فِیْ اَصْحَابِ السَّعِیْرِ ہ وَقَالَ
ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ہ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا
الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ وَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰی ھٰذِہٖ وَاَشَارَ
اِلٰی قَفَاہُ ثُمَّ ظَنَنْتُ اَنِّیْ اُنْفِذُ کَلِمَةً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ تُجِیْزُوْا عَلَیَّ لَاَنْفَذْتُھَا وَقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کُوْنُوْا
رَبَّانِیِّیْنَ حُکَمَاءَ عُلَمَاءَ فُقَھَاءَ وَیُقَالُ الرَّبَّانِیُّ الَّذِیْ یُرَبِّی
النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ کِبَارِہٖ۔

خلاصہ:۔ حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ باب ہے قول اور عمل سے پہلے علم کے بارہ میں اور قرآن مجید سے دلیل دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جان لو بے شک وہ نہیں کوئی الہٰ سوائے اللہ۔ تو یہاں علم سے ابتداء کی ہے۔ اور فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ میراث قرار دیا انہوں نے علم کو جس شخص نے اسے حاصل کر لیا اس نے بہت بڑا حصہ (وراثت) کا لے لیا۔ اور جس شخص نے ایسا راستہ اختیار کیا۔ جس سے وہ علم کو طلب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی طرف راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ اور فرمایا بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔ اور فرمایا اس کو صرف عالم لوگ ہی سمجھتے ہیں۔ اور فرمایا اور کہا انہوں نے اگر ہم سنتے توجہ سے اور سمجھتے اس کو تو ہم آگ والوں سے نہ ہوتے۔ پھر کہا کیا عالم لوگ اور جاہل برابر ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی (خیر) کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



علم حاصل کرنے سے ہی آتا ہے۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر تم میری گردن پہ تلوار رکھ دو اور میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث یا کوئی کلمہ کہہ سکتا ہوں تو تلوار کے چلنے اور پار کرنے سے پہلے میں اسے ضرور بیان کر دوں گا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حاضر اور موجود غیر موجود اور غائب کو میری بات پہنچا دے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں قرآن میں جو ہے کُوْنُوْا رَبَّانِیِّیْنَ سے مراد حکماء، علماء اور فقہاء ہیں ربانی اسے کہا جاتا ہے۔ جو بڑے علم سے پہلے چھوٹے سے اور تھوڑے سے علم کے ساتھ لوگوں کی تربیت کرے۔

حاصل کلام علم کے بغیر عمل غیر ممکن ہے جب تک علم نہ ہو تو عمل نہیں ہو سکتا۔ ثابت ہوا کہ عمل علم کا محتاج ہے۔ حدیث شریف میں ایک وظیفہ ہے اگر آدمی رات کو سوتے وقت تین مرتبہ پڑھے تو آسمان کے ستاروں کے برابر، دنیا کے دنوں کے برابر، ریت کے ذرات کے برابر گناہ ہوں تو سب بخشے جائیں گے یعنی جیسے دنیا کے رات دن نہیں گنے جا سکتے۔ ریت کے ذرات گننا غیر ممکن ہے۔ ایسے ہی آدمی کے گناہ گنے نہ جا سکیں۔ اس وظیفہ کی تاثیر سے آدمی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہے۔ یہ فضیلت اسکے لئے ہے جو عقیدے کا گمراہ نہ ہو اور ...... بدعت سے متنفر ہو۔ عامل بالسنت ہو۔ نیز حقوق العباد کا پاس رکھتا ہو۔ اس وظیفے کی کس قدر فضیلت ہے۔ یہ ایک مثال بطور نمونہ مشتے از خروارے ہے۔ دیگر نہ حدیث شریف میں متعدد ذکر ہیں جن کے یاد کرنے اور پڑھنے سے بڑی بڑی فضیلتیں ہیں۔ اگر ان وظیفوں کا علم نہ ہو تو عمل کیسے کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم وعمل کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## عالم عابد سے بہتر ہے

حدیث شریف میں ہے۔

فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔

ایک ہزار عابد کا مرجانا ایک عالم کی موت سے بہتر ہے۔ ہزار عابد عبادت کرکے بخشے گئے۔ ایک عالم علم سے ہدایت کرکے ہزاروں، لاکھوں کو بخشوا گئے۔ عبادت کا فائدہ لازمی ہے اور علم کا فائدہ متعدی ہے۔ حدیث میں ہے۔

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ۔

عالم تعلیم اور تبلیغ سے عابد پر فوقیت رکھتا ہے۔

## عالم شفاعت کرے گا

انبیاء کے بعد علماء کا درجہ شفاعت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجاء بالعالم والعابد فیقال للعابد ادخل الجنۃ ویقال للعالم قِفْ حتی تَشْفَعَ لِلنَّاسِ۔ (ترغیب)

دوسری روایت میں ہے۔

یقال للعالم اُثْبُتْ حتی تشفع للناس بما اَحْسَنْتَ اَدَبَہُمْ

آپ نے ان کو تعلیم دی۔ دین سکھایا تھا۔ شفاعت قبول ہوگی۔

## علماء کا درجہ شہداء سے فائق ہے

حدیث شریف میں ہے۔ عن عثمان مرفوعاً ''اول من یشفع یوم القیامۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء (مشکوٰۃ)

شہید زمین کو رنگین کرتا ہے اپنے خون سے۔ اور علماء اپنی سیاہی سے ایک جہان کو روشن کر دیتے ہیں۔ اس لئے خونِ شہداء کا وزن سیاہی علماء سے کیا جاویگا۔ تو سیاہی غالب آ دے گی۔

عن ابن عمرؓ قال قال علیہ السلام وُزِنَ یوم القیامۃ مِدادُ العُلماء بدم الشھداء فَرَجَحَ مِدَادُ العلماء۔

شہید نے جان دیدی اور دوسرے کی جان لے لی۔ عالم نے ہزاروں کو حیاتِ جاودانی بخشی۔ شہید خود جنت میں گیا اور دوسروں کو جہنم میں بھیجا۔ عالم نے علم سے خود جنت حاصل کی۔ اور ہزاروں کو جنت میں لے گیا۔

## حضرت داؤدؑ کی آرزو

حضرت داؤد علیہ السلام نے دربارِ الٰہی میں عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ کسی گوشہ میں تیری عبادت کروں۔ جہاں تو ہو اور بندہ ہو۔ پھر عبادت کرتے کرتے مرجاؤں اللہ نے فرمایا۔ یہ تیری خوشی ہے۔

میری خوشی یہ ہے کہ تمہارا اکیلا جنت میں جانا ٹھیک نہیں۔ بہتوں کو سمجھا کر اپنے ساتھ جنت میں لے جانا مجھے پسند ہے۔

## انسان کی شرافت علم و عقل سے ہے

امام غزالیؒ نے لکھا ہے۔ کہ انسان کو تمام مخلوق پر شرافت و کرامت علم و عقل سے ہے۔ اور قوت سے نہیں اونٹ زیادہ زور آور ہے۔ جسم و تن سے نہیں کہ ہاتھی جسم میں بہت موٹا ہے۔ شجاعت سے نہیں کہ شیر و چیتا اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قوی ہے۔ کھانے پینے سے نہیں کہ بیل بھینس اس سے زیادہ کھاتے ہیں۔ مجامعت سے نہیں کہ چڑیا مرغ اس بارہ میں انسان سے بڑھ کر ہے۔ اصل پیدائش اور مادہ سے نہیں کہ ملائکہ نور سے اور انسان مٹی اور نطفہ سے ہے۔

ان الخاصیۃ التی یتمیز بھا الناس عن سائر البھائم ھو العلم فان الانسان انسانٌ بما ھو شریف لاجلہ وجہ۔

## علماء کو صدیقین کا درجہ

انبیاء کے بعد صدیقین کا درجہ ہے۔ یہ بھی علماء کو حاصل ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعودؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعلّم بابًا من العلم لیعلّمَ الناسَ اُعطِیَ ثواب سبعین صدّیقًا۔ (ترغیب)

## عالم اور متعلم کے بغیر کوئی جاہل امتی نہیں

حدیث شریف میں ہے۔ کہ

لیس منی الا عالم او متعلّم

ابن مسعودؓ نے فرمایا۔

اغد واعالمًا او متعلّمًا ولا خیر فیما سواھما۔

## عالم ہی گمراہی سے بچ سکتا ہے

یہ حدیث دارمی شریف میں ہے۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتن یصبح الرجل فیھا مومنًا ویمسی کافرًا ویمسی مومنًا ویصبح کافرًا الا من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



احیاء الله بالعلم

# مجلس علماء ربّانی

اس لئے یہ حکم ہے کہ علماء کی مجلس اختیار کرو۔ حضرت لقمان رئیس الحکماء نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا۔

یا بنی علیک بمجالسة العلماء واسمع کلام الحکماء

حدیث میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ کون سا ہم نشین بہتر اور ٹھیک ہے!

آپ نے فرمایا۔

من ذکّر الله رؤیتُهٗ وزاد فی علمکم منطِقُهٗ وَذکّرکم بالاٰخرة عَمَلُهٗ۔

دیگر حدیث میں ہے۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا یا رسول الله وما ریاض الجنة؟ قال مجالس العلم۔ (ترغیب)

جیسے کہ عطار کی مجلس اور لوہار کی مجلس میں فرق ہے۔ ایسے ہی عالم اور جاہل کی مجلس میں فرق ہے۔

## علماء ربّانی انبیاء کے خلفاء ہیں

عن ابن عباسؓ قال قال النبی صلی الله علیه وسلم اللّٰهم ارحم خلفائی قلنا یا رسول الله من خلفاءك؟ قال الذین یاتون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



من بعدی یروون احادیثی ویعلمونہا الناس (ترغیب بروایت طبرانی)

# علماء کی اتباع کا حکم

جامع الصغیر سیوطی ص۶ میں یہ حدیث ہے۔

اتبعوا العلماء فانہم سرج الدنیا ومصابیح الآخرۃ

انبیاء کا سلسلہ ختم ہے لیکن خلفاء ان کے علماء باقی ہیں۔ ان کی اقتداء کرو۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلماء خلفاء الانبیاء۔ (رواہ البزار)

ایک حدیث شریف میں ہے۔

اللھم لا تدرکو اذمانا لا یتبع فیہ العلیم ولا یستحی فیہ الحلیم

جب انبیاء تھے تو ان سے مسائل دریافت کئے جاتے تھے۔ اب علماء سے دریافت ہوں گے۔ قرآن حکیم کا حکم ہے۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

حدیث میں ہے۔

عن ابی جحیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسوا الکبراء وسائلوا العلماء وخالطوا الحکماء (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

# علماء ستارے ہیں

عن انس بن مالکؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مثل العلماء کمثل النجوم فی السما یھتدی بھا فی ظلمات البر والبحر فاذا انطمست النجوم اوشک ان تضل (رواہ احمد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ستاروں سے راستہ حاصل کیا جاتا ہے۔ قافلے تاروں کے حساب سے سفر کرتے ہیں۔ ایسے علماء سے راستہ لیا جاتا ہے۔

## توحید پر تین گواہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید پر تین گواہ پیش کئے ہیں۔ اپنی ذات، ملائکہ۔ علماء۔ ان کے علاوہ کوئی گواہ معتبر نہیں ہے۔

شهد الله انه لا اِله الا هو والملائكة واولوا العلم قائمًا بالقسط لا اِله الا هو العزيز الحكيم ٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# فضائلِ قرآن

کی

# چار احادیث

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَاھِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ وَالَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْہِ وَھُوَ عَلَیْہِ شَاقٌّ لَہٗ اَجْرَانِ۔ (متفق علیہ)

مائی عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قرآن مجید میں لفظی اور معنوی طور پر مہارت پیدا کرنے والا ان کاتبوں کے ساتھ ہوگا۔ جو معزز اور نیکوکار ہیں۔ اور جو شخص قرآن مجید پڑھتے وقت اٹک اٹک پڑھتا ہے اور اس بارے میں مشقت و دقت محسوس کرنے کے باوجود حصولِ قرآن مجید میں مشغول رہتا ہے۔ اس کو دوگنا ثواب ملتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک میں مہارت پیدا کرنے والا ان فرشتوں کے ساتھ جمع کیا جائے گا۔ جو قرآن مجید کو لوح محفوظ سے نقل کر کے آسمان دنیا پر لاتے رہے ہیں۔ اور قرآن پاک جن کی زبان پر جاری نہ ہو اور وہ اس کے لئے کوشش سے نہ رکے تو اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۲:۔ عَنْ مُعَاذِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا۔

(رواہ احمد وابو داؤد)

حضرت معاذ جہنی رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قرآن پاک پڑھا۔ اور اس پر عمل کیا۔ اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا روشن تاج پہنایا جائے گا۔ جو سورج (اگر تمہارے دنیا کے گھر میں داخل ہو جائے) اس سے بھی زیادہ چمکیلا ہوگا۔ ماں باپ کا یہ درجہ ہے تو خود عمل کرنے والے کو کیا ثواب ملے گا۔ اس کا اندازہ تم خود کر سکتے ہو۔

۳:۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ (رواہ الترمذی والدارمی)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے قرآن مجید میں سے ایک حرف بھی پڑھا۔ اس کو ایک نیکی دس گنی ملے گی۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ الم مل کر ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف اور لام ایک حرف ہے۔ اور میم ایک حرف ہے۔

پس خالی الم پڑھنے سے تیس نیکیاں ملیں گی۔ جو دس گنی ہو کر تین سو تک پہنچ سکتی ہیں۔

۴:۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ (ترمذی)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن مجید کی تلاوت نے میری یاد سے اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کر دیا۔ اس کو میں دعائیں مانگنے والوں سے بھی زیادہ دیتا ہوں۔ اور اللہ کے کلام کی تمام کلاموں پر برتری ایسی ہی ہے جیسی برتری خود اللہ پاک کو اس کی ساری مخلوق پر حاصل ہے۔

۵:۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَءَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ. (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن شریف کا دل سورہ یٰسین ہے۔ جس نے سورہ یٰسین کو پڑھا۔ اللہ پاک اس کو اس کے بدلہ میں دس بار قرآن شریف ختم کرنے کا ثواب عطا کریگا۔

۶:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَرَءَ طٰهٰ وَيٰسٓ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰى لِاُمَّةٍ يُّنْزَلُ هٰذَا عَلَيْهَا وَطُوْبٰى لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰى لِاَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا (رواہ الدارمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلا شک اللہ پاک نے زمین و آسمان کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے سورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طٰہٰ اور یٰسین کو پڑھا۔ جب فرشتوں نے قرآن پاک کی قرأت کو سنا تو کہنے لگے۔
کہ وہ امت کس قدر مبارک ہوگی
جس پر یہ قرآن نازل کیا جائے گا۔
اور وہ پیٹ کس قدر مبارک ہوں گے۔ جو اس کو اٹھائیں گے۔ یعنی زبانی یاد
کریں گے۔ اور
وہ زبانیں بھی کس قدر مبارک ہوں گی جو قرآن کے ساتھ کلام کریں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# تنازعات کے فیصلے علم سے ہوتے ہیں

فیصلے قانون آسمانی پر کرنے ضروری ہیں۔

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْعَدْلِ۔ قرآن پاک ناطق ہے۔

وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ

قرآنی قانون کے خلاف فیصلہ کرنا کفر ہے۔

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ ۝

حدیث شریف میں ہے۔

وان حکم بغیر ما انزل اللّٰہ وارتشیٰ وحابیٰ فیہ شُدَّتْ یسارہ الیٰ یمینہ ثم اُلقی فی جھنم فلم یَبْلُغْ قَعْرَھَا خَمْسَمِاَئَۃ عَامٍ۔ (رواہ الحاکم)

اگر قانون الٰہی پر فیصلہ کرے تو بڑی عبادت کا ثواب ہے۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَوْمٌ من امامٍ عادلٍ افضلُ من عبادۃِ ستّین سَنَۃً وحدٌّ یقام فی الارض بحقہٖ ازکیٰ فیھا من مطرٍ اربعین عامٍ۔ (رواہ الطبرانی باسناد حسن)

# تین قسم کے قاضی

حضرت ابن عمرؓ کو حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔

اِذْھَبْ فَکُنْ قَاضِیًا فَاقْضِ بَیْنَ النَّاسِ۔

ابن عمرؓ نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



أَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ قَاضِيًا ۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا وجہ ہے! آپ کے والد صاحب فیصلے کیا کرتے تھے ۔ انہوں نے فرمایا ۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول من كان قاضيًا فقضى بالجهل كان من اهل النار ۔ ومن كان قاضيا فقضى بالجور كان من اهل النار ومن كان قاضيا فقضى بحق او عدل سأل النفلت كفافا فما ارجوا منه بعد ذالك ۔

بہرحال تنازع میں رجوع الی اللہ والرسول کا حکم ہے

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۔

رجوع الی اللہ والرسول سے مراد کتاب وسنت ہے ۔ تو کتاب وسنت کے عالم کا قاضی اور حاکم ہونا لازم ہوا ۔

## علم سے مناظرہ

حضرت ابن عباسؓ اور خوارج کا مناظرہ جس سے دو ہزار خارجی مسلمان ہو گئے ۔

مناظرہ مخالف سے کرنا جہاد ہے ۔ جیسے طویل حدیث میں صاف وارد ہے ۔ والبحث عنہ جہادؑ ۔ اس جھوٹے مدعیوں کو یہ حکم ہوا ۔ کہ اپنے دعویٰ دلیل پیش کریں ۔

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۝

اور جگہ ہے ۔

نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۝

اور مقام پر ہے ۔

فَأْتُوْا بِكِتَابِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۝

اور جگہ یہ تنبیہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لِمَ تُحَاجُّوْنَ فِيْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ -

بغیر علم کے مناظرہ، فتویٰ۔ جھگڑا کرنا حرام ہے -

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

بہر کیف علم مناظرہ کے لئے بڑا ہتھیار۔ حدیث شریف میں ہے -

اَلْعِلْمُ سِلَاحِيْ - کہ علم میرا ہتھیار ہے -

## مولانا ابوالوفا ثناء اللہ کا ایک مناظرہ

ضلع بجنور میں نگینہ کے مقام پر آریہ کا بہت زور تھا۔ ہر جلسہ میں مسلمانوں کو چیلنج کر دیتے تھے۔ بالآخر جب آریہ کی شورش حد سے بڑھ گئی۔ تو مسلمانوں نے مناظرہ کا چیلنج کو قبول کر لیا۔

ہندوستان سے چیدہ چیدہ علماء کو مناظرہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ نگینہ کے مسلمانوں کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے چوٹی کے علماء کرام ہندوستان کے اطراف سے نگینہ پہنچ گئے۔ جن میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن۔ حضرت مولانا احمد حسن۔ حضرت مولانا محمد حسن۔ مولانا علی احمد۔ مولانا ابو رحمت میرٹھی۔ مولانا ابوالفرح پانی پتی۔

رئیس المناظرین مولانا ثناء اللہ کی شہرت کی بنا پر ان کو بھی دعوت دی گئی۔ جب مولانا وہاں پہنچے تو متفقہ طور پر مناظرہ کی ذمہ داری انہی کو سونپ دی گئی۔

آریہ ماسٹر آتم رام مقرر ہوا۔ پنڈت کرپا رام اور لالہ وزیر چند اڈیٹر آریہ مسافر اس کی مدد اور معاونت کے لئے وہاں موجود تھے۔ مناظرہ کا موضوع الہام تھا طے پایا کہ تحریری مناظرہ ہوگا۔

حسب شرائط ۵ رجون سے ۱۴ رجون تک یہ مناظرہ جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مولانا کو فتح و کامیابی عطا فرمائی ۔ مناظرے کی کامیابی پر گیارہ ہندو آریہ مسلمان ہو گئے محمد عمر کرت پوری جو کہ پہلے مرتد ہو کر آریہ سماج میں داخل ہو گیا تھا ۔ اب اسلام میں چلا آیا ۔ (اہلحدیث ۲۶ ، اگست ۱۹۰۴)

آریہ نے جب اس مناظرہ کی روئیداد کو غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی تو مولانا نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے اہلحدیث کے متعدد پرچوں میں ان کی کوششوں کو ناکام بنا دیا ۔ (اہلحدیث ۲۹ ، جولائی سے ۲ ، ستمبر ۱۹۰۴ء)

(حضرت مولانا ثناء اللہ المتوفی ۱۹۴۸ء ، مطبوعہ لاہور پاکستان ۔ ص ۲۶۷)

اسی علم کے ہتھیار سے مولانا ثناء اللہ امرتسری نے دھرم پال کو فتح کیا ۔ اور سوامی دیانند کا رد کیا ۔

## علماء کی توقیر

اللہ و رسول نے عالم کا بہت اکرام کیا ہے ۔ اور بڑی توقیر کی ہے ۔ امامت نماز میں اقرأ اور اعلم کو مقدم رکھا گیا ہے ۔ خواہ عمر میں ، قوم میں اور مال داری کے لحاظ سے چھوٹا ہو ۔ خلافت اسلامی میں بھی یقوم کم بکتاب اللہ کی شرط روا رکھی گئی ہے جنگ کے لئے لشکر تیار کیا تو سب میں ایک شخص علم میں بڑا تھا ۔ کہ اس کو سورہ بقرہ یاد تھی ۔ اس کو امیر بنا یا گیا ۔ قبر میں دو دو میت رکھے گئے تو حکم یہ دیا گیا ۔ کہ ایھما اکثر اخذا للقرآن فاذا اشیر الی احد ھما قدمہ فی اللحد ۔ (بخاری)

حدیث شریف میں ہے ۔ کہ تین شخصوں کی عزت کرنا ۔ بزرگی جاننا اللہ تعالےٰ کی بزرگی اور عزت میں داخل ہے ۔

۱ ۔ ایک حامل قرآن جب کہ اس میں غلو نہ کرے ۔ اور نہ اس سے جدا ہو ۔ جیسے شرار العلماء اور بد عمل علماء ہیں ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۲ ۔ دوسرا بادشاہ خلیفہ اسلام جب کہ انصاف کرنے والا ہو۔

۳ ۔ تیسرا مسلمان بوڑھا جو اسلام میں ہی بوڑھا ہوا۔

حدیث شریف میں ہے جو شخص چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی عزت نہ کرے۔ اور عالم کا حق نہ جانے۔ وہ میری امت میں سے نہیں (احمد باسناد حسن)

ایک حدیث شریف میں ہے:

ثَلَاثٌ لَا یَسْتَخِفُّ بِھِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ

پھر یہ تین شمار کیئے۔

(۱) ذو الشیبۃ فی الاسلام (۲) ذو العلم (۳) امام خلیفہ عادل

ایک حدیث میں یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوا لِلْعِلْمِ السَّکِیْنَۃَ وَالْوَقَارَ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْہُ (ترغیب)

بے ادب محروم شد از فضل رب
شاگرد این زمانہ۔ چوں سبق شد مبر استاد شد بیگانہ۔

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت پر صرف تین باتوں کا زیادہ خوف کرتا ہوں۔

۱ ۔ یہ کہ دنیا ان کے پاس کثرت سے ہو پھر آپس میں حسد کریں۔

۲ ۔ دوسرا یہ کہ جب قرآن کھولا جائے تو اس میں تاویلیں ڈھونڈیں۔

۳ ۔ تیسرا یہ کہ اَنْ یَرَوْا ذَا عِلْمٍ فَیُضَیِّعُوْنَہٗ وَلَا یُبَالُوْنَ عَلَیْہِ (ترغیب)
یعنی علماء کو دیکھیں تو ان کا حق ادا نہ کریں۔ ان کا حق ضائع کریں۔ اور ان کی پروا نہ کریں۔ یہ دور ایسا ہے کہ اس میں یہ تینوں باتیں پائی جاتی ہیں جن کا خوف کیا گیا تھا

کتاب الآداب الشرعیۃ جزء اول صـ۲۵۶ میں مسند احمد سے یہ روایت منقول ہے۔ کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حضرت طاؤس تابعی نے فرمایا۔

مِنَ السُّنَّۃ ان یُوَقَّر اَربعۃٌ اَلعَالِمُ وذو الشیبۃ والسلطان۔ والوالد۔

# عُلماء کی قسمیں

حدیث شریف میں ہے۔

شرار الناس شرار العلماء فی الناس۔

اس سے شرار علماء کی قسم ظاہر ہوئی۔

حدیث میں ہے۔

خیر الخیر خیار العُلماء وشر الشر شرار العُلماء

خیار العلماء سے وہ علماء مراد ہیں جو خلفاء انبیاء ہیں۔ وہ پابند علم وعمل ہوتے ہیں۔ شرار العلماء سے اہل بدعت، ملحد، بدعمل علماء مراد ہیں۔ حدیث میں ہے۔

اشدّ الناس عذابًا یوم القیامۃ عالم لم ینفعہ عِلمُہٗ۔

دیگر حدیث میں ہے۔ فرمایا کہ

ان اناسًا من اھل الجنۃ ینطلقون الیٰ اناس من اھل النار فواللّٰہ ما دخلنا الجنۃ الا بما تعلّمنا منکم فیقولون اِنّا کنّا نقول ولانَفعَلُ۔

ابن کثیر میں ہے کہ علماء کی تین قسمیں ہیں۔

عالم باللہ۔ عالم بامر اللہ۔ عالم باللہ و بامر اللہ۔

عالم باللہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اور توحید پر قائم ہے۔ عالم بامر اللہ وہ ہے جو اوامر ونواہی کا واقف ہے مگر دل میں خوف الٰہی نہیں۔ اور خواہشات کا تابع ہے۔ عالم باللہ و بامر اللہ وہ ہے جو خوف الٰہی اور تقویٰ بھی رکھتا ہے۔ اور اوامر ونواہی حدود اللہ کا علم بھی رکھتا ہے۔ عالم باللہ احکام وحدود الٰہی سے ناواقف ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مگر خوف خدا رکھتا ہے۔

## علم کے مقتضاء پر عمل نہ کرنیوالا جاہل ہے

حدیث میں ہے کہ

كلّ علمٍ وبالٌ على صاحبه الا من عَمِلَ به ۔

ترغیب میں حدیث ہے۔ کہ

عن علیؓ ابن ابی طالب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انّی لا اتخوّفُ علی امتی مومنًا ولا مشرکًا فاما المومن فیحجزہٗ ایمانه، (خلاف ورزی سے مومن کو اس کا ایمان روکے رکھے گا) وَاما المشرك فیقمعهٗ کفرہٗ۔ (مشرک کو اس کا کفر ہلاک کردے گا) وَلکنی اتخوّفُ علیکم منافقًا عالم اللسان یقول ما تعرفون ویعمل ما تنکرون (طبرانی)

علم کا اقتضا عمل ہے۔ اگر عمل نہ کیا تو وہ جاہل ہے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ الیٰن میں کہ

اَجمع اصحابه علی من عصی اللّٰہ عمدًا او خطاءً فهو بجهالة۔

قال البغوی قال قتادة کل معصیة جهالة۔

دارمی میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے یوں دعا کی تھی۔

سبحانك اللّٰھم انت ربی۔ تعالیتَ فوق عرشكَ وجعلتَ خشیتكَ علی من فی السمٰوات والارض فاقربُ خلقكَ منكَ منزلةً اشدّهم خشیةً وَمَا علم من لم یخشك وما حکمته من لم یطع امرك۔ (دارمی ص ۵۳)

حضرت عمرؓ نے حضرت کعب سے دریافت کیا کہ اہل علم کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ الذین یعملون بما یعلمون۔ (دارمی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# بے عمل واعظ

حدیث شریف میں ہے۔

مثلُ الذی یعلم الناس الخیر و ینسٰی نفسهُ کمثل السراج یُضیئی للناس و یُحرق نفسهٗ۔

فتاوٰی عبدالحی جلد اول صـــ۱۱۲ـــ میں ہے۔

علماء بے عمل شارع کے نزدیک قبولیت کا درجہ نہیں پاتے۔ اور دراصل ان کا شمار علماء میں نہیں ہے۔ اگرچہ بظاہر عالم ہوں۔ تنبیہ ابواللیث میں ہے کہ

عن ابی الدرداء قال ویل للذی لا یعلم مرة و ویل للذی یعلم و لا یعمل سبع مرات ولی میة وقیل الذی یعلّم الناس ولا یفعله بمنزلة الاعمٰی یضیئی السراج ولا یستضیئی به۔

قرآن پاک میں ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

دیگر آیت میں ہے۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○

ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا۔ کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ امر بالمعروف کروں۔ نہی عن المنکر کروں۔ انہوں نے فرمایا کیا تم اس مرتبے کو پہنچ گئے ہو۔ اس نے کہا کہ امید تو ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تمہیں آیات تمہیں رسوا نہ کریں تو یہ کام کرو ورنہ نہیں۔ اس نے کہا کہ وہ کون سی آیات ہیں۔ فرمایا۔

(۱) اول اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ الآیہ۔ اس کو تم نے مضبوط کر لیا ہے؟۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس نے کہا نہیں۔ کہا

۲۔ آیت لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ کیا اس کو محکم کر لیا ہے؟ کہا نہیں

پھر فرمایا حضرت شعیب (علیہ السلام) کا فرمان ہے۔

۳۔ وَمَا اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَا اَنْھٰکُمْ عَنْہُ۔ کہا اس کو بھی مضبوط

نہیں کیا۔ فرمایا پھر تو اپنی جان سے شروع کر۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔ کہ علم عمل کو پکارتا ہے۔ اگر عمل آگیا تو خیر

ورنہ علم رخصت ہو جاتا ہے۔

یحیٰی بن معاذ رازی نے کہا۔ اے علماء دنیا! تمہارے محل قیصر کے ہیں۔

مکانات کسریٰ کے۔ کپڑے ٹیپ ٹاپ کے۔ موزے جالوت کے۔ سواریاں قارون

کی۔ برتن فرعون کے۔ گناہ جاہلوں کے۔ مذہب شیطان کے۔ شریعت محمدی کہاں

ہے؟ حدیث میں ہے۔

انی اخاف علی امتی من ثلاث من زلۃ عالم۔ وھوی متبع۔

وحکم جائر۔

حدیث میں ہے کہ

عن ابن مسعودؓ انہ وقف علی قصاص فقال لہ لقد ابتدعت

بدعۃ ضلالۃ او انک لاھدی من محمد واصحابہ فتفرق الناس

عنہ حتی لم یبق عندہ احدٌ۔

وہ اکاذیب اور موضوعات قصے، بے ثبوت باتیں کرتا تھا۔ جہالت

اور بے علمی سے نئے مسائل کرتا تھا۔ اس لئے روک دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# شرائط معلّم

فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صـ۱۶۲ میں ہے ۔

قال الفقیہ اذا اراد المعلّم ان ینال الثواب ویکون عملہ عمل الانبیاء فعلیہ ان یحفظ خمسۃ(۵) اشیاء ۔

(۱) اولھا ان لایشارط الاجر ولا یستنقصی فیہ (انتہائی کوشش) فکل من اعطاہ شیئًا اخذہ ومن لم یعطہ شیئًا ترکہ وان شارط علیٰ تعلیم الاجباء وحفظ الصبیان جاز ۔

(۲) والثانی ان یکون ابدا علی الوضوء ۔

(۳) والثالث ان یکون ناصحًا فی تعلیمہ مقبلا علیٰ ذالک العمل ۔

(۴) والرابع ان یعدل بین الصبیان اذا تنازعوا وینصف بعضھم من بعض ولا یمیل الی اولاد الاغنیاء دون الفقراء ۔

(۵) والخامس ان لایضرب الصبیان ضربا مبرحًا ولا یجاوز الحد فانہ یوم القیامۃ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# طلباء سے چند نصیحتیں

اگر ہم حق و صداقت اختیار کرنے کا عزم کر لیں۔ تکلف و تصنع، نمائش، خود غرضی کو بالائے طاق رکھیں اور دوسروں کے حقوق کا احترام کریں۔ اور اس امر پر بھی غور کریں۔ کہ اپنی مصیبتوں اور محرومیوں میں ہماری بداعمالیوں کا بڑا حصّہ ہے۔ محض دوسروں پر الزام تھوپ دینے سے ہم خود بچ نہیں سکتے۔ حقوق العباد کی ادائیگی سے ہی معاشرہ کی اصلاح ممکن ہے۔ اور یہ اصلاح صرف اسلام کی مقدس و پاکیزہ تعلیم پر عمل کرنے سے یقیناً ممکن ہے۔

جناب سیدنا آقا محترم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"

اس مختصر مگر جامع ارشاد میں کس قدر خوبیاں ہیں۔ صرف اس پر عمل کرنے سے آج کا سارا معاشرتی خلفشار ختم ہو سکتا ہے۔

اگر ایک مسلمان رات سونے سے قبل اپنی دن بھر کی سرگرمیوں کا ایک لمحہ کے لئے بھی جائزہ لے۔ اور اس میں کہیں اپنے آپ کو غلط پائے اور اس پر ندامت محسوس کرے۔ تو وہ ایک لمحہ اس کے لئے سو سال کی عبادت کے برابر ممکن ہے۔

غور کیجئے کہ جب خالی احساس کی اس درجہ قدر و قیمت ہے۔ تو حسین اعمال کی کیا قدر و قیمت ہوگی۔ اسلام نے رشتہ داروں، ہمسائیوں، اساتذہ اور زندگی کے ہر قسم کے رفقاء کے حقوق کا تعین کیا ہے۔

مثلاً استاد کے بارہ میں کہ تمہارے تین باپ ہیں۔

(۱) پہلا باپ جو تمہاری پیدائش کا سبب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۲۔ دوسرا جس نے تمہیں اپنی لڑکی نکاح میں دی۔

۳۔ تیسرا استاد جس سے تم نے علم کی دولت حاصل کی۔

اس لئے ہر معقول انسان کو چاہیئے کہ استاد کے سامنے اخلاص و مروت ادب سے پیش آئے۔ استاد کے افعال میں عیب کا متلاشی نہ رہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب تک میرے استاد حمّاد زندہ رہے۔ میں نے ان کے مکان کی طرف کبھی پاؤں نہیں پھیلائے۔ اللہ اللہ اللہ

استاد کی تنبیہ و تاکید کو اپنے حق میں شفقت خیال کریں۔ اس کی برکت سے شاگرد کو عزت حاصل ہوتی ہے۔

تنہائی میں عبادت کرنے،

رات کی نماز پڑھنے اگرچہ تو بہ کی دو رکعت ہوں۔

اور اساتذہ کی خدمت و عزت کرنے سے طلباء کے نصیب جاگتے ہیں۔

از خدا میخواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

ابوالسلیم محمد یوسف
ناظم الجامعۃ الکمالیۃ دار الحدیث راجووال
ضلع اوکاڑہ

خوشنویس، قدرت اللہ فاروقی
اوکاڑہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# طالب علم اور مولانا آزادؒ

غالباً دسمبر ۱۹۱۸ء کا واقعہ ہے کہ میں رانچی میں نظر بند تھا، عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلا تو مجھے محسوس ہوا کوئی شخص پیچھے آ رہا ہے۔ مُڑ کر دیکھا تو ایک شخص کمبل اوڑھے کھڑا تھا۔ آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ہاں جناب ۔ میں بہت دُور سے آیا ہوں، کہاں سے؟ سرحد پار سے۔ یہاں کب پہنچے۔؟ آج شام کو پہنچا۔ میں بہت غریب آدمی ہوں۔ قندھار سے پیدل چل کر کوئٹہ پہنچا ہوں۔ وہاں چند ہم وطن سوداگر مل گئے تھے، انہوں نے مجھے نوکر رکھ لیا اور مجھے آگرہ پہنچا دیا۔ آگرہ سے یہاں تک پیدل چل کر آیا ہوں۔ افسوس تم نے اتنی مصیبت کیوں برداشت کی۔ اس لئے کہ آپ سے قرآن مجید کے بعض مقامات سمجھ لوں۔ میں نے الہلال اور البلاغ کا ایک ایک حرف پڑھا ہے۔ یہ شخص چند دنوں تک ٹھہرا، اور پھر یکایک واپس چلا گیا۔ وہ چلتے وقت اس لئے نہیں ملا کہ اُسے اندیشہ تھا۔ میں اُسے واپسی کے مصارف کے لئے روپیہ دُوں گا۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا بار مجھ پر ڈالے۔ اُس نے یقیناً واپسی میں بھی مسافت کا بڑا حصّہ پیدل طے کیا ہوگا۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا نہیں لیکن اگر میرے حافظے نے کوتاہی کی ہوتی تو میں یہ کتاب (تفسیر ترجمان القرآن) اس کے نام منسوب کرتا۔

۱۲ ستمبر ۱۹۳۱ء از مولانا ابوالکلام آزاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

# خطبہ حکم انفاق فی سبیل اللہ

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ عبادت چار قسم ہے۔ قلبی، لسانی۔ بدنی۔ مالی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان چاروں قسم کی عبادت کرنے پر انسان مامور ہے۔

مالی عبادت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انسان کو مال دے تو اس سے پہلے اپنے نفس کا حق ادا کرے۔ پھر بیوی۔ اہل و عیال کا حق ادا کرے۔ پھر اپنے ذوی القربیٰ۔ رشتہ داروں۔ والدین۔ اخوان وغیرہ کا حق ادا کرے۔ پھر یتیموں، مسکینوں کا حق ادا کرے۔ اور سائلین کو دے۔ غلام آزاد کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ حج کرے قربانی۔ عقیقہ دے۔ مسجد بنائے۔ مدرسہ تعمیر کرے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ ہو تو اس میں مال لگائے۔ علماء کی خدمت کرے۔ طلباء پر خرچ کرے۔ کہ وہ دینی علم حاصل کریں۔ بیوگان کی خبر گیری کرے۔ قیدی تنگ دستوں۔ مہمانوں، حاجت مندوں۔ مسافر خانہ پر خرچ کرے۔ یہ سب مالی عبادت قرآن پاک پارہ ۲ رکوع ۲۷ میں ہے

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۵ قُلِ الْعَفْوَ ۔

اے میرے نبی! آپ سے پوچھتے ہیں کہ خیرات میں کیا خرچ کریں؟ آپ ان کو فرما دیجئے کہ جتنا ضرورت سے زائد ہو سب خرچ کر دو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ اپنے اہل وعیال کے خرچ سے جو زائد بچے وہ عَفْوَ ہے۔ اس کو خرچ کر دینا چاہیئے۔
قرآن کے پارہ اول میں ایمان اور نماز کے بعد متقین کی تیسری صفت اور ان کا کارنامہ یہ لکھا ہے۔

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ٥

کہ جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس سے ہمارے نام پر خرچ کرتے ہیں۔
پس جو لوگ فی سبیل اللہ مال خرچ کرتے ہیں وہ متقی ہیں۔ بخیل اور کنجوس نہیں۔ بعض علماء نے عفو سے مراد اپنی ضرورت سے زائد مال لکھا ہے۔ کہ آدمی کی اپنی واقعی ضرورت سے زائد جو چیز ہے وہ خرچ کرنے کے واسطے ہے جمع کرنے کے واسطے نہیں ہے۔ اگر جمع کرے گا تو وہ دوزخ کی آگ ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وغیرہ بعض سلف کا یہی مذہب ہے۔ اور بعض نے عفو کا ترجمہ سہل کیا ہے۔ یعنی جس قدر آسانی سے مال خرچ کر سکے۔ اور خرچ کر دینے سے خود پریشان اور حیران نہ ہو۔ تو وہ خرچ کرنا مراد ہے۔
حدیث میں ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں تشریف لائے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی حالت دیکھ کر لوگوں سے کپڑے خیرات کرنے کا ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے صدقہ کیا بہت کپڑے۔ جمع ہو گئے۔ آں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دو کپڑے اس شخص کو عطا کر دیئے۔
اس کے بعد آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی۔ اور حکم فرمایا لوگوں نے مال صدقہ کرنا شروع کر دیا۔ اس حاجت مند نے بھی ایک کپڑا صدقہ کر دیا۔ آں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس پہ ناراض ہوئے۔ اور اس کو وہ کپڑا واپس کر دیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اس سے ظاہر ہے صدقہ وہ مال کر دینا چاہیئے جو ضرورت سے زائد ہو۔ اور اس کے خرچ کرنے کے بعد پریشانی نہ ہو۔ اسی طرح مرض الموت میں بھی تمام مال صدقہ کر دینے کا حکم نہیں ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیمار ہوئے اور آپ ان کی عیادت کو گئے۔ ان کی ایک لڑکی تھی۔ سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ!

اَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا اِبْنَةٌ لِّيْ وَاحِدَةٌ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ اَفَاَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ لَا اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى اللُّقْمَةِ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ اِمْرَاَتِكَ۔

الحدیث۔ مسلم

دوسری روایت میں ہے۔

اَنَا اُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهٖ۔

کیا میں تمام مال صدقہ کر دوں!

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کو سخاوت کا بڑا شوق تھا۔ مگر تعلیم نبویؐ نے سب کے حقوق کی نگرانی کی ہے۔ کہ کوئی اپنے حق سے محروم نہ رہے۔ اور صدقہ بھی جاری رکھا۔ کہ سب کو مال دار کے مال کا فیض پہنچے، اور اس کے لئے آخرت کا بھی سامان ہو جائے۔

ایک صحابی کے پاس چھ غلام تھے۔ اس نے موت کے وقت سب صدقہ میں آزاد کر دیئے۔ اور فوت ہو گیا۔

فَدَعَا بِهِمْ فَجَزَّاَهُمْ اَثْلَاثًا ثُمَّ اَقْرَعَ بَيْنَهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً وَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا ۔ (مسلم ج ۲ ص ۵۴)

یعنی ان غلاموں کو بلا کر ان کے تین حصے کر دیئے دو دو غلام کو دیئے۔ پھر قرعہ ڈال کر دو کو آزاد کر دیا۔ اور چار غلام رکھ کر ورثہ بنا دیئے اور اس میت کے بارہ میں سخت حکم بیان فرمایا۔ اور وہ سخت الفاظ یہ تھے۔ کہ دوسری روایت میں ہے

لَوْ عَلِمْنَا مَا صَلَّيْنَا عَلَيْهِ ۔ (بحوالہ شرح مسلم)

اگر ہم جانتے تو جنازہ نہ کرتے۔

اس سے حنفیہ کا دو طرح سے رد ہو گیا۔

اول یہ کہ وہ اس بارہ میں قرعہ ناجائز اور باطل کہتے ہیں۔

دوسرا جو فریق دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں یہ غلط ہے۔ اس حدیث نے ان کا رد کر دیا ہے۔

قرآن مجید میں مال خرچ کرنے کا حکم وارد ہے۔ جیسے نماز کے لئے صیغہ امر وارد ہے۔

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

یعنی اے لوگو! تم اللہ کے راستہ میں مال خرچ کیا کرو۔ اور اپنے آپ کو بخیل بن کر تباہی میں نہ ڈالو۔ اور خوب اچھے کام کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ اچھے کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ اللہ کے راستہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صدقہ، زکوٰۃ وغیرہ نہ کرنا، مال خرچ کرنے سے رک جانا۔ کیونکہ مال خرچ نہ کرنے سے بخیل ہو جائے گا۔ اور بخیل کو سخت عذاب ہوگا۔ جیسا کہ قرآن پاک سے ثابت ہے۔ سورۂ ہمزہ میں ہے۔

اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ۝ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخْلَدَہٗ ۝ کَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىکَ مَا الْحُطَمَۃُ ۝ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ ۝ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَۃِ ۝ اِنَّہَا عَلَیْہِمْ مُّؤْصَدَۃٌ ۝ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ۝

یعنی جس نے مال اکٹھا کیا اور خوب گن گن کر رکھا۔ اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہرگز یہ بات نہیں۔ البتہ وہ حطمہ میں ڈالا جائے گا۔ اور آپ کو کیا پتہ ہے۔ کہ حطمہ کیا ہے۔ حطمہ ایک آگ ہے جو سلگائی گئی ہے۔ وہ دلوں پر چڑھ جاتی ہے۔ تحقیق وہ اوپر ان کے دروازے بند کی گئی ہے۔ ستونوں میں پہنچے ہوں گے۔

اس سورت میں اس شخص کے لئے سخت وعید ہے جو مال جمع کرتا ہے۔ اور مال سے زکوٰۃ وصدقہ وغیرہ نہیں نکالتا۔ چندہ نہیں دیتا۔ حج نہیں کرتا۔ کنجوس اور بخیل ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ میرا مال ہے۔ میں کسی کو نہیں دیتا۔ میں نے کمایا ہے

## واقعہ قارون

جب اس (قارون) کو یہ کہا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے مال دیا ہے۔ اس سے آخرت کا سامان کر لے۔ اور خلقت پر احسان کر جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیا ہے ۔ اور زمین میں سرکشی اور فساد نہ کر۔ کہ اللہ تعالٰے مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا۔ تو اس نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور یہ کہا کہ اِنَّمَا اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ ۔ کہ میں نے مال اپنے کمال سے کمایا ہے۔

قارون تورات کا حافظ تھا حضرت موسٰے علیہ السلام کی برادری سے ان کا چچازاد بھائی تھا۔ علم میں بڑی ترقی کر گیا تھا۔ مگر حضرت موسٰے علیہ السلام سے حسد رکھتا تھا۔ مخالفت کرتا تھا۔ ایک دن حضرت موسٰے علیہ السلام نے ایک دن اس کو کہا کہ اللہ تعالٰے نے مجھے زکٰوۃ وصول کرنے کا حکم دیا ہے۔ تم مجھے زکٰوۃ ادا کر دو۔ اس نے زکٰوۃ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ موسٰےؑ زکٰوۃ کے نام سے تمہارے مالوں کو کھانا چاہتا ہے پہلے اس نے نماز کا بوجھ ڈالا وہ تم نے برداشت کیا۔ پھر اس نے دیگر احکام جاری کئے جن کو ہم تم برداشت کرتے رہے۔ اب زکٰوۃ کا حکم لایا ہے۔ کیا تم اس کو برداشت کر لو گے؟۔

لوگوں نے کہا "نہیں"

مگر اس حکم سے بچنے کی ترکیب کیا ہو!

اس نے کہا میں نے سوچا ہے۔ ایک ترکیب دماغ میں آئی ہے۔ کہ کسی فاحشہ عورت کو کسی طرح راضی کیا جائے۔ کہ وہ موسٰے (علیہ السلام) پر تہمت لگا دے کہ اس نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔

لوگوں نے ایک عورت کو انعام دے کر تیار کر لیا۔ کہ وہ الزام لگا دے گی۔ کہ موسٰےؑ نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔

قارون کو بتایا تو وہ موسٰےؑ کے پاس گیا کہ آپ بنی اسرائیل کو جمع کر کے احکام سناؤ اور وعظ کرو۔ حضرت موسٰے علیہ السلام نے یہ بات پسند کی اور بنی اسرائیل کو جمع کیا۔ جب مجمع ہو گیا تو حضرت موسٰے علیہ السلام نے وعظ شروع کیا اور احکام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بتانے۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ شرک نہ کرو۔ صلہ رحمی کرو۔ زنا نہ کرو۔ اگر بیوی والا زنا کرے تو اس کو سنگسار کیا جاوے۔

اس پہ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ زنا کریں تو پھر کیا حکم ہے!

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں زنا کروں تو مجھے سنگسار کیا جاوے۔

قارون نے کہا کہ آپ نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ کون کہتا ہے؟

قارون نے کہا کہ وہ عورت کہتی ہے۔

عورت کو بلایا گیا تو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اس کو قسم دے کر پوچھا کہ تو سچ بتا کیا کہتی ہے؟

عورت نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے مجھے اتنے اتنے انعام دینے کا وعدہ کر کے اس الزام دینے پر آمادہ کیا ہے۔ آپ اس گناہ سے بالکل بری ہیں۔

یہ سنکر حضرت موسےٰ علیہ السلام روٹھے اور عدالت الٰہی میں سجدے میں گر گئے اللہ نے فرمایا رونے کی کیا بات ہے۔ تم ان لوگوں کو سزا دینا چاہتے ہو تو ہم نے آج تم کو زمین پر تسلط دے دیا ہے۔ جو چاہو زمین کو حکم دو۔ حضرت موسےٰؑ نے سجادہ سے سر اٹھایا تو زمین کو حکم دیا کہ اس ظالم قارون کو پکڑ لے۔ وہ دھنسنا شروع ہو گیا۔ پھر حضرت موسےٰؑ کو پکارنے لگا تو حضرت موسےٰؑ نے ایک نہ سنی اور زمین کو برابر حکم دیتے رہے کہ اس کو نگل جا۔ آخر قارون معہ اپنے خزانوں کے اور مکان کے زمین میں دھنس گیا۔ قرآن مجید ناطق ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۔ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی اللہ کے عذاب سے اس کو کوئی نہ بچا سکا۔ پس جو زکوٰۃ کے منکرین حکم الٰہی سنکر علماء پر ناراض گی کرتے ہیں۔ ان کو اسی طرح اللہ تعالےٰ کا عذاب پکڑے گا۔ حدیث میں ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السَّخاءُ شجرۃٌ فی الجنۃ فمن کان سخیًّا اَخَذَ بغُصنٍ منھا فلم یَترکہ الغُصنُ حتّٰی یُدخلہ الجنّۃَ والشُّحُّ شجرۃٌ فی النار فمن کان شحیحًا اخذ بغُصنٍ منھا فلم یترکہ الغصن حتّٰی یدخلہ النار (مشکوٰۃ)

حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام سخا ہے سخاوت اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ جہنم میں ایک درخت ہے جس کا نام شُح ہے بخل اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی سخی جنتی ہے اور بخیل دوزخی ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔

— الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سِرًّا وَّعلانیۃً فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوفٌ علیھم وَلَاھم یحزنون ۝

اور بخیل کے بارے میں قرآن حکیم یہ فرماتا ہے۔

- الذین یَبْخلون و یامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اٰتاھُمُ اللہُ مِن فَضْلِہٖ وَاَعتَدْنَا لِلْکَافِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝

اور حدیث میں یہ ہے۔

عن ابی بکر الصدیقؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لا یدخل الجنۃ خِبٌّ وَلا بَخیلٌ ولا مَنَّانٌ (مشکوٰۃ)

یعنی دھوکہ باز، چالباز اور بخیل اور صدقہ دے کر احسان رکھنے والا جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تَصَدَّقُوْا فَاِنَّ الصَّدَقَۃَ فِکَاکُکُمْ مِنَ النَّارِ۔

(ترغیب بروایت بیہقی)

## صدقہ سے مصائب دور ہونا

عن عمرو بن عوفؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ صَدَقَۃَ المُسْلِمِ تَزِیْدُ فِی العُمُرِ وَتَمْنَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ وَیُذْھِبُ اللّٰہُ بِھَا الکِبْرَ وَالفَخْرَ۔

(رواہ الطبرانی ترغیب)

یعنی صدقہ سے عمر بڑھتی ہے۔ بُری موت سے بچتا ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبح صدقہ دیا کرو۔ کیونکہ بلاء صدقہ کو پھلانگ کر نہیں جاتی۔ (ترغیب)

## میدانِ حشر میں صدقہ کا سایہ

ترغیب میں حدیث ہے۔

عن عقبۃ بن عامرؓ قال سَمِعْتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کُلُّ امرءٍ فی ظِلِّ صَدَقَتِہٖ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ۔ قال یزید فکان ابو مرثد لا یُخْطِئُہٗ یَوْمٌ اِلَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تَصَدَّقَ فِيهِ بِشَيْءٍ كَعْكَةً أَوْ بَصَلَةً (احمد، ابن حبان۔ ابن خزیمہ)

## صدقہ سے قبر کے عذاب سے نجات

مرشد بن ابوعبداللہ یزنی سے روایت ہے کہ وہ سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور میں نے ان کو کبھی خالی ہاتھ جاتے نہ دیکھا۔ کہ ان کی آستین میں ضرور کچھ نہ کچھ ہوتا تھا۔ پیسے۔ یا روٹی یا گیہوں۔ یہاں تک کہ اکثر دفعہ دیکھا کہ پیاز لے کر آئے۔ میں نے پوچھا کہ اے ابوالخیر! اس سے تمہارے کپڑوں میں بدبو ہو جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اے یزید بن حبیب! میں نے گھر میں اس کے بغیر چیز نہیں پائی جس کو میں صدقہ کرتا۔ میں نے ایک صحابی سے یہ حدیث سنی ہے۔ کہ مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا۔

دوسری حدیث میں اسی صحابی سے ہے۔ کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُورِ وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤمن يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ۔ (طبرانی وبیہقی)

## عملوں کا باہمی مقابلہ اور صدقہ کا غلبہ

عن عمرؓ ذُكِرَ لِي اَنَّ الاَعْمَالَ تَبَاهِيْ فتقولُ الصَّدَقَةُ اَنَا اَفضلكم (رواہ ابن خزیمہ والحاکم)

صدقہ اپنے دعویٰ میں غالب ہوا۔

## صدقہ سے بدلہ ملتا ہے

قرآن مجید سورہ سبا میں ہے۔
وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ○

یعنی جو کچھ تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔ اور وہ بہترین روزی دینے والا ہے۔

حدیث میں ہے کہ روزانہ صبح کو دو فرشتے حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ عطا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! روک رکھنے والے کا مال تباہ کر۔

تجربہ ہوا ہے کہ جو صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔ سخاوت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے فتوحات کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور جو کنجوسی کرتے ہیں۔ مال جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں۔ اکثر آسمانی آفتیں آتی ہیں۔ مقدمات، چوری وغیرہ کے واقعات پیش آتے ہیں۔ جس سے برسوں کا اندوختہ چند دنوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ حیوانات مر جاتے ہیں۔ سیلاب، بارش سے نقصانات ہو جاتے ہیں۔ حکومت کے تاوان پڑ جاتے ہیں۔ اور جو سخی ہیں۔ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ ان کو صدقہ کا فائدہ دنیا اور آخرت میں پہنچتا رہتا ہے۔

## واقعات سے ثبوت

ترغیب میں بروایت امام مالکؒ یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک مسکین نے ان کے دروازہ پر سوال کیا۔ اور وہ روزے دار تھیں۔ ان کے گھر میں سوائے روٹی کے کچھ نہ تھا۔ حضرت صدیقہؓ نے اپنی لونڈی سے فرمایا کہ یہ روٹی اس سائل کو دے دو۔ لونڈی نے کہا کہ آپ کی افطاری کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم سائل کو دے دو۔ لونڈی نے روٹی سائل کو دے دی۔ شام ہوئی تو ایک بکری بھنی ہوئی اور روٹیاں آگئیں۔ اور ایسے شخص کے پاس سے آئیں جو کبھی نہ دیتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرتا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے لونڈی سے فرمایا۔

كُلِي مِنْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ۔

لو اس کو کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے بہتر ہے۔

**بادل کا واقعہ** حدیث میں ایک واقعہ ابر والے کا ہے۔ کہ ایک شخص نے بادل سے آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دو۔ وہ ابر ایک طرف چلا تو وہ اس کے پیچھے ہولیا۔ بادل نے ایک جگہ پتھریلی پر بارش ہوئی۔ وہ پانی جمع ہو کر ایک طرف کو چلا۔ وہ اس کے پیچھے ہولیا۔ آگے ایک شخص پانی دے رہا تھا اس سے نام پوچھا۔ تو اس نے وہی بتایا جو بادل میں دیا گیا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ کیوں پوچھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے بادل سے آواز سنا تھا اس کی تحقیق کرنے آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ سنیئے۔

فَاِنِّي اَنْظُرُ اِلٰى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَاٰكُلُ اَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِيهَا ثُلُثًا۔ (رواہ مسلم)

پس اس سخی نے کبھی قحط سالی اور نقصان نہ دیکھا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی بارش خاص طور پر دیتا رہا۔

قرآن حکیم میں ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔

**واقعہ حضرت علیؓ** روض الریاحین میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس ایک سائل آیا جس نے سوال کیا۔ حضرت علیؓ نے امام حسنؓ کو فرمایا کہ اپنی والدہ کو کہدو کہ وہ چھ درم جو تمہارے پاس رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایک اس سائل کو دیدو۔ صاحب زادہ گئے۔ طلب کیا۔ جواب ملا کہ وہ اپنے آٹے کے لئے رکھوائے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا آدمی اپنے ایمان میں اس وقت تک سچا اور مضبوط نہیں ہوتا جب تک اپنے پاس کی چیز سے اس چیز پر زیادہ اعتماد نہ کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ اپنی والدہ کو کہو کہ اب وہ سب درم سائل کو دے دو۔ اور خود اللہ پر بھروسہ کرو۔ حضرت فاطمہؓ نے سب دے دیئے۔ حضرت علیؓ اسی جگہ بیٹھے تھے کہ ایک شخص اونٹ فروخت کرنے آگیا۔ حضرت علیؓ نے اس سے قیمت پوچھی اس نے ۱۴۰ درم بتائے۔ آپ نے وہ خرید لیا اور قیمت ادا کرنے کا وعدہ چند دنوں تک کرلیا۔ اونٹ لے لیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اونٹ کا طلب گار آگیا۔ اس نے قیمت اس اونٹ کی دریافت کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا دوسو درم ہے۔ اس نے دوسو درم ادا کر دیا۔

حضرت علیؓ نے ۱۴۰ درم اس شخص اونٹ والے کے ادا کر دیئے۔ اور ساٹھ حضرت فاطمہؓ کو گھر جاکر دیدیئے۔ حضرت فاطمہؓ نے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آگئے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۔

قرآن مجید میں ہے۔ یمحق اللہ الربٰو ویربی الصدقات۔

اسی طرح جو شخص زکوٰۃ، صدقہ نہیں دیتا۔ کنجوسی، بخل کرتا ہے۔ اللہ اس کے مال میں بے برکتی، ہلاکت، تباہی ڈالتا ہے۔ قبر میں حشر میں عذاب ہوتا ہے۔

آں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ وَاِنْ تُمْسِکْهُ شَرٌّ لَّکَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ ۔
(مسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ حدیث قولی ہے۔ فعلی یہ ہے کہ۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان لی مثل اُحُدٍ ذھبًا سرّنی ان لّا یمُرّ علیّ ثلاث لیالٍ وعندی لشیء الّا شیءٌ اُرصدہٗ لِدَیْنٍ۔

(رواہ البخاری)

پس قولی اور فعلی حدیثوں سے ثابت ہوا۔ کہ اپنی ضروریات سے زائد مال فی سبیل اللہ خرچ کیا جائے۔ مگر اب فرض زکوٰۃ ہی ادا نہیں کرتے۔ جو عادت مشرکوں کی ہے۔

وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکوٰۃَ۔

ان کے لئے قیامت کو سخت عذاب ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

اس آیت پر صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! سونا چاندی جمع کرنے کا تو یہ حشر ہے اب جس چیز کو خزانہ کے طور پر جمع کریں وہ کیا ہے؟

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر کرنے الی زبان۔ اللہ کا شکر کرنے والا دل۔ نیک بیوی جو آخرت کے کاموں میں مدد دے۔ (یہ باقیات صالحات ہیں)

حدیث میں ہے۔

عَنْ اسماء قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْفِقِیْ وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰہُ عَلَیْکِ وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰہُ عَلَیْکِ ارْضَخِیْ مَا اسْتَطَعْتِ۔ (متفق علیہ)

یعنی جس قدر ہو سکے صدقہ دے۔ مال محفوظ نہ رکھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## مال دار نقصان پانے والے

عن ابی ذرؓ قال اتیت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھوجالس فی ظل الکعبۃ فلما رانی قال ھم الاخسرون ورب الکعبۃ فقلت فداک ابی وامی من ھم؟ قال ھم الاکثرون مالاً الا من قال ھکذا وھکذا وھکذا من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وعن شمالہ وقلیل ما ھم (متفق علیہ)

حدیث میں ہے

حَصِّنُوْا اموالکم بالزکوٰۃ وداووا مرضاکم بالصدقۃ واستقبلوا امواج البلاء بالدعاء والتضرع (ترغیب)

زکوٰۃ نہ دینے والے مسلمان نہیں ہیں۔

عن علقمۃ انھم اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فقال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اسلامکم ان تؤدوا زکوٰۃ اموالکم۔ (رواہ البزار)

بغیر زکوٰۃ ادا کرنے کے نماز نہیں ہوتی حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

اُمِرْنَا بِاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَمَنْ لَمْ یُزَکِّ فلا صلوٰۃ لہٗ۔

کیوں کہ مال زکوٰۃ کے بغیر پاک نہیں ہوتا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔

مَنْ کَسَبَ طَیِّبًا خَبَّثَہٗ منع الزکوٰۃ۔

ایک حدیث میں ہے۔

فقال ان اللہ لم یفرض الزکوٰۃ الا لیطیب ما بقی من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اموالکم

اس سے ثابت ہوا کہ زکوٰۃ کے بغیر مال ناپاک ہے۔ پس اس سے عبادت منظور نہیں۔ اور دوسرے مال کو بھی تباہ کرے گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

قال عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تلف مال فی بر ولا بحر الا بحبس الزکوٰۃ۔

دیگر حدیث مشکوٰۃ میں ہے۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماخالطت الزکوۃ مالاً قط الا اھلکتہ

اس کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ اگر مال سے زکوٰۃ نہ دی تو زکوٰۃ اس مال کو ہلاک کرے گی۔ دوسرا یہ کہ جو شخص مال دار ہو کر زکوٰۃ لے لے اور اپنے مال میں ملا لے تو یہ زکوٰۃ اس مال کو تباہ کر دے گی۔ کیونکہ اس نے غریبوں مسکینوں کا حق کھا لیا۔ اور وہ اپنے مال میں ملایا تو اس سے مال ھلاک ہوا۔

## واقعہ باغ والوں کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہ

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا

ہم نے ان کو جانچا تھا جیسے جانچا تھا باغ والوں کو جب ان سب نے

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ہ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ہ فَطَافَ

قسم کھائی کہ اس کا میوہ توڑیں گے صبح ہوتے۔ اور ان شاء اللہ نہ کہا۔ پھر پھر گیا

عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ہ

گیا اس پر کوئی پھیرنے والا تیرے رب کی طرف سے اور وہ سوتے ہی رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ۝ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ۝ أَنِ
پھر صبح تک ہو رہا جیسے ٹوٹ چکا ۔ پھر آپس میں بولے صبح ہوتے ۔ کہ
اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ۝
سویرے چلو اپنے کھیت پر اگر تم کو توڑنا ہے ۔
فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ۝ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا
پھر چلے اور آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے ۔ کہ اندر نہ آنے پائے
الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ۝ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ۝
اس آج تمہارے پاس کوئی محتاج ۔ اور سویرے چلے لپکتے ہوئے زور کے ساتھ
فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝
پھر جب اس کو دیکھا تو بولے ہم تو راہ بھول آئے ۔ نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئی ۔
قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ۝
بولا بھلا ان کا میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ کیوں نہیں پاکی بولتے اللہ کی ۔
قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ
بولے پاک ذات ہے ہمارے رب کی ہم ہی تقصیر وار تھے ۔ پھر منہ کر کے ایک
عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ ۝
دوسرے طرف لگے الاہنا دینے ۔ بولے ہائے خرابی ہماری ہم ہی تھے حد سے بڑھنے
عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا
والے ۔ شاید ہمارا رب بدل دے ہم کو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے
رَاغِبُونَ ۝ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ
ہیں ۔ یوں آتی ہے آفت ۔ اور آخرت کی آفت سب سے
أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ بڑی ہے ۔ اگر ان کو سمجھ ہوتی ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اساں ٹھیک انہاں آزمایا جویں اوہ باغ والے آزمائے
اساں نعمت دولت بخشی تا اوہ شکر بجالیا وے

اوہ باغ آہا وچہ یمن ولایت نام ضرواں سداوے
صنعا شہر دے پاس آہا راہ جاندیاں راہ وچہ آوے

ہک نیک نمازی مالک سی اوہ بہت خیرات کر دا
جد کھیتی کٹے میوہ پکے عادت اینویں دھر دا

جو میوہ سٹا نیچے کین تھیں چگ چک فقیر لیجاندے
جو فرشوں باہر میوہ ڈگ دا اوہ بھی فقیر اٹھاندے

جو گاہن ہورا وڈاون ویلے کھنڈن دانے میوے
اوہ بھی فقیر لیجاندے چن کر مالک رخصت دیوے

جو میوے دانے گھر لیجاوے اس تھیں دسواں حصہ
بھی آپنے وچوں دسواں دسویں روئی فقراں حصہ

اس میوے دانے باغ زراعت اللہ برکت پاوے
جو ٹبر کس خود کھاوے نالے رب دے نام اوڈاوے

پھر فوت ہویا اوہ نیک تے ترے بیٹے اس پچھے چھوڑے
انہاں سمجھیا خرچ ہویا ہن بہتا دانے میوے تھوڑے

ترے ٹبر اسیں ہوگئے لاں ہن اک ٹبر سی اگے
ہن اوہ خرچ نہ کیتا جاوے کرن صلاحاں لگے

وچ چلے بھائی کہیا بھراؤ کرو صلاح نہ کائی
جو تکر یاپ لوٹاندا آہا اونویں چلو لوٹائی

اللہ برکت کرسی نیر ایہہ بات نہ منی بھایاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رَل مِل دوہاں صلاح پکائی قسماں بھی رَل چایاں
جو اوٹھ سویرے فجری سٹے میوے ڈھنگ لیائیے
فقراں خبر نہ ہووے میوہ دانے گھریں لیائیے
جے گھر آیا کوئی سوالی کجھ اس دے ٹکڑا وانا
اوہ وچلا بھائی جھڑکاں جھنباں لے کر ہویا نمانا
قسماں رفت نہ اِنشاء اللہ آکھیا پک پکایا
ایہ پک پکا کر راتیں سُتے قہر الٰہی آیا
تفسیر محمدی پ ۲۹، صـ ۳۳۰

یہ حبشہ کے رہنے والوں کا قصہ ہے۔ یہ پانچ بھائی تھے۔ ان کا باپ بڑا صالح تھا وہ باغ سے مانگنے والوں اور مسکینوں کو صدقہ دیا کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا۔ اس کی اولاد ہوتے کہنے لگے۔ ابا جان بے وقوف تھے۔ سب کچھ بانٹ دیتے تھے۔ پھر قسمیں کھا کر کہنے لگے کہ قسم صبح ہی سارا باغ کاٹ لائیں گے۔ اور کسی فقیر کو اس میں سے کچھ نہ دیں گے۔ یہ باغ ملک یمن کے شہر صنعاء سے چھ میل پر بنام ضروان میں تھا۔ جب عشر و زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو رات کو عذاب آیا جس سے باغ تباہ ہو گیا۔ جہنم کی گھاٹی سے ایک آگ نکلی جو باغ کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک پھر گئی اور اس نے صفایا کر کے رکھ دیا۔

ابن مسعودؓ نے مرفوعاً فرمایا۔ کہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچاتے رہو۔ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کی نحوست سے علم کا ایک حصہ بھول جاتا ہے۔ حافظہ خراب ہو جاتا ہے۔ بعض گناہ ایسے ہیں جن کی وجہ سے تہجد کو آنکھ نہیں کھلتی۔ بعض گناہ ایسے ہیں جن کی وجہ سے اس کی آمدنی جو اس کو آنے کو تیار ہوتی ہے جاتی رہتی ہے۔ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بعد آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ٥

اور فرمایا کہ یہ لوگ گناہوں کی وجہ سے اپنے باغ کی پیداوار سے محروم رہ گئے۔

قرآن مجید میں ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ٥

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر تمہیں بتاؤں؟

اے علیؓ! جو کچھ بھی تمہیں پہنچے مرض ہو یا کسی قسم کا عذاب یا دنیا کی کوئی مصیبت وہ ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اس مصیبت کا علاج صدقہ رد البلاء ہے۔ آخرت اور دنیا کی بلاء سب صدقہ خیرات سے دفع ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے۔

عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوْءِ۔

## صدقہ گناہوں کو بجھاتا ہے

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا کعب بن عُجرۃ اَلصَّلٰوۃُ قُرْبَانٌ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ۔ (ترغیب)

یعنی نماز سے تو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور مصاحبت حاصل ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور روزہ عذاب دوزخ سے ڈھال کا کام دیتا ہے۔ اور صدقہ سے گناہوں کی صفائی ہوتی ہے۔ یا یہ کہ دوزخ کی آگ بجھ جاتی ہے۔ یا اللہ کا غضب بجھ جاتا ہے جو گناہوں پر پیدا ہوتا ہے۔

## ایک عابد کا واقعہ

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

بنی اسرائیل کے ایک عابد کا قصہ ہے کہ وہ اپنے صومعہ میں ساٹھ سال عبادت کرتا رہا۔ ایک دن بارش ہوئی۔ تمام صحرا سرسبز ہوا۔ عابد نے حجرہ پر چڑھ کر دیکھا اور خیال کیا کہ اگر جنگل میں عبادت کروں تو بہتر ہوگا۔ حجرہ سے اترا۔ اس کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ جب صحراء میں آیا تو ادھر ایک خوبصورت عورت آگئی۔ اس سے گفتگو کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی طرف مائل ہوا۔ اور زنا کر لیا۔ پھر نہانے کو ایک گڑھے میں داخل ہوا۔ ادھر سے سائل آگیا۔ اس نے سوال کیا کہ میں بھوکا ہوں۔ عابد نے روٹیاں اس کو دیدیں۔ خود بھوکا رہا۔ پھر غسل کے بعد باہر نکلا تو عزرائیل آیا اور وہ مر گیا۔ دربار الٰہی میں پیشی ہوئی۔

فَوُزِنَتْ عِبَادَةُ سِتِّيْنَ سَنَةً بِتِلْكَ الزَّنْيَةِ فَرَجَحَتِ الزَّنْيَةُ بِحَسَنَاتِهٖ ثُمَّ وُضِعَ الرَّغِيْفُ اَوِالرَّغِيْفَانِ مَعَ حَسَنَاتِهٖ فَرَجَحَتْ حَسَنَاتُهٗ فَغُفِرَلَهٗ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ)

صدقہ کرنا بہت مشکل ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# صدقہ سے شیطان کا روکنا

ترغیب میں حدیث ہے۔

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَایُخْرِجُ رَجُلٌ شَیْئًا مِنَ الصَّدَقَۃِ حَتّٰی یَفُکَّ عَنْھَا لَحْیَیْ سَبْعِیْنَ شَیْطَانًا۔

یعنی ستر شیطانوں کے منہ سے بچا کر صدقہ نکالا جاتا ہے۔

(رواہ احمد والبزار والطبرانی)

## نابینے سائل کا واقعہ شعروں میں

مسجد وچہ نابینا عاجز آن سوال سنا دے

راہ مولا دے صدقہ دیہو اجر تساں ہتھ آوے

مسجد وچہ اک شخص سخاوت اوپر ہووے آمادہ

اک روپیہ دیون دا راہ رب دے کرے ارادہ

جدوں گھروں روپیہ لین جاوے تد شیطوں دسوسے پاوے

گھر وچہ تیل نہ نمک تے مرچاں ہلدی یاد کرا دسنے

لڑکے دے پیریں جوتی تے گل کرتا تدھ نہ آیا

گھر دیاں لوڑاں ختم نہ ہویاں طرف سخاوت دھایا

دسوسے مگر شیطان لگا جھٹ حوصلہ لیست ہو جاندا

قصد روپیہ دیون دا اٹھ آنے قصد بناندا

عورت نوں آکھے مسجد وچہ اک شخص سوال سنا دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آٹھ آنے راہ رب دیویں اجہے دولاں بِل جاوے
نال غصّے دے عورت کہندی مغز کھپایا نہ میرا

اینہاں مولویاں انھیاں رُلمل پیٹ ستیا گھر تیرا
ایہہ ماکھا اتے پکندا دونویں گھر ساڈا بتلاندے

پُت مرن شریکاں دیہیاں دے دس مکّر بلائیں پاندے
عورت والیاں جھڑکاں سن کے چپ زبانوں ہوندا

یتیماں تے مسکیناں وانگوں کولے لگ کھلوندا
آخر عورت تائیں کہندا دیہہ روٹی میں کھاواں

انتظاری کر کے مڑ سی انہاں کدے نہ مسجد جاواں
قصدر و بیوں نصت ہویا جد بنیا شیطان دا چیلا

تے گھریں شیطان دی بھین ملی بس دھیلیوں رہیانہ دھیلا

لیکن اللہ کے بندوں پر جو نفس شیطان سے جہاد کر کے فتح پا چکے ہیں۔ ان پر شیطان کا غلبہ نہیں چلتا ۔ قرآن ناطق ہے ۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ وَّکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا ۝

بنی اسرائیل کا واقعہ

ایک شخص صالح مالدار کا ذکر ہے۔ کہ اس نے اللہ کی راہ میں چالیس ہزار درم خرچ کیا۔ دوسرا نیک شخص غریب و نادار دیکھ رہا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ میرے پاس مال نہیں ہے۔ میں چالیس ہزار نفل پڑھ دوں۔ چنانچہ اس نے چالیس ہزار نفل نماز پڑھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا۔ ایسے لوگ شیطان کے غلبہ سے محفوظ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## قلیل صدقہ کا کثیر صدقہ سے مقابلہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ فَقَالَ رَجُلٌ وَکَیْفَ ذَاكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ رَجُلٌ لَهُ مَالٌ کَثِیْرٌ اَخَذَ مِنْ عُرْضِهٖ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ تَصَدَّقَ بِهَا وَرَجُلٌ لَیْسَ لَهُ اِلَّا دِرْهَمَانِ فَاَخَذَ اَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهٖ

(رواہ النسائی وابن خزیمہ وابن حبان والحاکم)

## حضرت عمر فاروق کا واقعہ

حضرت عمرؓ سے ایک بار عصر کی نماز باجماعت فوت ہوگئی۔ تو دو لاکھ کا باغ صدقہ کر دیا تھا۔ (کتاب الکبائر) کیونکہ باغ میں گئے تھے اس میں شغل ہوا۔ تو جماعت رہ گئی۔ اس پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا اور باغ صدقہ کر دیا۔

## ایک انصاری کا واقعہ

ترغیب میں بروایت امام مالکؒ یہ واقعہ درج ہے کہ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کھجوروں کی موسم تھی۔ درخت پھلوں سے جھک رہے تھے۔ اس کی نماز میں اس طرف نظر پڑی تو اس کو پھل اچھے معلوم ہوئے تو ادھر خیال چلا گیا۔ اور نماز کی رکعتوں کا خیال نہ رہا۔ کہ کس قدر پڑھی ہیں؟ اس نے کہا

لَقَدْ اَصَابَتْنِیْ فِیْ مَالِیْ هٰذَا فِتْنَةٌ ٥

حضرت عثمانؓ اس زمانہ میں خلیفہ تھے۔ ان کے پاس آئے اور اس حال ذکر کیا۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وَقَالَ هُوَصَدَقَةٌ فَاجْعَلْهُ فِيْ سَبِيْلِ الْخَيْرِ فَبَاعَهُ بِخَمْسِيْنَ اَلْفًا فَسُمِّيَ ذَالِكَ الْمَالُ الْخَمْسِيْنَ ۝

یعنی اس باغ کو پنجاہ ہزار دری کہنے لگے۔ یہ ان کا ایمانی حوصلہ اور خوف خدا تھا۔

## حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا مالی ایثار

ایک بار غلاموں کو آزاد کرنے کی تحریک پیش ہوئی۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک ہی دن میں تیس غلام آزاد کئے۔ ایک ایک کی کئی کئی ہزار قیمت تھی۔ مسلمانوں کو ایک جہاد میں گھوڑوں کی ضرورت ہوئی۔ آپ نے پانچ صد گھوڑے دیئے۔ دوسرے جنگ میں پانچ صد اونٹ چندہ میں دیئے۔ تیسرے موقع پہ پندرہ سو اللہ کی راہ میں دیئے۔ مسلمانوں میں ایک بار چندہ کی تحریک ہوئی۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی۔ آپ نے دو بار چالیس چالیس ہزار درہم دیا۔ ایک بار آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبدالرحمٰن بن عوف کو میں نے خواب میں دیکھا جنت میں تاخیر سے گیا۔ پوچھا تو یہ بتایا کہ میں اپنے مال کا حساب دیتا رہا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں لگایا۔ عبدالرحمٰن سنکر رو پڑے اور عرض کیا کہ حضور! مصر کی تجارت سے میرا ایک سو اونٹ لدا ہوا آرہا ہے۔ وہ سب مدینہ کے یتیموں، مسکینوں، بیواؤں پر تقسیم کر دیں۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امہات المؤمنین پہ باغ پیش کیا جو چار لاکھ میں فروخت ہوا۔ اور ایک جائیداد امہات المؤمنین پہ چالیس ہزار دینار کی بخشی۔

## حضرت طلحہؓ کا ایثار

جب آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ اتری تو آپ نے ایک باغ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس کی سالانہ آمدنی پندرہ ہزار روپیہ تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ اللہ کی راہ میں پیش کر دیا تھا۔ مہمان نوازی، غرباء پروری کے لئے ایک لنگر جاری کر رکھا تھا۔ روزانہ ایک ہزار کا غلہ پکتا تھا۔

ایک بار دولت بہت جمع ہوگئی۔ سوچ میں پڑ گئے۔ آخر چار لاکھ کی رقم فی سبیل اللہ تقسیم کر دی۔

## حضرت ابوبکرؓ کا ایثار مال

قبولِ اسلام کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس چار ہزار روپیہ نقد تھا جب ضرورت اسلام کی راہ میں انہوں نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم پر خرچ کیا۔ آپؐ نے اعتراف فرمایا۔ مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ مَا نفعنی مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ۔

جنگ تبوک کے موقعہ پر حضرت صدیق رضؓ نے سب کچھ لاکر حاضر کر دیا تھا۔

## حضرت عمرؓ فاروق کا ایثار

حضرت عمر فاروقؓ نے جنگِ تبوک پہ اپنا نصف مال چندہ میں حاضر کر دیا تھا۔ اور علاقہ یہود میں جو زمین آپ کو حصہ میں ملی تھی وہ آپ نے مسلمانوں کے لئے وقف کر دی تھی۔

## حضرت عثمانؓ کا ایثار

ایک بار کچھ مسلمان ناداری مفلسی میں اداس پھر رہے تھے۔ کفار ان پر مخول اڑاتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اسی وقت چودہ اونٹ خورد ونوش بھر کر ان غرباء پر تقسیم کر دیا۔

بیئر رومہ ایک کنوں تھا جس کا پانی میٹھا تھا۔ وہ یہودیوں کے قبضہ میں تھا۔ جس سے مسلمانوں کو پانی کی بڑی تکلیف تھی حضرت عثمانؓ نے تیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔

مدینہ میں ایک بار قحط ہوا۔ آپ کا ایک ہزار اونٹ شام سے اناج لے کر

---

ؔ کنز العمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آیا۔ اس کا منافع تاجر بہت دے رہے تھے۔ آپ نے آخرت کی تجارت کا نفع پسند کیا۔ سارا غلہ صدقہ کر دیا۔

## حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا خواب

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اسی شب میں نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار حلہ نوری پہنے ہوئے جا رہے ہیں۔ میں دوڑ کر آگے بڑھا اور عرض کیا کہ مجھ کو آپ کی زیارت کا بے حد اشتیاق تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے جانے کی جلدی ہے۔ عثمانؓ نے آج ایک ہزار اونٹ صدقہ دیا ہے اور عدلئے تعالیٰ نے اس کو قبول فرما کر جنت میں ایک عروس کے عقد کیا ہے۔ اس عقد میں شریک ہونے جا رہا ہوں۔ (تاریخ اسلام از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۲۷۳)

جنگ تبوک میں تیرہ ہزار فوج کا خرچہ اپنے ذمہ لے لیا۔ اور ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے۔ ایک ہزار دینار نقد چندہ دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال اچھال کر فرمایا۔ مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْم۔ اور یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ رَضِيْتُ مِنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ۔

ایک بار مسجد نبوی کو وسیع کرنے کی ضرورت ہوئی تو آپ نے دس ہزار روپیہ میں ایک مکان خرید کر مسجد میں شامل کر دیا جس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اپنی خلافت کے زمانہ میں بیس ہزار روپیہ خرچ کر کے مسجد بنائی اور وسیع کی۔ اسی طرح ان کے مالی جہاد کے کارنامے مشہور ہیں۔ (اسد الغابہ)

ایک موقعہ پر جنگ میں تین سو اونٹ بمع سازو سامان عطا فرمایا۔ ایک بار اسلامی فوج کو ایک ہزار تین سو اونٹ بمع سامان دیا۔ (مسند احمد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**حضرت ابن عباسؓ** — آپ کے دسترخوان پر روزانہ دو اونٹ ذبح ہوتے تھے جو غرباء کو کھلائے جاتے تھے ۔

**حضرت ابن عمرؓ** — ابن عمرؓ نے ایک ہزار غلام اپنی زندگی میں آزاد کیئے ۔ ایک بار صدقہ میں بیس ہزار درہم تقسیم کیئے ۔

**حضرت سعید بن عاصؓ** — ہر شب جمعہ کوفہ کی مسجد میں غلام کے ہاتھ دیناروں کی تھیلیاں نمازیوں پر تقسیم کراتے تھے ۔ اسی وجہ سے اس مسجد میں نمازیوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا ۔

**حضرت حسنؓ** — ایک سائل خدا تعالیٰ سے گڑگڑا کر عاجزی سے دعا کر رہا تھا ۔ امام حسنؓ نے اس کو دس ہزار درہم علیحدہ دیئے ۔

**حضرت سعد بن ابی وقاصؓ** — سعدؓ نے اپنی زکوٰۃ امیر مدینہ کو ادا کی ۔ جو پچاس ہزار درہم تھی ۔ ایسے لوگوں کے مال سے اسلام کو ترقی ہوئی ۔

**حضرت ابو عبیدہؓ** — عرب میں قحط ہوا ۔ ابو عبیدہ بن جراح نے چار ہزار اونٹ غلے کے غرباء پر تقسیم کیئے ۔

**حضرت حکیم بن حزامؓ** — حضرت حکیمؓ نے زید بن حارثہؓ کو چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کو دے دیا تھا ۔

**حضرت سعد بن عبادہؓ** — آپ اصحاب صفہ ۔ طلباء مسجد نبوی ۔ جو تمام ۸۰ اسی صحابہ تھے ان کو روزانہ اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے ۔ [1]

[1] کنز العمال ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ایک قرآنی قصّہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ

اور بتلا ان کو مثل دو مردوں کی کہ کر دیئے ان میں سے ایک کیلئے دو

مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا

باغ انگور کے اور گرد ان کے کھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ میں کھیتی۔ دونوں

الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۝ وَفَجَّرْنَا

باغ لاتے ہیں اپنا میوہ اور نہیں گھٹاتے اس سے کچھ۔ اور بہادی

خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ

ہم نے ان دونوں کے بیچ نہر اور ملا اس کو پھل۔ پھر بولا اپنے ساتھی سے جب باتیں

يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ

کرنے لگا اس سے میرے پاس زیادہ تجھ سے مال اور آبرو کے لوگ۔ اور گیا اپنے

جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ

باغ میں اور وہ برا کر رہا تھا اپنی جان پر بولا نہیں آتا مجھ کو خیال کہ خراب ہووے کبھی

أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ

یہ باغ۔ اور نہیں خیال کرتا ہوں میں کہ قیامت ہونے والی ہے۔ اور اگر پہنچا دیا گیا

رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَ

میں اپنے رب کے پاس) پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر۔ کہا اس کو دوسرے نے جب وہ

هُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

بات کرنے لگا۔ کیا تو منکر ہو گیا اس سے جس نے پیدا کیا تجھ کو مٹی سے۔ پھر قطرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ

سے پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد ۔ پھر میں تو یہی کہتا ہوں وہی اللہ ہے

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ

میرا رب اور نہیں مانتا شریک اپنے رب کا کسی کو ۔ اور جب تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا

لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝

تو نے جو چاہے اللہ سو طاقت نہیں مگر جو دے اللہ ۔ اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا

مال اور اولاد میں ۔ تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور بھیج دے اس پر تو

مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا

ایک جھونکا آسمان سے پھر صبح کو رہ جائے میدان صاف ۔ یا صبح کو ہو رہے اس کا پانی خشک

غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ

پھر نہ لا سکے اس کو تو ڈھونڈ کر ۔ اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل پھر صبح

يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ

رہ گیا ہاتھ نچاتا اس مال پر جو اس میں لگایا تھا ۔ اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتریوں

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ

پر اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کو کسی کو اور نہ ہوئی اس کی

يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ

جماعت کہ مدد کریں اس کی اللہ کے سوائے اور نہ ہوا وہ کہ خود بدلہ لے سکے ۔ یہاں سب

الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝

اختیار ہے اللہ سچے کا ۔ اس کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے اس کا دیا ہوا بدلہ ۔

سورۃ الکہف پ ۱۵ رکوع ۵/۱۷

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ آخر اس کے باغ پر وہ ہی ہوا جو اس مرد نیک کی زبان سے نکلا تھا۔ رات کو آفت سماوی آگ کی صورت میں آئی سب جل کر ڈھیر ہو گیا۔ مال خرچ کیا تھا پونجی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ اور یہ افسوس و ندامت بھی خدا سے ڈر کر نہیں محض دنیوی ضرر پہنچنے کی بنا پر تھی۔

مصلح اعظم پنجاب حضرت مولانا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر محمدی میں فرماتے ہیں۔

دو اسرائیلے ہک مومن نے دوجھا کافر بھائے
مومن نام یہود اتے قطروس کافر دا سائے
جو قصہ اونہاں دو لمندا سورت والصافات بھی آوے
عبداللہ بن المبارک معمر کنوں عطاؤن لیاوے
جو دو بھائیاں نے پیوتھیں ورثہ اٹھ ہزار دیناراں
آپس وچ ونڈیو نے ہر اک سوچیا ونج دیاراں
ایک ہزار دیناروں زمین خریدی ہکسی بھائے
دوجھے ہک ہزار دینار خدا دے راہ ونڈ آئے
تے آکھیو بس یارب اوس خریدی زمین ہزار دیناروں
میں تینھوں جنت وچ خریداں زمین ہزار دیناروں
فر پہلے نال ہزار دینار حویلی خوب بنائی
دوجھے ہور ہزار دینار لگائے راہ خدائی
تے آکھیا یارب اوس حویلے نال ہزار ادسارے
میں ایس ہزاروں جنت وچہ حویلی دے خریدارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فر پہلے عورت کیتی ہک ہزار دینار لگایا
دوجھے ہور ہزار دنڈیا اوہ حوراں مہر ٹھہرایا
فر پہلے خدمت گار اسباب خرید سے ہک ہزاروں
دوجھے خادم رخت جنت دے طالب ہزار دیناروں
اوہ کافر وڈا امیر بنیاں اس مومن تنگی آئی
دل وچہ آیوس مت کجھ مینوں دیوے غنی جو بھائی
تا اوس دے راہ وچ بیٹھیا لنگھیا کافر اس دے پاسوں
ایہہ اوٹھ کھلا اس دیکھ سنجھاتا ہراردل
اس آکھیا محتاج ہویا ئیں آ اس تیری کر آیا
اس آکھیا اوہ مال کتھے جو میرے نال ونڈایا
اس آکھیا سب صدقہ کیتم قصہ کھول سنایا
إِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ اس کافر طعن الایا
جو ہین توں ایڈیاں صدقیاں والا ایتھوں دور ہو جا توں
میں تینوں کجھ نہ دیساں ہرگز ہن بیٹھا غم کھاہ توں
پھر مومن دا ہتھ پھڑ کر کافر مال واسباب دکھادے
تا اوہناں دوہاں دا قصہ ایتھے رب مثال لیاوے
(تفسیر محمدی پ ۱۵ ص ۹۱ سورہ کہف مطبوعہ لاہور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# دو بھائیوں کا واقعہ
## عربی زبان میں

كَانَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَوَيْنِ أَحَدُهُمَا مُؤْمِنٌ وَالْآخَرُ كَافِرٌ وَكَانَتْ قِصَّتُهُمَا أَنَّهُمَا كَانَتْ لَهُمَا ثَمَانِيَةُ آلَافِ دِينَارٍ فَاقْتَسَمَاهَا فَاشْتَرَى أَحَدُهُمَا أَرْضًا بِأَلْفِ دِينَارٍ فَقَالَ صَاحِبُهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانًا قَدِ اشْتَرَى أَرْضًا وَإِنِّي أَشْتَرِي مِنْكَ فِي الْجَنَّةِ بِأَلْفِ دِينَارٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا ثُمَّ إِنَّ صَاحِبَهُ بَنَى دَارًا بِأَلْفِ دِينَارٍ فَتَصَدَّقَ هٰذَا بِأَلْفِ دِينَارٍ وَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي اشْتَرَيْتُ مِنْكَ دَارًا فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ تَزَوَّجَ صَاحِبُهُ امْرَأَةً وَأَنْفَقَ عَلَيْهَا أَلْفَ دِينَارٍ فَقَالَ هٰذَا اللّٰهُمَّ إِنِّي أَخْطُبُ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ الْجَنَّةِ بِأَلْفِ دِينَارٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا ثُمَّ صَاحِبُهُ اشْتَرَى خَدَمًا وَمَتَاعًا فِي الْجَنَّةِ وَتَصَدَّقَ الَّذِي نَاسِيُوْ ثُمَّ أَصَابَتْهُ حَاجَةٌ فَجَلَسَ عَلَى طَرِيقٍ حَتَّى مَرَّ بِهِ صَاحِبُهُ فِي خَدَمِهِ وَحَشَمِهِ فَقَامَ إِلَيْهِ وَعَرَفَهُ وَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ أَصَابَتْنِي حَاجَةٌ قَالَ فَمَا فَعَلَ بِمَالِكَ وَقَدْ اقْتَسَمْنَاهُ وَأَخَذْتَ شَطْرَهُ فَقَصَّ عَلَيْهِ قِصَّتَهُ فَقَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُتَصَدِّقِينَ اِذْهَبْ فَلَا أُعْطِيكَ شَيْئًا وَرُوِيَ أَنَّهُ لَمَّا أَتَاهُ أَخَذَهُ بِيَدِهِ وَجَعَلَ يَطُوفُ بِهِ وَيُرِيهِ فَنَزَلَ فِيهِمَا وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ ۵ الخ۔ (حاشیہ تفسیر جلالین پ ۱۵ سورۃ الکہف صـ ۲۴۳)

ترجمہ: بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے۔ ایک مومن تھا اور دوسرا کافر تھا۔ ان کا واقعہ یہ ہے کہ ان دونوں کے پاس آٹھ ہزار دینار تھے۔ انہوں نے وہ تقسیم کر لئے۔ ان میں سے ایک نے ایک ہزار دینار کی زمین خرید لی۔ تو اس کے ساتھی نے کہا اے اللہ فلاں آدمی نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زمین خریدی ہے اور میں تجھ سے ہزار دینار میں جنت میں زمین خریدوں گا۔ اس نے صدقہ کر دیئے۔ پھر اس کے ساتھی نے ہزار دینار کے ساتھ ایک گھر بنایا تو دوسرے نے ایک ہزار دینار صدقہ کر دیا۔ اور کہا اے اللہ میں تجھ سے اس کے بدلے جنت میں گھر خریدوں گا۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک عورت سے شادی کی اور اس پر ہزار دینار خرچ کر دیئے۔ تو دوسرے نے کہا اے اللہ میں جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت کے ساتھ اس ہزار دینار کے بدلے منگنی کرتا ہوں۔ اور اس نے ہزار دینار صدقہ کر دیئے۔ پھر اس کے ساتھی نے جنت میں خادم اور سامان خریدا اور دینار صدقہ کر دیئے۔ پھر وہ محتاج ہوگیا۔ اور راستے پر بیٹھ گیا یہاں تک کہ اس کا ساتھی خادموں اور نوکروں کے ساتھ اس کے پاس سے گزرا۔ تو وہ اس کی طرف کھڑا ہوا۔ اور اس نے اس کو پہچان لیا اور اس نے کہا کہ تیری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا کہ میں محتاج ہوگیا ہوں۔ اس نے کہا تیرے مال کو کیا ہوا جسے ہم نے تقسیم کیا تھا۔ اور تو نے اپنا حصہ لے لیا تھا۔ تو اس نے اپنا واقعہ بیان کر دیا تو اس نے (بطور طعن) کہا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ ٥ کہ تو صدقہ کرنے والوں میں سے ہے۔ جائیں تجھے کچھ بھی نہیں دوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اسے گھمانے لگا۔ اور اسے اپنے باغات وغیرہ دکھانے لگا۔ تو ان کے بارہ میں یہ آیات نازل ہوئیں وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ ٥

# صدقہ کی تاثیر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰی سَارِقٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی سَارِقٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَزَانِيَةٍ وَغَنِيٍّ فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ ۔

(متفق علیہ واللفظ للبخاری)

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک آدمی نے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا۔ رات کو صدقہ لے کر باہر نکلا تو سامنے ایک چور نظر آیا۔ صدقہ چور کو دیدیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگ تعجب سے باتیں کر رہے تھے کہ آج رات چور پر صدقہ کیا گیا ہے۔ جب اسے معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ میں آج پھر صدقہ کروں گا۔ چنانچہ دوسری رات بھی اس نے صدقہ کیا۔ گھر سے باہر نکلا تو ایک زانیہ عورت جا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ پر صدقہ رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں میں مشہور ہو چکا تھا۔ کہ آج رات زانیہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اسے پھر افسوس ہوا۔ اس نے پھر صدقہ کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ تیسری رات پھر اس نے صدقہ کیا اور ایک غنی آدمی کو صدقہ دے دیا۔ صبح ہوئی تو لوگ تعجب کر رہے تھے۔ کہ آج رات غنی کو صدقہ دیا گیا ہے۔ تو اس نے اللہ تعالٰے کی تعریف کرتے ہوئے اپنے صدقہ پر افسوس کا اظہار کیا۔ رات کو خواب میں اسے بتایا گیا۔ کہ تیرا چور پر صدقہ کرنے کا فائدہ یہ ہے۔ کہ شاید وہ چوری کرنے سے باز آجائے اور زانیہ پر صدقہ دینے سے شاید وہ زنا سے توبہ کرلے۔ اور غنی کو صدقہ دینے سے یہ فائدہ ہو کہ وہ سبق حاصل کر کے اپنے مال سے صدقہ کرنے لگ جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**فائدہ** سخی کا مال کھانے سے چور، زانی، غنی تینوں کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ یہ صرف سخاوت اور اخلاص کے عمل کی تاثیر تھی۔ لَعَلَّ حرف ترجی کا عربی زبان میں یقین کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی یقیناً ان تینوں کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق ملی سُبحان اللہ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اخلاص سے مال خرچ کرنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم گنہگاروں کو بھی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

# عبرت آموز واقعہ

عَنْ مَوْلیٰ لِعُثْمَانَ رض قَالَ اُھْدِیَ لِاُمِّ سَلَمَۃَ بَضْعَۃٌ مِّنْ لَحْمٍ وَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُہُ اللَّحْمُ فَقَالَتْ لِلْخَادِمِ ضَعِیْہِ فِی الْبَیْتِ لَعَلَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُہٗ فَوَضَعَتْہُ فِیْ کُوَّۃِ الْبَیْتِ وَجَاءَ سَائِلٌ فَقَامَ عَلَی الْبَابِ فَقَالَ تَصَدَّقُوْا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ فَقَالُوْا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ فَذَھَبَ السَّائِلُ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اُمَّ سَلَمَۃَ ھَلْ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ اَطْعَمُہٗ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لِلْخَادِمِ اِذْھَبِیْ فَأْتِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذٰلِکَ اللَّحْمِ ... فَذَھَبَتْ فَلَمْ تَجِدْ فِی الْکُوَّۃِ اِلَّا قِطْعَۃَ مَرْوَۃٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ ذٰلِکَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْوَۃً لِمَا لَمْ تُعْطُوْہُ السَّائِلَ۔ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

حضرت عثمان رض کے ایک آزاد کردہ غلام روایت کرتے ہیں کہ حضرت مائی ام سلمہ رض کو گوشت کا ایک ٹکڑا ہدیہ دیا گیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم گوشت کو پسند فرمایا کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ اس لئے انہوں نے خادم سے کہا کہ وہ گوشت کو رکھ دے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھائیں گے۔ خادمہ نے گوشت کو آلے میں رکھ لیا۔ اتنے میں ایک سائل نے آکر دروازے پر سوال کر دیا تو اسے برکت کی دعا دیتے ہوئے واپس کر دیا گیا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ اور کھانا طلب کیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے خادمہ سے کہا کہ کھانا لے آؤ جب وہ کمرے میں گئی تو دیکھا کہ وہاں گوشت کے ٹکڑے کی بجائے ایک سفید پتھر پڑا ہوا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نے بتایا۔ کہ یہ ماجرا ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ سائل کو نہ دینے کی وجہ سے یہ پتھر بن گیا ہے۔ )

(اس حدیث کو بیہقی نے دلائل النبوت میں نقل کیا ہے۔)

## ایک عورت جنّتی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِکَلْبٍ عَلٰی رَأْسِ رَکِیٍّ یَلْهَثُ کَادَ یَقْتُلُهُ الْعَطْشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ قِیْلَ اِنَّ لَنَا فِی الْبَهَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ۔ (متفق علیہ)

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک بدکار عورت کو بخش دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے ایک کنویں پر کتے کو پیاس کی وجہ سے ہانپتے ہوئے دیکھا جو کہ پیاس کی وجہ سے مرنے کے قریب تھا۔ اس نے اپنا جوتا اتارا اور اسے اپنے دوپٹے سے باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا تو اس کو بخش دیا گیا۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کیا چارپایوں میں بھی ہمارے لئے ثواب ہے اور اجر ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہر جاندار چیز میں ثواب ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی کسی بھی جانور کو چارہ کھلائیں یا پانی پلائیں اس میں ثواب ملتا ہے۔

# ابن آدم کا خفیہ صدقہ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِیْدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِھَا عَلَیْھَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلَائِکَۃُ مِنْ شِدَّۃِ الْجِبَالِ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ اَلْحَدِیْدُ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِیْدِ قَالَ نَعَمْ اَلنَّارُ۔ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ اَلْمَاءُ۔ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ اَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ اَلرِّیْحُ۔ فَقَالُوْا یَا رَبِّ ھَلْ مِنْ خَلْقِکَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الرِّیْحِ قَالَ نَعَمْ اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ تَصَدُّقَۃً بِیَمِیْنِہٖ یُخْفِیْھَا مِنْ شِمَالِھَا۔ (رواہ الترمذی)

مفہوم: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ نے زمین کو بنایا تو وہ حرکت کرنے لگ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ بنا دیئے پہاڑوں کی وجہ سے وہ ٹھہر گئی۔ تو فرشتوں نے تعجب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ کہ اے ہمارے رب! کیا پہاڑوں سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ لوہا ان سے بھی سخت ہے۔ تو انہوں نے پھر پوچھا کہ لوہے سے زیادہ بھی کوئی چیز تیری مخلوق میں زیادہ سخت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں آگ ہے۔ پھر سوال کیا کہ آگ سے زیادہ بھی کوئی چیز سخت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں پانی ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ پانی سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ہوا ہے۔ پھر فرشتوں نے سوال کیا کہ ہوا سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سخت بھی کوئی چیز ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ابن آدم کا صدقہ ہے جو وہ اتنا پوشیدہ کر کے دیتا ہے۔ کہ دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے بائیں کو معلوم نہیں ہوتا۔
(ترمذی نے اس کو نقل)

## مصیبتوں کے ستر دروازے بند

وَرُوِیَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّدَقَۃُ تَسُدُّ سَبْعِیْنَ بَابًا مِّنْ سُوْءٍ۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مصیبتوں کے ستر دروازے بند کرتا ہے۔
(نقل کیا اس کو طبرانی نے الکبیر میں)

ابو سلیم محمد یوسف بانی دار الحدیث راجووال اوکاڑہ

شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ فروری ۱۹۹۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اڑتالیس لاکھ سینتیس ہزار پانچ سو روپے کا

# صحیح ترین مصرف

ابو عبدالرحمٰن فروخ بنو امیہ کے عہد میں جب خراسان کی مہم پر گئے تو انہیں معلوم نہ تھا کہ اُن کی عمر کا بیشتر حصہ جنگ کی نذر ہو جائے گا مختلف محاذوں پر عظیم کارنامے سرانجام دینے کے بعد جب یہ مجاہد اپنے گھر کو لوٹا تو ستائیس سال کا طویل زمانہ گزر چکا تھا۔ شباب کی جگہ بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو چکے تھے لیکن آنکھوں میں غازیانہ چمک ان کے عزم و ارادہ ظاہر کر رہی تھی۔ ابو عبدالرحمٰن فروخ جب مدینہ پہنچے تو یہاں کا ماحول کافی بدل چکا تھا۔ ابو عبدالرحمٰن فروخ جب اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو ایک خوبرو نوجوان مزاحم ہوا۔ وہ اُنہیں گھر میں داخل ہونے سے منع کر رہا تھا۔ اس عالم میں اہل محلہ بھی جمع ہو گئے۔ لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو انہیں پہچان سکے۔ زمانے نے ان کی شکل و صورت کو بہت زیادہ بدل کر رکھ دیا تھا۔ شور و غل سن کر مسجد نبوی سے امام مالکؒ بھی نکل آئے۔ اُن کے استفسار پر نوجوان نے بتایا کہ یہ اجنبی ان کے گھر میں گھسنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ابو عبدالرحمٰن فروخ بولے کہ یہ میرا اپنا گھر ہے۔ اب ابو عبدالرحمٰن فروخ کی بیوی بھی دروازے کی اوٹ پر آ چکی تھی۔ اس نے امام مالکؒ کو دروازے کے قریب بلوا کر کہا۔ فوجی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لباس میں ملبوس میرا خاوند ہے جو آج سے ستائیس برس پہلے جہاد پر گیا تھا۔ اور ربیعہ اُس کے جانے کے چند روز بعد پیدا ہوا تھا۔ یہ باپ بیٹا ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے۔ آپ ان کا تعارف کرا دیں۔ امام مالکؒ کی وساطت سے جب ربیعہ کو یہ معلوم ہوا کہ گھر میں داخل ہونے والا فوجی کوئی اجنبی نہیں بلکہ اس کا باپ ہے تو وہ دوڑ کر اپنے باپ سے لپٹ گیا۔ جوان بیٹے سے متعارف ہونے کے بعد اَبُوْعَبْدُالرَّحْمٰن فروخ پر بھی رقّت طاری ہو گئی۔ چند ہی لمحے بعد اَبُوْعَبْدُالرَّحْمٰن فروخ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ربیعہ اور ان کی والدہ اَبُوْعَبْدُالرَّحْمٰن فروخ کی خاطر تواضع میں مصروف تھے۔ بیوی کی زبانی گذشتہ حالات کی تفصیل معلوم کرنے کے بعد ابوعبدالرحمٰن فروخ نے سوال کیا کہ روانگی کے وقت جو زرِ کثیر میں تمہیں دے گیا تھا۔ اس میں سے کتنا باقی ہے؟ ذہین خاتون نے جواب دیا: وہ اچھی طرح محفوظ ہے، جس کو میں آپ کے سامنے پیش کر دوں گی۔ نماز پڑھنے کے لئے اَبُوْعَبْدُالرَّحْمٰن فروخ مسجد نبویؐ میں گئے تو انہیں ایک عجیب رُوح پرور نظارہ دکھائی دیا۔ مسجد نبویؐ میں ایک شخص درس دے رہا تھا اور اس کے حلقۂ درس میں امام مالکؒ ایسے بلند پایہ عالم اور امام شامل تھے۔ اَبُوْعَبْدُالرَّحْمٰن فروخ کو پچھلی صف میں جگہ ملی تو وہ احادیثِ نبویؐ کے حقائق و معارف سُن سُن کر جھوم رہے تھے۔ لیکن درس دینے والے کو نہیں پہچان سکے تھے۔ کیوں کہ ان کے چہرے پر ایک خوبصورت عربی رُومال تھا۔ درس کے اختتام پر حضرت ابوعبدالرحمٰن فروخ نے ایک شخص سے پُوچھا کہ یہ درس دینے والے بزرگ کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ربیعہ بن اَبُوْعَبْدُالرَّحْمٰن فروخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ یہ سن کر ابو عبدالرحمٰن فروخ کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھا کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہنے لگے: آج میں نے اپنے بیٹے کو اتنے اونچے مقام پر دیکھا ہے کہ اس سے اونچا مقام اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ مسجد نبوی میں مصلّے پر بیٹھا احادیث کا درس دے رہا تھا۔ اَبُو عَبْدُ الرَّحْمٰن فروخ کی بیوی نے جواب دیا کہ جو کثیر سرمایہ آپ مجھے دے گئے تھے وہ میں نے آپ کے بیٹے کی تعلیم و تربیّت پر صرف کر دیا۔ علوم اسلامیہ میں ربیعہ کی یہ مہارت اللہ تعالےٰ کی توفیق سے میری کوشش کا نتیجہ ہے۔ اَبُو عَبْدُالرحمٰن فروخ کی آنکھوں میں مسرّت کے آنسو تھے۔ اور ان کی ڈبڈبائی آنکھیں کہہ رہی تھیں، کہ تمہاری محنت رائیگاں نہیں گئی۔

(تاریخ ابنِ خلکان۔ ص۔ ۵ جلد دوم۔ طبع جدید مصر)

مشہور امام حسن بصریؒ اور امام مالکؒ اس ربیعہؒ کے حلقہ تلامذہ سے ہیں۔

عبداللہ سلیم ناظم جامعہ کمالیہ راجووال
شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ فروری ۱۹۹۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# خطبۂ ردِ بدعات

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (القرآن پ ۲۱)

# خود ساختہ جشنِ عید میلاد النبیؐ

## ۱۲ ربیع الاوّل کے متعلق علماء اور حکومت کو کتاب و سنت کی روشنی میں

## دعوتِ فکر اور سوالات

۱۲ ربیع الاوّل کو خود ساختہ عید میلاد النبیؐ خوب زور شور سے منائی جاتی ہے۔ اور عید نہ منانے والوں کو بے دین، کافر، وہابی اور دشمنانِ رسولؐ کہا جاتا ہے اور عوام سے خود ساختہ عید کے بہانے روپے، پیسے اور چندے وغیرہ خوب اکٹھے کئے جاتے ہیں اور رات کو خوب چراغاں ہوتا ہے۔ طرح طرح کی دیگیں اور کھانے پکائے جاتے ہیں۔ شامل نہ ہونے والوں سے بائیکاٹ اور ان کے خلاف نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ گالی گلوچ، حتیٰ کہ بعض مقامات پر قتل تک نوبت آتی ہے۔ ہزاروں، لاکھوں روپے خود ساختہ عید میلاد کے موقعہ پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ اور عوام کو نیکی اور ثواب کا یقین دلایا جاتا ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ اس مسئلہ کے متعلق حکومت اور علماء کو کتاب و سنت کی روشنی میں دعوتِ فکر دی جائے اور سوالات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کئے جائیں تاکہ ہم اللہ تعالےٰ کے ہاں سرخرو ہو سکیں۔

● نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک لاکھ سے زائد رسل و انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقین انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی یا رسول کا جشن عید میلاد خود منایا ہے۔

● کیا انبیاء کرام سے کسی نبی نے دوسرے نبی کا یوم ولادت منایا ہے ؟

● کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جشن عید میلاد النبیؐ خود منایا ہے یا ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ میں سے کسی صحابی کو حکم دیا ہے ؟ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے مت بڑھو۔)

● کیا ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ میں سے کسی صحابیؓ نے ۱۲ ربیع الاوّل کو عید کہا ہے ؟

● کیا صحابہؓ کے زمانہ میں ۱۲ ربیع الاوّل کا دن آیا تھا ؟ اور یقیناً آیا تھا تو صحابہ کرامؓ جو نبیؐ کے جاں نثار تھے وہ اس عید کے ثواب سے کیوں محروم رہے ؟

● کیا نبیؐ کے زمانہ میں تیئس سال کے عرصہ میں ۱۲ ربیع الاوّل کا دن نہ آیا تھا۔ اور تیئس سال میں مسلسل ۱۲ ربیع الاوّل کا دن آتا رہا۔ آپؐ نے کیوں نہ حکم دیا کہ اس دن کو عید مناؤ کیونکہ میری پیدائش اس دن میں ہوئی ہے ؟

● کیا سیدنا امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ کے زمانہ میں ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ نہ آئی تھی تو ائمہ مذکورین نے عید میلاد النبیؐ کیوں نہ منائی ! کیا انہیں نبیؐ سے سچی محبت نہ تھی ؟

● نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئس سال وحی کا نزول نہ ہوتا رہا۔ اللہ تعالےٰ نے وحی نہ کی کہ اے میرے حبیبؐ اپنی عید میلاد مناؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



● جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحیٔ الٰہی کا نزول ہوا کیا وہ کم خوشی کا دن ہے؟ جس دن نبیؐ کو معراج ہوا کیا وہ یومِ مسرت نہیں؟ ان دنوں کی کیوں عیدیں نہیں منائی جاتیں؟

● کیا فقہائے کرام نے اپنی کتب میں یہ نہیں لکھا کہ نبیؐ کے کئے ہوئے کام کو کرنا عبادت اور سنت ہے؟ اور جو آپ نے نہیں کیا اُس کو نہ کرنا عبادت اور سُنت ہے؟

● کیا آپ کی آلِ کرام نے ہماری طرح یہ عید منائی ہے؟ کیا ان کو نبیؐ سے محبت نہ تھی؟ یا ربیع الاوّل کا مہینہ نہ آتا ہو یا ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ نہ آتی ہو یا تاریخ آتی ہو، مگر آلِ کرام کو آپؐ سے سچی عقیدت نہ ہوگی یا پھر اہل بیت اور صحابہ کرامؓ یہ ڈھنگ نہ جانتے ہوں گے یا اس خود ساختہ جشن کا نبیؐ کا حکم نہ دینے کی وجہ سے بچتے ہوں گے۔ یا نعوذ باللہ بخل کرنے والے ہوں گے؟

● کیا حدیث میں نہیں ہے کہ من تشبّہ بقوم فھو منھم یعنی جو مسلمان ہو کر کفّار اور غیر قوم سے مشابہت کریں گے ان کا شمار انہی قوموں کے ساتھ ہوگا۔ کیا نصاریٰ بڑا دن نہیں مناتے اور بڑے دن میں سیّدنا عیسٰی علیہ السّلام کا عید مولود نہیں کرتے؟

● کیا زمانہ ہر وقت سیّال اور غیر قارّ نہیں یعنی وقت اور زمانہ چلا جا رہا ہے اور عقلاً اور نقلاً ثابت ہے جو منٹ گیا پھر لوٹ کر نہیں آتا۔ فلاسفر بھی اسی پر متفق ہیں۔ اس واضح اصُول کے مطابق نبیؐ جس وقت، جس دن اور جس منٹ میں پیدا ہوئے، اب وہ وقت، دن اور منٹ لوٹ کر نہیں آتا، اور نہ ہی قیامت تک لوٹ کر آئے گا تو پھر خود ساختہ عید کیسے ثابت ہوئی؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہر سال دو عیدیں آتی ہیں، رمضان شریف اور حج کا دن آتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے رمضان کے روزے، اور دونوں عیدیں اور حج نئے سرے سے اور بدل کر آتے ہیں۔ کیا نبی بھی ہر سال پیدا ہوتے ہیں؟ اور نئے سرے سے بدل کر تشریف لاتے ہیں؟ واہ چہ خوب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ھ   واہ رے میرے یار کے یار   حائے حطی سے گدھا لکھدیا اور ہائے ہوز سے ہمار

● کیا نبی ؐ کی تاریخ پیدائش اور وفات میں سخت اختلاف نہیں ؟ کیا ۱۲ ربیع الاول کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مؤرخین کے خیال کے مطابق وفات نہیں پائی ۔ ؟ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہؓ نے خوشیاں منائی تھیں ۔ صحابہ کرامؓ کو آپؐ کی وفات پر ذہول تک ہو گیا تھا ۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے یہ آیت پڑھ کر وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل تسلی دلائی اور کیا خوب فرمایا تھا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات و من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ۔ گستاخی معاف ، سب سے بڑا دشمن سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان ہے ۔ جن مؤرخین کے خیال کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کو آپؐ کی وفات ہوئی تو شیطان نے بے حد خوشیاں منائی تھیں ۔ اور سیدہ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا تھا لقد صبت علی مصائب : لو انھا صبت علی الایام صرن لیالیا فرماتی ہیں والد محترم سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مجھے اس قدر صدمہ اور غم ہوا ۔ اگر میرا غم اور صدمہ دنوں پر ڈال دیا جاتا تو دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے ۔

## خود ساختہ جشن عید میلاد النبی ؐ کی تاریخ ایک حنفی عالم کے قلم سے

المنہاج الواضح مطبوعہ اشرف پریس لاہور مصنفہ مولانا سرفراز خاں صفدر حنفی گوجرانوالہ صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۵ میں فرماتے ہیں :۔ پوری چھ صدیاں گزر چکی تھیں کہ اس بدعت کا کہیں مسلمانوں میں رواج نہ تھا ۔ یہ نہ تو کسی صحابی کو سوجھی نہ کسی محدث کو نہ فقیہ نہ کسی بزرگ ، نہ کسی ولی کو ؛ یہ بدعت اگر سوجھی تو ایک مسرف بادشاہ کو ۔ اس کے ایک رفیق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دنیا پرست مولوی کو یہ بدعت ۶۰۴ھ موصل کے شہر میں مظفر الدین کوکبوری بن اربل کے حکم سے ایجاد ہوئی جو ایک مسرف اور دین سے بے پرواہ بادشاہ تھا۔ اس بدعت پر تین لاکھ روپیہ خرچ کرتا تھا تاکہ لوگوں کے دلوں کو اس ڈھونگ سے اپنی طرف مائل کرے۔ چنانچہ علامہ ذہبیؒ المتوفی ۷۴۸ھ نقل کرتے ہیں۔ کان ینفق کل سنۃ علی مولد النبیؐ نحو ثلاث مائۃ الف۔ دول الاسلام جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۔

یاد رہے اس بادشاہ نے بدعتی مولوی کو ایک ہزار پونڈ انعام دیا۔

## بدعت کے متعلق ایک حدیث شریف

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَۃٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوۃً وَّلَا صَدَقَۃً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَۃً وَّلَا جِہَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَۃُ مِنَ الْعَجِیْنِ۔ ابن ماجہ ص ۶ مطبوعہ کراچی (یعنی اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد اور نہ کوئی نفلی عبادت اور نہ کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے۔ بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گوندھے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

## تحقیق تاریخ میلاد

تمام ارباب تاریخ و سیر کا تین باتوں پر کلی اتفاق ہے۔ ایک یہ کہ ولادت کا سال عام الفیل تھا۔ دوسری اور تیسری بات یہ کہ آپ کی ولادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ربیع الاوّل کے مہینے میں دوشنبہ (سوموار) کے دن صبح صادق کے وقت ہوئی۔

وھٰذا ما لا خلاف فیہ انہ ولد صلّی اللہ علیہ وسلّم یوم الاثنین ثم الجمہور علی ان ذالک کان فی شہر ربیع الاول۔ ترجمہ: اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ آپ دوشنبہ (پیر) کے دن پیدا ہوئے۔ پھر جمہور کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔ (ابن کثیر)

جیسا کہ دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور یہ دن ۹ ربیع الاوّل کے سوا کسی اور تاریخ سے مطابقت نہیں کھاتا۔

تحقیقی نقشہ حسب ذیل ہے۔

## عام الفیل

| ۵ | ۴ | ۳ | ۲ | ۱ |
|---|---|---|---|---|
| تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے | شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ ہجری | مقدار سال | سال کا پہلا مہینہ | شروع سنہ کا پہلا دن |
| ۵۱ / ۶۸ | ۱۸ محرم سنہ ۵۳ ق ھ | منٹ گھنٹے دن ۴۸-۸-۳۵۴ سیکنڈ ۴۴-۳۴ | جمعرات محرم | یک شنبہ اتوار |

اصحاب الفیل کا حملہ مکہ معظمہ پر محرم کی ۱۷ تاریخ کو ہوا تھا اس لئے عام الفیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی ابتداء ۱۸ محرم الحرام یوم یک شنبہ (اتوار) سے کی گئی ہے۔ یہ واقعہ پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۵۰ دن پہلے کا ہے۔

تفصیل :۔ محرم ۳۰-۱۷ (۱۳ دن) صفر (۲۹ دن) ربیع الاول (۸ دن) میزان ۵۰ دن۔ یکم محرم (جمعرات) ۱۸ محرم (اتوار) یکم صفر (ہفتہ) یکم ربیع الاول (اتوار) ۹ ربیع الاول (سوموار)

اس تحقیق کے مطابق آپؐ کی ولادت باسعادت موسم بہار میں بروز دوشنبہ ۹ ربیع الاول سنہ ۱ھ عام الفیل مطابق ۲۰/۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی کو مکہ معظمہ بعد از صبح صادق قبل از طلوع آفتاب ہوئی۔

رحمۃ للعالمین جلد دوم، مصنف سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

طابع : شیخ غلام علی۔ لاہور

طالب الدعوات محمد یوسف بانی دار الحدیث جامعہ کمالیہ راجووال

شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ فروری ۱۹۹۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خطبہ نمازِ تسبیح

حضراتِ قارئین! آج کا دَور بدعات کا دَور ہے۔ اصل اسلام اور صحیح اسلام کو ناپید کیا جا رہا ہے۔ خود ساختہ اسلام لوگوں کو ذہن نشین کرایا جا رہا ہے۔ فرائض کو ترک اور نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ بدعات اور خواہشات کی پابندی ہے۔ مثلاً میّت کو دفن کرنے کے بعد چالیس قدم پر دُعا کرنا ختنہ کے موقعہ پر دعوتیں کرنا، عقیقہ پر بجائے جانور ذبح کرنے کے چاول اور حلوہ پکانا۔ حالانکہ خون بہائے کے بغیر عقیقہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ سونے چاندی کی بارش برسا دی جائے۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سُن کر آنکھوں پر انگوٹھے لگانا اور فرضی نماز کا ترک چہ خوب۔ فرضی نماز کے تارک اور تسبیح نماز پر زور اور اس نماز کے لئے قریہ قریہ آدمی بھیجے جاتے ہیں۔ اعلان ہوتے ہیں غرضیکہ ہر قسم کا خوب زور لگایا جاتا ہے جو تسبیح نماز با جماعت میں شامل نہیں ہوتا اُسے بُرا بھلا اور خوب مطعون کیا جاتا ہے۔ فرضی نماز با جماعت اور تارک نماز کے بارے میں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ من کان باکیًا فلیبك علی الاسلام۔

بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ نوافل نماز کی جماعت ثابت ہے۔ سو جواباً عرض ہے۔ جن نوافل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کرائی ہے۔ آپ بھی ان نوافل کی جماعت کرائیں۔ مثلاً نمازِ عیدین، نماز کسوف اور نمازِ استسقاء وغیرہ۔ اور جن نوافل کی جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کرائی۔ آپ ان نوافل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی جماعت کیسے کرا سکتے ہیں۔ مثلاً اشراق، ضحٰی، اور اوابین وغیرہ۔

حدیث میں ہے۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

یعنی "دین میں جو نئی بات نکالے وہ مردود ہے"

نمازِ تسبیح ایک انفرادی نماز ہے۔ اس کا باجماعت پڑھنا بدعت ہے۔

توقع ہے کہ آپ فائدہ اٹھائیں گے۔ جن احباب کو مجھ سے اختلاف ہو تو وہ مجھے کتاب و سنت سے مطمئن کریں۔ انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

# نماز تسبیح کا طریقہ

حسب معمول چار رکعت نفل پڑھے جائیں اور ہر رکعت کی ہر ہیئت کے ذکر کے بعد تسبیح پڑھی جائے۔ قیام میں پندرہ دفعہ اور باقی ہیئات میں دس دس دفعہ یعنی ہر رکعت جلسۂ استراحت تسبیحات ملا کر پچھتر دفعہ پڑھی جائے چار رکعات میں تین سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

**سوال:۔** کیا صلوٰۃ تسبیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا خیر قرون سے کوئی اثر ملتا ہے۔ اگر کوئی باجماعت ادا کرتا ہے تو وہ بدعتی ہے؟

**جواب:۔** از شیخ الاسلام حضرت حافظ محمد عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ۔ المتوفی: ۲۰، اگست ۱۹۶۴ء

صلوٰۃ تسبیح کے متعلق مشکوٰۃ وغیرہ میں ضعیف حدیث آئی ہے اور ضعیف حدیث کے متعلق محدثین امام احمدؒ وغیرہ کا فیصلہ ہے کہ فضائل اعمال میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ضعیف حدیث معتبر ہے۔ حلال و حرام میں اس کا اعتبار نہیں۔ چونکہ تسبیح نماز فضائل اعمال کی قسم سے ہے۔ اس لئے اس پر عمل جائز ہے لیکن اس کا اہتمام کرنا یہاں تک کہ جماعت سے ادا کرنا اور جماعت کی طرف دعوت دینا یہ بدعت ہے جو عمل جس حالت پر آئے تو اس سے اس کا مرتبہ بڑھانا نہیں چاہیئے۔ اس کے علاوہ جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں ان کی گنتی تنہا پڑھنے میں ہوتی ہے۔ جماعت کے ساتھ پڑھنے میں کمی بیشی ہونے کا ہر وقت کھٹکا رہتا ہے۔ مسنون طریقہ تسبیحات کا آہستہ کہنا ہے۔ چنانچہ ہر نماز میں کہی جاتی ہیں۔ اس صورت میں امام کو کیا پتہ کہ میری تسبیحات کے ساتھ مقتدیوں کی تسبیحات پوری ہوگئی ہیں اور پھر مقتدیوں میں بھی کوئی جلدی پڑھنے والا ہوتا ہے۔ کوئی آہستہ۔ کسی کی زبان موٹی ہوتی ہے اور وہ بہت دیر میں پوری کرتا ہے۔ بلکہ اس صورت میں جہر ہو تب بھی حساب پورا ہونا مشکل ہوتا ہے۔ خاص کر جو لوگ امام سے دور ہیں، جہاں آواز پہنچنی مشکل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تسبیح میں جماعت کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

۳۰ صفر ۱۳۸۲ھ ۲۲ جولائی ۱۹۶۲ء۔ فتاوی اہلحدیث جلد ۲

**سوال:۔** نماز تسبیح باجماعت پڑھنی کیسی ہے؟

**جواب:۔** از جناب مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف بھوجیانی محشی نسائی شریف۔ المتوفی ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء

اوّل تو حدیث صلوٰۃ تسبیح کی اسنادی حیثیت ہی میں کافی اختلاف ہے۔ نہ صرف صحت و ضعف میں بلکہ بعض حضرات موضوع تک کہہ گئے ہیں۔ جو اہل علم بالحدیث اس حدیث کے ثبوت کے حق میں ہیں باجماعت کے تو وہ بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قائل نہیں۔ لہٰذا اگر پڑھنی ہو تو فرداً فرداً پڑھی جائے۔ با جماعت پڑھنے میں شائبۂ بدعت ہے جس سے کم از کم اہلحدیث کو ضرور اجتناب کرنا چاہیئے۔ با جماعت کا ثبوت عہدِ سلف سے ہرگز نہیں پایا جاتا۔

بحوالہ ہفت روزہ "الاعتصام" ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ ۱۸ اگست ۱۹۷۸ء

## مندرجۂ ذیل علمائے کرام کا بھی یہی فتوٰی ہے

(۱) استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی رمضان ۱۴۰۵ھ

(۲) ابوالبرکات مولانا احمد شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ۔ المتوفی ۲۹ جولائی ۱۹۹۱ء

(۳) مولانا محمد صدیق صاحب شیخ الحدیث و رئیس جامعہ علیہ۔ سرگودھا۔ المتوفی۔ ۶ اپریل ۱۹۸۸ء

(۴) حضرت مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی مدظلہ۔ لاہور

---

## بدعت کے متعلق ایک حدیث شریف

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صلوٰۃً وَّلَا صَدَقَۃً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَۃً وَّلَا جِہَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَۃُ مِنَ الْعَجِیْنِ ● ابن ماجہ ص۶ مطبوعہ کراچی

ترجمہ :۔ اللہ تعالےٰ بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ کوئی نفلی عبادت اور کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے ۔ بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گوندے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے ۔

محمد یوسف بانی دارالحدیث راجووال ۔ اوکاڑہ

شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ فروری ۱۹۹۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# نظمیں

**عقیدت دے پھل**
مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی

**تعارف مدرسہ**
مولانا فضل الٰہی

**لاکھوں سلام**
مولانا علم الدین علیم

**تعارف**
مولانا علی محمد صمصام

**تعارفِ مدرسہ دار الحدیث**
مولانا شہاب الدین ثاقب زیروی

## عبداللہ سلیم

ناظم جامعہ کمالیہ دار الحدیث منڈی راجووال

فون نمبر ۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ منظوم جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب عزیز الہ آبادی جو کہ جماعت کے مشہور اہل قلم میں سے ہیں۔ جماعتی اخبارات و جرائد، مجلات وغیرہ میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اہل قلم ہونے کے ساتھ ساتھ شعری ذوق بھی رکھتے ہیں۔ ان کی نظم داستان امرت، راہ سنت عام طور پر جلسوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ خطیب ہیں۔ یہ نظم اپنے مادر علمی (جامعہ کمالیہ) اور استاد کی عقیدت میں لکھی ہے۔

آج کل مرکزی جامع اہل حدیث حسین خان والا ادتاڑ ضلع قصور میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اپنے علاقہ کے ماشاء اللہ بلند پایہ خطیب ہیں۔ یہ ان کی نظم (عقیدت دے پھل) مولانا احمد دین صاحب حنیف خطیب جامع اہل حدیث توحید گنج بہاؤالدین ضلع گجرات کے خطیب تھے۔ آج کل محمدی اکیڈمی گوجرانوالہ کے سرپرست ہیں۔ مذکورہ نظم (عقیدت دے پھل) ۱۱ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ ۲۳ فروری ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ مولانا موصوف کو اپنے اسلاف کی کتابیں شائع کرنے کا بہت شوق ہے سوانح حضرت عبداللہ غزنوی کے علاوہ متعدد کتابیں شائع کیں اور بلا قیمت تقسیم کیں۔ جزاہ اللہ عنا وعن سائر الموحدین۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق سے نوازے۔ اخلاص کی نعمت سے مالا مال کرے۔

محمد عبداللہ سلیم

ناظم جامعہ کمالیہ منڈی راجووال اوکاڑہ پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ساڈے ملک پنجاب دے اندر بہت اندھیرا چھایا سی
اس پیٹ پرستی ملاں نے وچہ دین دے رخنہ پایا سی
کتنے تیجے ساتے چالیہے نے جا اپنا رعب جمایا سی
کتے گیارہویں پیر جیلانیؒ دی انہاں دین کا رکن ٹھہرایا سی
کتے کونڈے جعفر صادقؒ دے کتے چوری روزہ آ بنیا
کتے نعرے لگن غیر اللہ ایہہ عجب تماشا آ بنیا
کتے آپ وساکھی سکھاں دی ایہہ مسلم سی اپنا بیٹھے
کتے "ہولی" "ماں" "بسنت" بنے کتے "لوڑہی" "عرس" بنا بیٹھے
کتے "عید میلاد" بنادتی شب رات دے حلوے کھا بیٹھے
کتے "صحنک بی بی صاحبہ" دی کتے "چہلم" کرن ادا بیٹھے
کتے قل خوانی کتے حل خوانی ایہہ عجب طریقہ کھاون دا
جمعرات دے حلوے کدھرے سن کتے دورسی ختم پڑھاوندا
کتے ڈھوم تے کنجر نچدے سن کتے بھنگڑا پاندیاں رناں سی
کتے ڈھول ڈھمکے طبلے سن کتے کھسریاں حد نہ بناں سی
کتے گویں متھے ٹیک دے سن کتے عرساں ول تمناں سی
کتے چڑھن چڑھاوے قبراں تے اتے دیوے بالدی اماں سی
کتے ککڑ دے پتر لیندی عجب طریقہ آ بنیا
پئی انھی پیندی کتے کھاندے ایہہ سلیقہ آ بنیا
کتنے خضر دے چاول پکدے سن وچہ نہراں روڑھن جاندے سی
کتے نیازاں خواجہ صاحب دیاں دودھ عرساں تے ورتاندے سی
کتے کرن توہین صحابہ دی موہنوں گندے بول الاندے سی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اوہ شرع دے ٹھیکیدار بنے جیہڑے دین تے چھری چلاندے سی
کتے ظالم کوئی ابن سبائی غم حسینؓ دا لا بیٹھے
کتے چوہے بن گئے دولے شاہ دے کاسہ پھڑ کے آ بیٹھے
کتے پیر چھپا ہیباں لیندے سی نالے الٹا سبق پڑھاندے سی

ایہہ سیویاں پوڑیاں نال پرونٹھے حلوہ ککڑ کھاندے سی
پھر مورکھ بندے بہشتی لنگھن پاک پتن نوں آندے سی
ایہہ کوٹ مٹھن بیت اللہ بنیا حج پڑھن نوں جاندے سی
ایہہ بن گئی شرع نمانی سی اتے رب رسول بھلا بیٹھے

ہے اٹھارا جہ ظالم نگری من دے لڈو کھا بیٹھے
ایہہ نام خدا دا بھل بیٹھے تے غیراں در دپکا بیٹھے
ایہہ صوم صلوٰۃ تا حج زکوٰۃ تاں سب دی خیر منا بیٹھے
ایہہ حشر تے نشر عذاب قبر دا نالے موت بھلا بیٹھے

سی نیکی دلوں کنڈ چا کیتی بدی دا مل کے راہ بیٹھے
زنا شراب تے چوری ڈاکہ ملی وراثت بابے دی
ایہہ جھوٹ تے چغلی ہیرا پھیری ایہہ نشانی بابے دی
حالت ایسی ابتر سی کہ چار چوفیرا اندھیرے سن

ایہہ بڑی دکھیاں لوے ھلا نہ اہیندے گھمن گھیرے سن
سب نیک خصال دعائیں کردے راتیں سنجھ سویرے سن
ہن ربا بھیج موحد ایتھے ددھ گئے دکھ ددھیرے سن
ایتھے بلی چوکیدار بنی دودھ نوں جاگ لگاون دی
تے گدڑاں آن سنبھالی ڈیوٹی خربوزے ورتاون دی

یہ سب عقائد رضا خانی طبقہ کے ہیں۔ (عزیز)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بھیجیا رب مجاھد فضلوں جو ایس علاقے آ بیٹھا
رکھ قلبی آس بنصر اللہ اور باغ توحید دا لا بیٹھا
ایہہ شاخاں پھلیاں خوشی منائی رب کا شکر بجا بیٹھا
ایتھے بوٹے لا چنبیلی دے تے خوشبو عجب بنا بیٹھا

ایہہ خالص بوٹے پال کے تے اس موہ لیا جگ سارا ای
اج راجووال دی اجڑی وستی بنیا بلخ بخارا ای

جتھے گا ہلڑ کاں ستے الاں سن اوتھے بلبل پھرے صدا دیندی
جتھے جھنڈ کریرتے جھاڑیاں سن اوتھے نرگس کلی ہوا دیندی
جتھے کفر شرک دے زخمی سن اوتھے بانگ توحید شفا دیندی
جتھے زنگ دلاں تے روحاں دے سب سنت لاہ چمکا دیندی

جتھے چیلے شیطان نیہدے سی تے آپ شیطان مسرور رہویا
اج اوہ قلعہ لاحول دی ضربوں بالکل چکنا چور رہویا

جیہڑے زنگ محل سن بدعت دے اتے گارا کفر کا دا لگیا سی
نالے چونا کیتا بھیڑیاں رسماں دیوا شرک دا جگیا سی
ایہہ پہن لبادہ شرع دا ملاں لوکاں تائیں ٹھگیا سی
پر راجووال دے دار الحدیث نے کفر شرک سب دبیا سی

ایہہ حق دا نعرہ انج لگا جیویں دھرتی اتے بھوچال آیا
میں صدقے مرد مجاہد توں جیہڑا یوسف[1] ابن کمال آیا

جتھے ڈاکو چھالاں مار دے سن تے چوراں قلعہ بنایا سی
جتھے ظالماں پھڑ کے عدل ترازو حق انصاف دبایا سی
جتھے کالی رات سی پئی ہوئی تے لوکاں آن ستایا سی

---

[1] حضرت العلام مولانا ابو السلیم محمد یوسف مدظلہ العالی بانی و مہتمم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ راجووال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بس اگ لگی تے بارش وسی مولا کرم کمایاسی

ایہہ دانگ سیلاب دے سب کجھ روڑھیا حامی آپ خدا بنیا
ایہہ دین نبی دا مرکز جے دکھاں دی آپ دوا بنیا

سب عاشق بن گئے سنت دے اونہاں تن من اپنے وارے نے
اوہ دین دی خدمت اندر بن گئے حاتم طائی سارے نے
ایہہ صوم صلوٰتاں حج زکوٰتاں بنے موحد بھارے نے
فضل کرم تھیں مینہ برسایا خالق سرجنہارے نے

اَج پرواز اونہاں دی اُچی کیتی خالق باری اے
جنہاں دامے دَرمے سخنے قدمے کیتی مددگاری اے

اس راجووال دا شان اجیہا دارالحدیث[1] بنا دتا
جتھے حافظ عالم حاجی بن گئے رب نے کرم کما دتا
ایہہ محنت حضرت یوسف دی جس اپنا آپ دکھا دتا
جس نوری علم دی تھاپی لا کے چوروں سادھو بنا دتا

اَج زندہ ولی زمانے تے ایہہ حضرت یوسف آ بیٹھے
جو غیراں ولوں توڑ کے یاری نال خدا دے لا بیٹھے

تقوٰے زہد عبادت ولوں ثانی نہیں جہان اندر
جو درس قرآن و حدیث دا دیندے ہوندا اثر جہان اندر
جد وعظ و پند تے کھڑ جاندے پھر سمجھ نڈر میدان اندر
گل حق دی اونہاں کہہ دینی بھاویں جان رہوے نہ جان اندر

---

[1] یعنی دارالحدیث رجسٹرڈ راجووال ضلع اوکاڑہ پاکستان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اوہ وچہ سیلاب کفر شرک دے پتھر بن کے اڑ جاندے

ہے کی پرواہ مخالفت دی اوہ جواز بن کے کھڑ جاندے

---

اُج سنو طریق بزرگاں دا اوہ راہ عمل بنا بیٹھے

اوہ علم دی دولت پئے ورتاون طالب ترسدے آ بیٹھے

اس شرف شاگردی خاطر ایتھے عزیز جیہے بھی آ بیٹھے

ایہہ قائم دائم رکھیں ربا ہر دم کرن دعا بیٹھے

---

ایہہ سایہ رہے ہمیشہ سر تے دارالحدیث دے بانی دا

تے قلم نوں روک عزیز پیارے بُکبلہ توں اک پانی دا

کاغذ تے حرف سیاہی دے ایہہ ہر دم لکھے رہندے تے

لکھن والا مٹی تھلے عزیز سیانے کہندے نے

---

لے مصنف قصہ ہذا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# نظم

یہ نظم ۱۳ ۱۲/۶۶ء کے سالانہ جلسہ میں پڑھی گئی

شاعر توحید: جناب مولانا فضل الٰہی صاحب بیگ پور ضلع قصور

اک دن بیٹھیاں دلوں دلیل اٹھی اک باغ ول خیال دوڑایا سی
جنہوں اک غریب نے نصب کیتا جا کے وچہ اجاڑ دے لایا سی
جتھے باغ لگا کے اوس سارا سیم تے تھور گنوایا سی
کیتے اک دھتوریاں نظر آون کتے ونّاں نے جھبڑا پایا سی
ڈاکو اوس زمین وچہ بہت آئے جنہاں رب دا راہ بھلایا سی
ڈکے مار توحید فناہ کیتی الٹا خلقت نے رعب جمایا سی
بھیس بدل کے رب دی خلق لٹی ہر تھاں ان غبار مچایا سی
برقع پہن کے فضل بھلائیاں دا لوکاں اپنے مگر لگایا سی

(۲)

مالی اوس دے نوں دِلوں جوش آیا اوہنے بوٹڑا عجب لگا دِتّا
جتھے ونّاں کریراں دے جھنڈ ہیتے اوتھے باغ انگور بھبا دِتّا
جتھے ظالماں نے کالی رات پائی اوتھے چانن توحید دا لا دِتّا
جتھے ڈاکواں دے رہنے جا پدے سی اوتھے قلعہ توحید بنا دِتّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جتھے کفر تے شرک دی بانگ ملدی اوتھے حق دا نعرہ لگا دِتا
بھاجڑ پئی شیطان دے چیلیاں نوں رو رو اپنا حال گوا دِتا
فضل مالی توحید وچہ بہت پکا، تائیں اپنا رُعب جما دِتا

(۳)

جتھے رہنے سی کانواں تے اُلوواں دے اوتھے بلبل وسیرا آن کیتا
نعرہ اوس توحید دا چھیڑ دتا، قال قال دا اوس اعلان کیتا
جیہڑے مُدتاں دے ترسے جا پدے سی، اوناں جام توحید دا آن پیتا
جیہڑے بدعت دے چھپڑیں لال گو تے اُنہاں سنت دے کھوہ اشنان کیتا
جیہڑا جامہ توحید دا پاٹیا سی سوہنی سُنت دی سُوئی نال آن سیتا
مالی ویکھ کے اپنے باغ تائیں سوہنے منہ تھیں ایہہ اعلان کیتا
بوٹے آس تری تے سی لائے، اونہاں رج کے توں جوان کیتا
فضل کرن راکھی جیہڑے بوٹیاں دی رب اونہاں نوں جنت نشان کیتا

(۴)

جیہڑے باغ دی راکھی وچہ دیہن مدد، شاد اونہاں نوں پروردگار کردے
جیہڑے شرک تے بدعت دا رد کردے، دل اونہاں دے باغ بہار کردے
تیرے ہتھ وچہ دلاں دیاں ڈوریاں نیں، ربا دلاں نوں توں ہموار کردے
سمجھ آ جاوے ایہناں جھلیاں نوں ساڈے نال جیہڑے تکرار کردے
سانوں آسرا ای تیری ذات والا تائیں وچہ دربار اصرار کردے
جنہاں ملاں دے وچہ کدورتاں نے پیدا اونہاں دے وچہ پیار کردے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فضل جیہے کمینڑے بھیڑیاں نوں اپنی رحمت تے نوں سوار کر دے

(۵)

باغ ہویا جوان تے پھل لگا، مالی خوشیاں بہت منائیاں نے
جدوں ویکھیا قلب نوں ٹھنڈ ہندی اکھاں چک اسمان ول لائیاں نے
میری طاقتوں کم سی بہت اُچا ایہہ سب تیریاں بے پرواہیاں نے
ایہناں پھلاں دے وچ مٹھاس پاویں نت میریاں ایہہ دعائیاں نے
لوکی کھان تے عجب سرور آوے میرے حق وچ دیہن دعائیاں نے
حشر تیک توں ایس جوان رکھیں، یوسف بوٹیاں جیہڑیاں لائیاں نے
تیری رحمت دی فضل اُمید رکھے ہور ڈھیریاں سب گوائیاں نے

(۶)

ایتھے بدل توحید دے آن برسن بونداں پوندیاں رب دی خلق اُتے
جیہڑے مدتاں دے روگی جاپدے سی پلی بانگ توحید دی اوہ سُتے
جیہڑے کفر تے شرک دی کرن راکھی چڑھدن توحید دا اوہ اُٹھے
پانی اوہناں باغیچیاں رب پایا جیہڑے کفر تے شرک دے نال سُکے
سڑک اوہناں توحید دی آن ویکھی جیہڑے مدتاں دے راہوں سی اُکے
دل اوہناں دیلوچہ قلبوت جاگے جیہڑے فسق فجور دے وچہ سُتے
صحت اوہناں نوں رب عطا کیتی جیہڑے نال بیماری دے دل سُکے
فضل رحمتاں رب دیاں انت ناہیں کلر شور زمین دے بھاگ اُچے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مولانا علم الدین صاحب علیم نے تقریباً پندرہ سال حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ حویلی لکھا اور اس کے ماحول میں نوجوان ان ہی کی کوشش سے اہل حدیث ہوئے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ سب سے بڑا یہ کام ہوا۔ کہ اکثر ذہن سلفی پیدا ہوئے۔ اور لوگوں میں مسائل کا تجسس اور تحقیق کا مادہ پیدا ہوا۔ آج کل مولانا موصوف مسجد قدس اہل حدیث اڈا الاریان حویلی لکھا میں خطابت کے فرائض باحسن وجوہ سرانجام دے رہے ہیں۔

---

## در مدح

## الجامعة الكمالية عرف عام مدرسه دار الحدیث راجووال

# میری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

از مولانا علم الدین صاحب علیم

۹، ۱۰ اپریل ۱۹۵۷ء کو مولانا علم الدین صاحب نے بوقت فراغت مدرسہ کے سالانہ جلسہ عام میں پڑھے۔

حدیث اور قرآن کا گلشن ہے تو ۔۔۔ صداقت کے نغموں کا مخزن ہے تو

ہدایت کا تاباں نشیمن ہے تو ۔۔۔ پلایا مجھے تو نے وحدت کا جام

مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تو شمعِ ہدایت ہے تجھ پر فدا    زمانے کے ہیں سارے شاہ و گدا
عطا ہو تری عظمتوں کو بقا    ابد تک منوّر رہے تیرا نام
مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

درخشاں ترے دم سے اسلام ہے    ترے لب پہ وحدت کا پیغام ہے
ترے ہاتھ میں علم کا جام ہے    مشرف ترے فیض سے خاص و عام
مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

ترا تذکرہ دہر میں جابجا    تری کوششوں میں حقیقی ضیاءؔ
ترے باغ کو نور و نکہت عطا    بہاریں میسر ہوں تجھ کو مدام
مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

ہیں فخرِ شریعت نمازی ترے    بہارِ طریقت ہیں غازی ترے
طلبہ حقیقت کے رازی ترے    انہیں تو نے بخشا ہے اونچا مقام
مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

مری درس گاہ تیری قسمت ہو شاد    نظامِ عمل تیرا پائندہ باد
ترے نام پر قوم کو اعتماد    مبارک ترین تیرا دینی نظام
مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تمنّا ہے مَیں تیری خدمت کروں
حصول اس طرح میں سعادت کروں

خدا کی حقیقی عبادت کروں
سناؤں سدا دین حق کا پیام

مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

درخشاں پیام عدالت تجھی سے
نمایاں نشان شجاعت تجھی سے

دلوں میں ہے جوش خطابت تجھی سے
حقیقت سے لبریز ہے تیرا جام

مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

تری گود ہی سے شرافت ملی
تری گود ہی سے لیاقت ملی

تری گود ہی سے سعادت ملی
تری گود میں آرزوئے تمام

مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

مری درس گاہ تو ہے غم خوار ملت
مری درس گاہ تو ہے تلوار ملت

ترے دم سے ہے شانِ احرار ملت
ملا ہے تجھے امتیازی مقام

مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

مدارس کی ہے شان دارالحدیث
حقائق کا اعلان دارالحدیث

مسلمان کی جان دارالحدیث
تعلیم اپنے لب پہ یہ صبح و شام

مری درس گاہ تجھ پہ لاکھوں سلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مختصر تعارف مولانا علی محمد صمصام رحمۃ اللہ علیہ

جماعت اہلحدیث کے مایہ ناز مبلغ، ملک کے مشہور شاعر، توحید و سنت کے داعی، محبت رسول میں سرشار مجسمۂ اخلاص، سراپا ایثار، نمونہ سلف، پیکر استقامت، منادِ توحید اور مداح رسول مولانا علی محمد صمصام پچاسی برس کی عمر میں ۲۳ جولائی ۱۹۷۸ء بروز اتوار جامع مسجد اہلحدیث کامونکی میں پانچ بجے شام اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ۔ جب حالت زیادہ خراب ہوگئی تو بعض احباب نے خدمت کے جذبہ کے تحت آپ کو دبانے لگے تو آپ نے چائے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چائے آئی، تو آپ نے فرمایا میں عموماً زنجبیل کی چائے پیتا ہوں۔ ایک اور صاحب اُٹھے۔ زنجبیل والی چائے لینے چلے گئے۔ اتنی دیر میں آپ کی حالت متغیر ہوگئی۔ پھر کلمہ طیبہ کا ورد کرنے لگے۔ ورد کی حالت میں ہی آپ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ الجنۃ الفردوس۔

مولانا علی محمد صمصامؒ قیام پاکستان سے قبل ضلع امرتسر تحصیل ترنتارن موضع ککڑ یالہ میں رہائش پذیر تھے۔ متحدہ پنجاب کے جلسوں میں اسلام اور دیگر مذاہب کے ہادیان جیسے تقابلی موضوعات بڑے عمدہ عام فہم انداز میں موازنہ کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ انگریزی۔ ہندی۔ گورمکھی وغیرہ سے مناسب واقفیت بھی تھی۔ جس کی وجہ سے ہندو۔ سکھ آپ کی تقریر بڑے شوق سے سُنا کرتے تھے۔ اور بیسیوں غیر مسلم آپ کے مواعظ حسنہ کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

تقسیم ملک کے بعد مولانا پاکستان میں پہلے چک جھمرہ فیصل آباد میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ وہاں کی آب و ہوا راس نہ آئی تو پھر آپ ستیانہ بنگلہ فیصل آباد تشریف لے آئے۔ اور ہمیشہ کے لئے ابدی زندگی (اُخروی) اسی قصبہ میں گزار رہے ہیں۔ اللّٰھم اغفرلہ۔

مولانا نے جماعت اہلحدیث کے تقریباً ہر جلسے میں شرکت کی اور بڑے بڑے شہروں میں خطابت کے فرائض باحسن وجوہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے تقریباً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بیش سے زائد حج کئے۔ اور کئی درجن کتاب وسنت کی روشنی میں نظم اور نثر میں کتابیں لکھیں۔

مولانا مرحوم جماعت اہلحدیث کے ہر جلسہ کی زینت ہوا کرتے تھے۔ آپ وعدہ کے بڑے پختہ تھے۔ بالفرض اگر کسی جلسہ میں تقدیراً تشریف نہ لاتے تو وہ جلسہ بے رونق اور بے جان ہوجاتا۔ تبلیغی سلسلہ میں مولانا دارالحدیث منڈی راجووال کے سالانہ جلسوں اور کانفرنسوں میں عموماً تشریف لاتے تھے۔ چنانچہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء شعبان ۱۳۹۰ھ کو جامعہ کے سالانہ جلسہ میں مندرجہ ذیل نظم اپنے مخصوص لہجے میں پڑھی جس سے عوام بے حد متاثر ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا موصوف کو جنت الفردوس کی بہاریں نصیب فرمائے اور ان کی جملہ مساعی حسنہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین اور جماعت اہلحدیث کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔

محمد یوسف بانی دارالحدیث

منڈی راجووال ـــ اوکاڑا

شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ فروری ۱۹۹۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# نظم

اللہ کیڈیاں اُچیاں لکھ دِتیاں قسمتاں راجووال دیاں
جتھے درس قرآن حدیث سندا واہ واہ رحمتاں تیرے جلال دیاں

جتھے وس داپیا اک فقیر تیرا
دیوانہ تیرا دلگیر تیرا!

پیارا یوسف نام فقیر تیرا
دُھماں پے گیاں نیک خصال دیاں

جیویں پانی پیوی دا اسے پُن پُن کے
اونویں عالم آندے چُن چُن کے

جو پڑھادن بچیاں نوں دل لا کے
جیویں ماواں پُتراں نوں پال دیاں

اس کملے نے ملک چہ بھج بھج کے
آندیاں رقماں سخیاں توں رج رج کے

ست کمرے بن گئے سج سج کے
واہ واہ محنتاں ماں دے لال دیاں

ہن مسجد[1] پاک دی واری آ!
اُوہدی لگنی اَج اساری آ

ایتھے رقم وی چاہی دی بھاری آ
آساں اللہ جل جلال دیاں

اُس بندے تے فضل خدا کیتا
جن ایہہ ٹکڑا زمیں عطا کیتا

جیوندا جنّتی رب نے چا کیتا
اوہدیاں رحمتاں کیڈ کمال دیاں

طالب علم خدا دے قیدی سبھے
اوہناں کوئی نہ سیاہی سفیدی بجے

کوئی وسدا رہے کوئی اُجڑ جائے
اوہناں دیاں اکھیاں علم توں بھال دیاں

راجووال خداوندا وس دا رہے
میرا یوسف نیکی دس دا رہے

اوہدا درس بھی ہسدا وسدا رہے
اسیاں صمصام[رح] کنگال دیاں

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ

۱۹ اکتوبر ۷۰ء - ۷ شعبان - ۱۳۹۰ھ

[1] یہ مسجد پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تعارف الجامعۃ الکمالیۃ دار الحدیث راجووال

از: شہاب الدین ثاقب زیروی

مولانا شہاب الدین ثاقب زیروی جماعت کے مشہور ترین پنجابی شاعر ہیں۔ آپ نے رسالہ مطمئنہ کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ نظم جامعہ کمالیہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھی جو کہ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ مئی ۱۹۷۷ء کو منظرِ عام پر آئی۔ بفضلہ تعالیٰ عوام کو دیہات میں از بس فائدہ ہوا۔ مولانا شہاب الدین صاحب ثاقب آج کل ملتان میں مقیم ہیں۔ پنجابی زبان میں سترہ (۱۷) سے زائد کتابیں نظم میں شائع کر چکے ہیں۔ عوام کو بڑا فائدہ ہوا۔ اور مذکورہ کتابیں بے حد مقبول ہوئیں فی الحال کتاب التوحید عربی کا ترجمہ شعروں میں تقریباً مکمل کرنے والے ہیں۔ اللہ کرے جلد ہی شائع ہو جائے۔

---

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

پنڈ اک راجووال منڈی مشہور اے ۔ جو شرک دیا پیروں جاندی قصور اے
دارالحدیث درس عام مشہور اے ۔ جان دے لوگ سب تھائیں
مولانا محمد یوسف عالم اے دین دا ۔ توحید دا عاشق سنت نبوی تعلیم دا
نامور خطیب سچے دین قدیم دا ۔ شرک تے بدعت بھاوے نائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نُوت الملک من تشاء اللہ عزت عطائی — دین دی خدمت سر اُتے اوھٹائی
قال اللہ قال الرسول اُوتھے ہوندی پڑھائی — رونق لایاں حد نائیں
مندہ کوئی بولے اسنوں حسد عداوتوں — الزام بہتان جوڑے بعض شقاوتوں
اوہنوں کی ضعف کوڑے طعن ملامتوں — اُس دا رکھوالا سائیں
مولانا یوسف نوں خوش رکھے ربدی ذات اے[1] — نظر اساڈے وچہ نیک برات اے
قرآن حدیث دی ایہہ ساری برکات اے — برس دی رحمت ہر ہر تھائیں
علم دے پیاسے آون رج رج جاوندے — قرآن حدیث پڑھ کے عزتاں پاوندے
پنڈی تے شہری دین رب دے اسکھاوندے — دیوندے ہوکا دنیاں تائیں
تیراں سو اٹھاٹھ سن ہجری پیا ریا — انی سو انونجہ سنہ عیسوی سوہا ریا
رب دے آسرے تے بیڑے نوں تاریا — پار لنگاوے اللہ سائیں
چودوی سال گزرے رکھی بنیاد انے — دِنوں دن ودھدے ایہہ بھی ربدی امداد اے
رب دا فضل ہویا نیک مراد اے — کرے قبول اللہ سائیں
اب وڈا منصوبہ مسجد زیر تعمیر آ — بے حساب خرچ رقم کثیر آ
حوصلہ کیڈا دیکھو یوسف فقیر آ — کوئی پرواہ کردا نائیں
مولانا یوسف اتے فضل وہاب دا — ایہہ دین دا عاشق روشن ٹکڑا اجناب دا
پڑھیا پڑھاوے علم سنت کتاب دا — برکتاں کرے اللہ سائیں

---

[1] یہ مسجد اللہ کی توفیق سے لاکھوں روپے کے خرچ سے مکمل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ موحدین کی طرف سے یہ صدقہ جاریہ بنائے۔ از ناظم
شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بچیاں تائیں سوہنا علم پڑھاوندے — اچھی تربیت نیک عادت سکھاوندے
حسن تے خلق چال نبی بتاوندے — ڈھائیں جاکے اذیں جائیں
طور طریقہ پورا نبی سرکار دا — شرم حیا چال چلن اطوار دا
ویکھ حوال ہر اک نیکے دلدار دا — ہوئی سی خوشی میرے تائیں
قرآن حدیث سوہنا دین پڑھا کے — ادب تہذیب بول چال سکھا کے
سنت توحید والی پگڑی بنھا کے — گھراں نوں بھیجن بچیاں تائیں
ایہو ایہہ درس چلنا پیسے دے نال اے — امیر کبیراں اگے میرا سوال اے
کرو امداد رب رکھے خوشحال اے — تھوڑ تہانوں آوے نائیں
صدقہ زکوٰۃ تے جو حصہ خیرات دا — جھب پونچاوے جیہڑا اپناندی برات دا
کوئی بھروسہ نہیں زندگی حیات دا — کر لیو راضی رب تائیں
منگو دعا چشمہ دین دا جاری رہے — دین محمدؐ والی کھڑی پھلواڑی رہے
کفر جہالت والی جاندی بیماری رہے — رحمتاں کرے اللہ سائیں
برکتاں والی منڈی اے راجووال دی — ورسدی رحمت اوتھے ذوالجلال دی
علم دا نور چمکے روشنی کمال دی — برکتاں کرے اللہ سائیں

اللہ دی قسم پھر پھر ویکھیا جو فیرے میں
درس مدرسے ویکھے اکھیں بتھیرے میں
جیہڑا سکون پایا یوسف دے ڈیرے میں
ہور دسے کتے ڈھٹا تائیں

ثاقب زیروی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إنما يخشى الله من عباده العلماء

الجامعة الكمالية راجوال ضلع ساہیوال (پاکستان)

دار الحدیث (رجسٹرڈ)